بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاج العارفین

شیخ المشائخ حضرت بابا تاج الدین سرور شہید چشتی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

پیر محمد اجمل چشتی فاروقی

مرکزِ تعلیماتِ فریدیہ

فرید منزل چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاج العارفین

ذخیرہ محمد وسیم اکبر الہ آبادی لاہور

ذکرِ خیر

شمعِ خانوادۂ فریدیہ، سراج دودۂ بدریہ

شیخ المشائخ سرور شہید اللہ

حضرت بابا تاج الدین چشتی رحمۃ علیہ

مؤسس و بانی چشتیاں شریف

تالیف: پیر محمد اجمل چشتی فاروقی

مرکزِ تعلیماتِ فریدیہ فرید منزل چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر پاکستان

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

128273

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں!

نام کتاب ________ "تاجُ العارفین"
مصنف ________ پیر محمد اجمل چشتی فاروقی
صفحات ________ ۲۲۴
سائز ________ ۲۳×۳۶/۱۶
کاتب ________ محمد اکرم جاوید، احسن کتابت
________ پاک گول، چنیوٹ بازار فیصل آباد
طابع ________ ٹونا پرنٹنگ پریس، فیصل آباد
سالِ اشاعت ________ ۱۴۱۱ھ (۱۹۹۱ء)
تعداد ________ ایک ہزار
ناشر ________ مرکزِ تعلیمات فریدیہ، چشتیاں شریف
قیمت ________ /- روپے

یکے از مطبوعات تعلیماتِ فریدیہ

ملنے کا پتہ

نیا نمبر 0632/52400

مرکزِ تعلیماتِ فریدیہ
فرید منزل، چشتیاں شریف
ضلع بہاول نگر
فون ۲۵۲۱ - ۰۶۹۵

چشتیہ اکادمی
فرحت منزل، گلی وکیلاں والی چنیوٹ بازار
فیصل آباد، فون ۲۸۸۵۵۰ - ۰۴۱۱

Marfat.com

محمد اقبال مجددی ذخیرہ

انتساب

بحضور شیخ شیوخ العالم

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

آئینہ نیست دِل کہ دہد جا بہر کسے
ایں پارۂ عقیق بنام تو کندہ شد

امیدوارِ کرم

محمد اجمل چشتی فاروقی

چندیں سگانِ کوئے تو یک کمترین منم

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳	انتساب	۱
۹	حمدِ باری تعالیٰ	۲
۱۰	نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	۳
۱۱	منقبت حضرت بابا فریدؒ	۴
۱۳	منقبت حضرت تاج سرورؒ	۵
۱۵	دُعائیہ کلمات	۶
۱۷	پیش لفظ	۷
۲۱	تعارف	۸
۳۳	دیباچہ	۹
۴۱	نسبِ عالی	۱۰
۴۳	خاندانِ ذیشان	۱۱
۴۴	اجودھن میں قرابت داریاں	۱۲
۴۶	چنے کرتا قیامت گُل او بہار بادا	۱۳
۴۸	ولادت باسعادت و تعلیم و تربیت	۱۴
۴۹	فنونِ حرب	۱۵
۵۱	جذبۂ جہاد	۱۶

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۷	فرائضِ تبلیغ	۵۳
۱۸	حلقۂ تبلیغ	۵۵
۱۹	دُعا کی استدعا	۵۶
۲۰	تقسیمِ خاندان	۶۰
۲۱	مقامِ مستقر	۶۳
۲۲	چشتِ دوم	۶۵
۲۳	تبلیغ و تدریس	۶۹
۲۴	تلقین و ہدایت	۷۱
۲۵	شمعِ توحید کے پروانے	۷۳
۲۶	حق و باطل میں کشمکش	۷۶
۲۷	لقب سرور	۷۹
۲۸	معرکۂ جہاد	۸۱
۲۹	جہاد فی سبیل اللہ و مرتبۂ شہادت	۸۵
۳۰	آخری معرکہ	۹۱
۳۱	جاں بازی و سرفروشی کی ایک دلنشین داستان	۹۳
۳۲	عُرس مُبارک	۹۶
۳۳	روضۂ عالیہ	۹۷

Marfat.com

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۹۹	قندِ مکرر	۳۴
۱۰۲	قدیم عمارات	۳۵
۱۰۵	شکر سے مٹی اور راکھ	۳۶
۱۰۶	دارالشفاء	۳۷
۱۰۹	مزاراتِ معنبرہ۔ حیاتِ جاوداں	۳۸
۱۱۹	مرجعِ انام	۳۹
۱۲۳	اولادِ امجاد تاج العارفینؒ	۴۰
۱۴۲	تبرکاتِ عالیہ نبویہ کا پس منظر	۴۱
۱۵۰	سجادہ نشینانِ کرام	۴۲
۱۵۱	قبرستان چشتیاں شریف۔ اہلِ قبور کے تصرفات	۴۳
۱۵۶	سیّد نور شاہ اجمیریؒ	۴۴
۱۶۱	قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ پیدائش وخاندان	۴۵
۱۶۳	تحصیلِ علوم	۴۶
۱۶۵	بارگاہِ مرشدِ ارشد میں	۴۷
۱۶۸	سلسلۂ روحانی	۴۸
۱۷۲	منازلِ سفر	۴۹
۱۷۷	حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلویؒ	۵۰

Marfat.com

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۸۱	نگاہِ آئینہ ساز میں	۵۱
۱۸۶	اوضاع و اطوار	۵۲
۱۸۷	ارشاداتِ عالیہ	۵۳
۱۹۳	علالت۔ وصال۔ مقامِ تدفین	۵۴
۱۹۶	اولاد و احفاد	۵۵
۱۹۷	سید محمد علی شاہ عرف کالے شاہؒ	۵۶
۱۹۸	حضرت سید سبحان شاہؒ	۵۷
۱۹۹	بھوکھنڈی	۵۸
۲۰۷	اقوامِ راجپوت و مشائخِ چشت	۵۹
۲۱۲	ٹوانہ۔ سیال۔ وٹو۔ گوندل	۶۰
۲۲۱	مورخین کی آرا	۶۱
۲۲۳	حرفِ آخر	۶۲
۲۲۴	مقامِ چشتیاں	۶۳

۱۔ فوٹو روضۂ عالیہ حضرت بابا تاج الدین سرور شہید چشتیؒ ۔۔۔ ۹۸

۲۔ فوٹو درگاہِ معلّٰی قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ ۔۔۔ ۱۵۹

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

کریما بہ بخشائی بہر حالِ ما
کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا!

نداریم غیر از تو فریاد رس!
توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

نگہدار مارا ز راہِ خطا!
خطا در گزار و صوابم نما

Marfat.com

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

بَلَغَ العُلیٰ بِکمالِہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجمالِہٖ

حَسُنَت جمیعُ خصالِہٖ

صَلُّوا علیہِ وَآلِہٖ

Marfat.com

"

منقبت

حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

از پروفیسر محمد یوسف زاہد (علیم اللہ معی) گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد

اے فردِ دوعالم گنج شکرؒ ! ، اے بابا فرید الدینؒ مددے !
اے پاک پتن کے پیرِ مغاں ، اے چشت کے ماہِ مبیں مددے

سرمستِ مئے توحید ہے تو ! ، لاریب شہِ تجرید ہے تو
اے سروِ ریاضِ قطب الدینؒ ، اے حسنِ معین الدینؒ مددے

ہے نبیوں کا سا زہد ترا ، بے مثل ہے فقر و عشق ترا
اے پیرِ علاؤ الدین صابرؒ ، محبوبِ نظام الدینؒ مددے

اے محرمِ رازِ فنا و بقا ! ، اے محوِ جمالِ ذاتِ خدا
سلطانِ ولایت، مہرِ ھدیٰ ، اے صاحبِ نورِ یقیں مددے

اک خاک بسر اک شعلہ بجاں ، ہے تشنۂ نورِ مئے عرفاں
اک چشمِ کرم اے پیرِ مغاں ، اے ساقیٔ زہرہ جبیں مددے

بیکس مسکیں علیم اللہ ہے روزِ ازل سے تیرا گدا
اے رہبرِ دنیا و دیں مددے مسعود فرید الدینؒ مددے

Marfat.com

Marfat.com

شہیدِ عشق تاج الدّین سرورؒ

منقبت جگر گوشۂ بابا فریدؒ و شیر بیشۂ تجرید شیخ المشائخ
حضرت شیخ بابا تاج الدّین سرور چشتی شہید رحمۃ اللہ علیہ

از قلم گوہر رقم جناب پروفیسر محمد یوسف زاہد (علیم اللہ صفی) گورنمنٹ سپیریئر ڈگری کالج فیصل آباد،

عیاں چہرے سے ہے جلوۂ داور
زہے حُسن و جمالِ رُوح پرور!
سپہرِ عشق کے تابندہ اختر!
سراپا ہیں فریدالدّینؒ کا مظہر!

وہی تجرید و زہد اللہ اکبر!
شہیدِ عشق تاج الدّین سرورؒ

یہ ریگستان یہ سُنسان صحرا!
جہاں تھا کُفر کی ظلمت کا پہرہ
پئے تبلیغِ دیں جب تاج آیا
ہر سُو کتنی رعنائی سے چمکا

جمالِ فردِ عالم گنج شکرؒ!
بشکلِ خواجہ تاج الدّین سرورؒ

Marfat.com

اِسی قدسی نفس کا سوزِ اُلفت
دِلوں کو دے گیا نُورِ ھدائیت
عطا کی ایسی پاکیزہ طریقت
ہے جس کے فیض سے ہر ایک ساعت

فضائے چشتیاں دِلکش، معطّر
زہے انوارِ تاج الدّین سرورؒ

اَدا کیسے کروں لفظ و بیاں میں
جو خوشبو ہے دیارِ چشتیاں میں
عجب سا کیف ہے اِک قلب و جاں میں
کوئی قدسی ہے پنہاں آستاں میں

ہے محوِ خواب یاں اِک خُلد پیکر
غزالِ چشت تاج الدّین سرورؒ

عطا ہو عشق ذوقِ بندگی کو
ترستے ہیں دِل و جاں آگہی کو
حضوری، معرفت اور روشنی کو
ملے عرفاں علیم اللہ صفی کو

فقیرِ بے نوا اُفتادہ بَر دَر
نگاہِ لُطف تاج الدّین سرورؒ

Marfat.com

دُعائیہ کلمات

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ؕ

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ شریعت و طریقت کے شہباز عظیم اور اُمتِ مسلمہ و سلسلۂ چشتیہ کی برگزیدہ ہستی تھے آپ نے ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں علم و عرفان کے ایسے چراغ روشن کئے جن سے آج بھی پاکستان و ہندوستان کا گوشہ گوشہ منور ہے۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء اور آپ کی اولاد نے بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ سلسلہ میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جن کا ایک زمانہ معترف ہے اور ہمیشہ معترف رہے گا۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

آپ کے پوتوں میں تاج العارفین حضرت بابا تاج الدین سرور شہید چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی بہت روشن اور نمایاں ہے۔ آپ یقیناً شمعِ بزمِ خاندانِ فرید ہیں۔ اپنے دادا جان حضرت بابا فریدؒ سے خلافت واجازت کے حصول کے بعد انہیں کے حکم سے آپ نے اس ویرانے کو اپنے عرقِ مجاہدہ سے سرسبز اور خونِ شہادت سے رنگین کیا، جسے آج چشتیاں شریف کہا جاتا ہے۔

پیر محمد اجمل صاحب چشتی فاروقی، حضرت بابا تاج سرور غریب پرورؒ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ زمینداری کے ساتھ ساتھ علم و عرفان کی آبیاری میں بھی مشغول رہتے ہیں۔ سلسلۂ نسب کے لحاظ سے فریدی و تاجی ہیں اور سلسلۂ طریقت کے حساب سے نظامی سلیمانی۔ مطالعہ و تحقیق سے گہرا شغف ہے۔

Marfat.com

چند سالوں سے حضرت بابا تاج الدین سرورؒ کے بارے میں تحقیق کر رہے تھے۔ اُن کی زندگی کے حالات، اُن کی شہادت کے واقعات اور اُن کی دینی خدمات پر بڑی محنت و کاوش سے اُنہوں نے مواد جمع کیا ہے اور اب اسے اِس کتاب "تاج العارفین" کی شکل میں شائع کیا ہے۔ حضرت بابا تاج سرورؒ پر یہ پہلی تصنیف ہے اس سے قبل اس موضوع پر شرح و بسط سے کسی نے نہیں لکھا۔ اس لحاظ سے پیر صاحب کا یہ علمی و تحقیقی کارنامہ قابلِ صد ستائش ہے۔

میری دلی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیر محمد اجمل چشتی کی یہ علمی محنت و خدمت مقبول و منظور ہو۔ حضرت بابا صاحبؒ و حضراتِ خواجگانِ چشتؒ بھی اسے قبول فرمائیں۔ اس علمی و رُوحانی خدمت کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ مخلصی پیر صاحب کے رُوحانی و باطنی درجات بلند فرمائے اور دُنیا و آخرت میں اعلیٰ و ارفع مقامات عطا فرمائے

آمین ثم آمین

دیوان غلام قطب الدین چشتی
سجادہ نشین چشتیاں شریف

Marfat.com

پیش لفظ

از پروفیسر افتخار احمد چشتی، صدری، سلیمانی
کاشانۂ چشتیہ فیصل آباد،

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ؕ

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے بعد اسلام کی تبلیغ اور سلسلۂ چشتیہ کی ترویج میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی بلند ترین مقام رکھتے ہیں۔ دونوں مشائخ گرامی مرتبت سے جو سلسلۂ رشد و ہدایت جاری ہوا اس کے گہرے اثرات سے ملک کے گوشہ گوشہ میں روحانی انقلاب آگیا۔

پاکستان میں مشائخ چشت کے قافلہ سالار حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ آپ نے پاکپتن شریف کو مرکز بنا کر اپنی روحانی عظمت، بلندیٔ کردار، پابندیٔ شریعت، پاسداریٔ طریقت اور خدمتِ خلق سے چشتیہ سلسلہ کو بام عروج تک پہنچا دیا۔ آپ نے تبلیغ اسلام، احیاء ملت، نفاذ شریعت اور تزکیۂ نفوس کا اہم فریضہ جس مؤثر اور دلنشیں انداز میں انجام دیا، وہ تاریخِ اسلام کا ایک سنہری باب ہے۔ آپ نے شریعت و طریقت کے وہ روشن چراغ جلائے جن کی روشنی سے آج بھی پورا پاکستان اور اس کا قرب و جوار منور ہے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے خلفاء عظام اور اولادِ عالی مقام کے اسلامی ہند اور ملتِ اسلامیہ پر بے شمار احسانات ہیں۔ پاکپتن شریف کو پاکستان میں چشتیہ سلسلہ کے روحانی مرکز کا مقام حاصل ہے، جس کا فیضانِ روحانی صدیوں سے جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ جاری رہے گا۔

پاکپتن شریف کے بعد چشتیہ سلسلہ کا اہم ترین مرکز چشتیاں شریف ہے۔ چشتیاں شریف

Marfat.com

کو بستی تاج سرور بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس بستی کو بسانے والے حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتی شہید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی جانِ عزیز دے کر یہ بستی آباد کی تھی۔ آپ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے پوتے اور حضرت دیوان بدر الدین سلیمانؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ اسی بستی کے مقام پر حضرت بابا تاج سرورؒ نے مجاہدہ کیا۔ اسی میدان میں جہاد کیا اور میدانِ جہاد میں "بخاک و خون غلطیدن" کی منزلِ عشق کو طے کرتے ہوئے شہادت کا سرخ جامہ پہن کر اسی خاکِ چشتیاں کو ہمیشہ کے لئے اپنی آرام گاہ بنالیا۔ اُن کی خانقاہِ مبارک صدیوں سے مرکزِ مرجعِ خواص و عوام ہے اور تا ابد رہے گی۔

چشتیاں شریف میں ہی ایک اور درگاہ معلّیٰ ہے جہاں قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک ہے۔ آپ مجددِ سلسلہ چشتیہ فخرِ جہاں حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے منظورِ نظر خلیفۂ اعظم تھے۔ آپ کا روحانی فیض بھی مہار شریف سے لے کر کوٹ مٹھن شریف، ملتان شریف، تونسہ شریف، خیر پور شریف، سیال شریف اور گولڑہ شریف تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ اپنی زندگی کے آخری سالوں میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے حکم کے مطابق ہر جمعہ کے دن مہار شریف سے چل کر حضرت بابا تاج سرورؒ کی خانقاہ مبارک میں حاضری دیتے اور کچھ فاصلہ سے ننگے پاؤں ہو جاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ یہاں ایک قافلہ سالارِ عشق کی بارگاہ اور دیگر بہت سے صلحا کی آرام گاہ ہے۔

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود!
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

حضرت بابا شیخ تاج الدین سرور شہید چشتیؒ کے حالاتِ زندگی کے بارے میں آج تک کوئی مختصر یا مفصل کتاب موجود نہیں تھی۔ کہیں کہیں بعض ملفوظات میں چند سطور میں آپ کا ذکرِ مبارک ملتا تھا۔ اس کارِ خیر کی طرف اب تک کوئی مؤرخ یا مؤلف توجہ نہ دے سکا تھا۔ اس لئے کہ موجود مواد سے کتاب تالیف کر لینا آسان ہے مگر مواد کو جگہ جگہ سے تلاش کرنا اور پھر اسے ترتیب دینا مشکل ترین کام ہے۔ بمصداق بقول "ہر مردے و ہر کارے" یہ کام بھی اللہ تعالیٰ نے کسی "مردِ خاص" کے لئے رکھا ہوا تھا۔

Marfat.com

ایں سعادت بزورِ بازو نیست!
تانہ بخشد خدائے بخشندہ!

مخدومی پیر محمد اجمل صاحب چشتی فاروقی نظامی دامت برکاتہٗ حضرت بابا تاج الدین سرور چشتیؒ کی اولادِ پاک سے ہیں۔ اُنیس ۱۹ واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت بابا تاج سرور چشتیؒ تک اور اکیس ۲۱ واسطوں سے شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ تک پہنچتا ہے۔ پیر صاحب موصوف کو اپنے آباؤ اجداد اور مشائخ عظام سے بے پناہ عقیدت ہے۔ پاکستان میں جہاں جہاں بھی حضرت بابا فریدؒ کی خلوت گاہیں یا چلّہ گاہیں ہیں وہ ان کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ہر جگہ پہنچتے ہیں۔ ان کی زیارت کرتے ہیں۔ وہاں تعمیراتِ نو کراتے ہیں اور ان مقاماتِ روحانی کے احوال جمع کرتے ہیں۔

حضرت بابا تاج سرورؒ کی ذاتِ اقدس اور ان کی خانقاہِ مُبارک سے تو انہیں عشق ہے۔ چند سالوں سے اس خانقاہ کی خدمت اور صاحبِ خانقاہ کے حالاتِ زندگی اور اُن کے مجاہدانہ کارناموں کی تحقیق میں لگے ہوئے تھے۔ اِس سلسلہ میں جگہ جگہ مواد کی تلاش میں گئے۔ اپنے ذاتی کتب خانہ میں نایاب کتابیں اور ملفوظات بھی جمع کئے۔ علماء مشائخ، درویشوں اور صوفیوں کی میزبانی کے ذریعے زبانی معتبر روایات بھی جمع کیں۔ شب و روز اِسی لگن میں مست رہے یہاں تک کہ زمیندارہ اور شکار بھی بھول گئے اور عدیمِ الفرصتی کے شکار ہو گئے۔ اِسی علمی و روحانی مقصد کی تکمیل کی خاطر کتب خانہ ملفوظات کے علاوہ ایک مہمان خانہ روحانی بھی فرید منزل کے نام مُبارک سے تعمیر کیا جس کے بارے میں اِس خادم الفقراء کو لکھتے ہیں:

"قدیمی آرزو تھی کہ اعراسِ مقدس کے روحانی اجتماعات پر مُلک کے گوشہ گوشہ سے صاحبِ تصنیف و تالیف اور رُوحانیت پسند نامور ہستیوں کو سرزمین چشتیاں شریف میں آستانۂ بندۂ ناچیز پر مدعو کر کے شرفِ میزبانی حاصل کیا کروں۔ ان حضرات سے علمی و رُوحانی خوشہ چینی کروں تاکہ خواجگانِ چشت اہلِ بہشت کے ادنیٰ خادموں میں شمار ہو جاؤں"۔

حضرت بابا تاج الدین سرور شہید چشتیؒ کے احوال و مقامات پر تاج العارفین کے نام سے

Marfat.com

یہ تصنیف آپ کا ایک اعلیٰ ترین علمی و تحقیقی کارنامہ ہے۔ اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے۔ جو مخدومی پیر محمد اجمل صاحب چشتی فاروقی کی سال ہا سال کی محنت و تحقیق کا ثمر ہے۔ صاحب تصنیف 'جوئے شیر و تیشہ و سنگ گراں' کے جملہ مراحل و عوامل سے گزر کر ہمارے لئے یہ روحانی و علمی جوئے شیر لائے ہیں۔ یہ کتاب مشائخ چشت پر موجود لٹریچر میں ایک حسین ترین اضافہ ہے۔ تاج العارفین حضرت بابا تاج سرورؒ کی سوانح حیات ہے۔ تاریخ اسلام کا ایک زریں باب ہے۔ اور مشائخ چشت کے جذبۂ جہاد و مجاہدہ کی روشن دلیل بھی ہے۔ یہ تالیف لطیف اس امر کو واضح کر رہی ہے کہ تاج العارفین حضرت بابا تاج سرورؒ گفتار و کردار، فکر و عمل، جہاد و مجاہدہ اور مقام عشق و مستی کے کس بلند ترین مقام پر فائز تھے۔

مقام بندگی دیگر مقام عاشقی دیگر
ز نوری سجدہ مے خواہی ز خاکی بیش ازاں خواہی

Marfat.com

تعارف

از پروفیسر ڈاکٹر محمد اختر چیمہ
ایم اے، پی ایچ ڈی
صدر شعبہ فارسی گورنمنٹ کالج فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

برصغیر پاکستان و ہند میں بغرض تبلیغ وارد ہونے والے مشائخ عظام اور صوفیائے اولین میں حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوریؒ سرِ فہرست ہیں۔ اُن کے بلند مقام و مرتبہ میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔ مگر خواجہ خواجگان حضرت سید معین الدین چشتی سنجری اجمیریؒ اس لحاظ سے افضل تر ہیں کہ اُنہوں نے اس سرزمین میں باقاعدہ ایک سلسلہ طریقت کی بنیاد رکھی اور اشاعتِ اسلام و عرفان کا کام منظم طور پر کیا۔ آپ حضرت محمدِ مصطفےٰ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمانِ قدسی سے خطۂ ہندوستان میں تشریف لائے۔ پہلے داتا گنج بخشؒ کے مزارِ فیض آثار پر آکر معتکف ہوئے، آج بھی یادگار موجود ہے۔ پھر اجمیر شریف میں پرتھوی راج کے دورِ استبداد کا خاتمہ کیا اور اپنے رُوحانی راج کی داغ بیل ڈالی۔ آپ نے دینِ مبین اسلام کی بالعموم اور طریقتِ چشتیہ کی بالخصوص تبلیغ و ترویج کی۔ اجمیر شریف سلسلہ چشتیہ کی تعلیمات اور سرگرمیوں کا محور بن گیا۔ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکیؒ اور سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی فاروقی ناگوریؒ جیسی گرانمایہ شخصیات آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگئیں۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دہلی میں سلسلہ چشتیہ کی شمع روشن کی اور خواجہ حمید الدین ناگوریؒ نے راجپوتانہ میں اپنا فیض جاری کیا۔

خواجہ قطب الاقطابؒ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر فاروقی اجودھنیؒ کی تربیت کرکے اور انہیں خرقۂ خلافت سے نواز کر پاکپٹن کے علاقے کی پیشوائی پر مامور فرمادیا۔ منقول ہے کہ بابا فریدؒ نے خواجۂ بزرگ حضرت معین الدین چشتیؒ سے بھی نعمتِ فقر حاصل کی تھی۔ حضرت بابا صاحبؒ نے اپنی حکمتِ عملی سے سلسلہ عالیہ چشتیہ کو بہت

لہ انوارِ صوفیہ اردو ترجمہ اخبار الاخیار، شعاع ادب لاہور، اگست ۱۹۵۸ء، ص ۸۶

Marfat.com

وسعت دی اور استحکام بخشا۔ اِس نسبت سے آپ اس سلسلے کے "آدمِ ثانی" اور "فاروقِ اعظم" شمار ہوتے ہیں[1]۔ عصامی نے بجا طور پر آپ کو "شاہِ ملکِ سلوک" کا خطاب دیا ہے۔[2] بابا صاحبؒ کے تقویٰ، خلوص اور رُوحانی فضیلت کی مقناطیسی کشش نے برِ صغیر پاک و ہند کے دُور دراز گوشوں سے بلکہ دوسرے ممالک سے بھی متلاشیانِ حق کو کھینچ لیا۔ تربیت پا کر آپ کے خلفاء اور مُریدین ہر سُو پھیل گئے اور اُنہوں نے دینِ حقہ اور تصوفِ چشتیہ کا خوب ڈنکا بجایا۔ پنجاب کے بہت سے غیر مُسلم قبائل آپ کے ہاتھوں دائرہ اسلام میں آئے۔ پیر محمد اجمل چشتی فاروقی صاحب رقمطراز ہیں:

"حضرت شیخ شیوخ العالم بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی مساعی سے برِ صغیر پاک و ہند میں جو حیرت انگیز کثرتِ قبولیتِ اسلام ہوئی وہ ہماری تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے۔ اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اُن کے دستِ حق پرست پر راجپوتانہ، بیکانیر، جیلسیر اور دریائے ستلج، راوی اور چناب کے بڑے بڑے قبائل جوئیے، وٹو، سیال، کھرل، گوندل، ٹوانے، شلولی، کنڈی، کلیر، منج، ڈھوری، ڈھڈی، چدھڑ، گوجر، ڈوگر، ورک، وڑائچ، رانجھے، جھب، چیمہ، ورہیاہ، گھیبہ، کھیڑہ، ہراج، دھیٹر، کاٹھیا، دہنی وال اور جاٹ مشرف با اسلام ہوئے جن کی سینکڑوں شاخیں افواجِ پاکستان میں دیگر اقوام کے شانہ بشانہ ملک و ملت کی بقاء و استحکام کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتی رہتی ہیں گویا"[3]

ع: پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

---

[1] احوال و آثار شیخ فریدالدین گنج شکرؒ، مترجم قاضی محمد حفیظ اللہ، المعارف لاہور ۱۹۸۲، ص ۱۴-۱۵-۳۷

[2] فتوح السلاطین، مدونہ ایم یوشع، مدراس ۱۹۴۸، ص ۸

[3] تاج العارفین، ذکرِ خیر حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہیدؒ، قلمی مسودہ، ص ۲۵۳ - ۲۵۴

128273

Marfat.com

پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب کی تحقیق کے مطابق پاکپتن شریف اور اس کے گردونواح میں رہنے والے مندرجہ ذیل ہندو قبائل کو بھی بابا صاحبؒ نے مسلمان کیا تھا۔

۱۔ سیال ۲۔ سرہنگ والیاں ۳۔ بہلیاں ۴۔ ادھاکان ۵۔ جھکڑ والیاں ،
۶۔ بکن ۷۔ بکن ۸۔ سیال ۹۔ کھوکھراں ۱۰۔ ڈھڈیاں ۱۱۔ ٹوبیاں۔[۱]

بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے بعد آپ کے فرزندانِ ارجمند، خلفائے کرام اور جانشینانِ عالی مقام نے بحسن وخوبی ان کے مشن کو جاری رکھا۔ پھر ان کے پوتوں اور نواسوں نے تبلیغِ اسلام اور ترویجِ سلسلہ کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ امیر خورد کرمانیؒ نے اپنی نگارشات میں اُن کے رُوحانی کمالات اور ملی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ مگر طوالت کے خوف سے بعض پوتوں کے ذکرِ خیر سے صرف نظر کر گئے ہیں۔ اور اُنہوں نے اپنی تصنیفِ لطیف سیر الاولیاء میں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کی خانقاہِ سعادت گاہ سے فیض یاب ہونے والے چند پوتوں اور نواسوں کے مختصر حالات رقم کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ اس بارے میں اقتباس ملاحظہ کیجئے:

> "آپ کے پوتے اور نواسے اس کثرت سے ہیں کہ مشرق سے لے کر مغرب تک عالم کو گھیرے ہوئے ہیں اور دُنیا کا ہر گوشہ اُن کے قدموں کے نور سے منور ہے اور زمانے کو اپنی حمایت میں لئے ہوئے ہیں، لیکن ان میں سے چند صاحبزادوں، پوتوں اور نواسوں کے مناقب وکرامات کا تذکرہ اس کتاب میں لکھا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض سلطان المشائخ کی زیرِ نگرانی پرورش میں رہے یا کاتب حروف ان بزرگوں میں سے جن کی خدمت میں رہا ہے۔"[۲]

---

[۱] احوال وآثار شیخ فرید الدین گنج شکرؒ، ص ۲۱۶ - ۲۱۷ ؛ اور ملاحظہ کیجئے : جواہر فریدی مولانا محمد علی اصغر چشتی، اُردو ترجمہ اللہ والے کی دُکان لاہور، ص ۵۴۴

[۲] ، ترجمہ اعجاز الحق قدوسی، مرکزی اُردو بورڈ، لاہور طبع اوّل ۱۹۸۰ء، ص ۳۲۱

Marfat.com

روایت ہے کہ بابا فریدؒ کے بعد شیخ بدر الدین سلیمانؒ ان کی مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے۔ حضرت تاج العارفین شیخ بابا تاج الدین سرور شہید فاروقی چشتیؒ بن حضرت بدر الدین سلیمانؒ بن خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ اپنے جدِ نامدار اور والدِ بزرگوار دونوں کے فیضِ صحبت سے سرفراز تھے۔ بقول پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب "بابا فریدؒ کے کچھ پوتے آپ کی زندگی میں اجودھن چھوڑ کر اس کے قرب وجوار میں جا بسے تھے" [1] بابا تاج الدین سرورؒ بھی اُن میں سے ایک تھے۔ آپ کی اہمیت اور فضیلت اپنی جگہ مُسلّم ہے مگر افسوس کہ چشتیہ کے اکثر تذکرے اور ملفوظات کی کتابیں آپ کے ذکرِ خیر سے عاری ہیں۔

پیر محمد اجمل چشتی فاروقی صاحب رقم فرماتے ہیں:

"پاکپتن شریف میں شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کی خانقاہ علم وعرفان کی عظیم درسگاہ تھی جہاں طالبانِ حق اپنی علمی و رُوحانی تکمیل کے لئے جوق در جوق حاضر ہُوا کرتے تھے، اور اس مرکزِ انوار منبعِ اسرار سے طہارتِ قلب، پاکیزگیٔ روح، بصیرتِ باطنی اور خُداشناسی کی دولت لازوال لے کر اقطاعِ ہند و امصارِ عالم میں تبلیغ وہدایت کے چراغ روشن فرماتے تھے۔ حضرت شیخ تاج الدین سرور غریب پرورؒ نے اسی درس گاہِ بلند پایہ گاہ میں اپنے والدِ بزرگوار، اقلیمِ علم وعرفان کے تاجدار شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے علومِ ظاہری و باطنی پر مکمل عبور حاصل کیا اور سلوک و تصوف کے اعلیٰ وارفع مقامات پر فائز ہوئے۔ علم وعمل کے ساتھ ساتھ فنونِ حرب واسلحہ ضرب سے آپ کو گہری دلچسپی تھی...... آپ کی ذاتِ بابرکات میں مجاہدانہ صفات و زاہدانہ معمولات کا حسین امتزاج تھا۔" [2]

---

[1] تاج العارفین: ذکرِ خیر حضرت تاج الدین سرورؒ، قلمی مسودہ، ص ۲۳

[2] تاج العارفین: ذکرِ خیر حضرت تاج الدین سرورؒ، قلمی مسودہ، ص ۷-۹

Marfat.com

شمعِ خانوادۂ فریدیہ، سراجِ دودۂ بدریہ، شخصیتِ بزرگوارِ پنجاب، تاجدارِ چشتیاں شریف شیخ بابا تاج الدین سرور شہید فاروقی چشتی، حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے حکم سے پاکپتن سے ہجرت کر کے بہاولنگر کے جنگلوں اور بیابانوں میں جا کر مستقر ہو گئے۔ بوقتِ حرکت بابا صاحبؒ نے آپ کے سرِ اقدس پر از راہِ شفقت اپنا دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا: "بیٹا تم شیر ہو اور شیر جنگلوں میں رہتے ہیں"۔[۱] آپ نے بلا چون وچرا سرِ تسلیم خم کر دیا اور جس جگہ قیام کیا وہ بستی تاج سرور کے نام سے مشہور ہو گئی۔[۲] بمرورِ زمانہ اس کا نام چشتیاں شریف پڑ گیا اور آج کل بھی یہی نام زبان زدِ خلائق ہے۔ بابا تاج سرورؒ کی اولاد امجاد آج بھی اس علاقے اور شہر کے رؤسا، عمائدین، مشائخ اور روحانی پیشواؤں میں شمار ہوتی ہے۔

بابا تاج الدینؒ کی ذاتِ گرامی میں زہد و تقویٰ، ریاضت و مجاہدہ اور تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اور آپ کے مزاجِ اقدس میں تدبر و شجاعت، سپہ گری و فنِ حرب، جہاد فی سبیل اللہ اور فوجی قیادت کا شوق بے پایاں حد تک پایا جاتا تھا۔ حضرت شیخ الشیوخ بابا فریدالدین گنج شکرؒ کا دستور تھا کہ اپنے خلفائے مجاز کی معنوی و باطنی تسکین کے بعد انہیں اشاعتِ دین، تبلیغِ معرفت اور تلقینِ الٰہیہ کے فرائض انجام دینے کے لئے دیارِ ہند میں کوئی خاص علاقہ یا مقام تفویض فرماتے تھے۔ اور اپنی خانقاہ میں خدمات لینے کی بجائے ظلمت کدۂ کفار میں شمعِ اسلام و نورِ ایمان فروزاں کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ چنانچہ بابا فریدؒ نے تحصیلِ علوم و فنونِ مختلف اور تکمیلِ سلوک و عرفانِ چشتیہ کے بعد اپنے نورِ نظر شیخ تاج الدین سرورؒ کو خرقۂ خلافت کی نعمتِ عظمیٰ سے مالا مال کیا اور تبلیغِ دین و ترویجِ سلسلہ

۱۔ تاج العارفین: ذکرِ خیر حضرت تاج الدین سرورؒ، قلمی مسودہ، ص ۱۳

۲۔ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے وصال ۱۲۰۵ھ تک اسی نام سے اس کی شہرت عام تھی۔ حاجی نجم الدین سلیمانی مناقب المحبوبین (اردو ترجمہ بر وفیسر افتخار احمد چشتی، فیصل آباد ۱۹۸۶ء) ص ۱۹۴ پر لکھتے ہیں: "آپ کا مزارِ پُر انوار تاج سرور میں ہے جو مہار شریف سے ۴ کوس جنوب کی طرف ہے"۔ نیز ملاحظہ کیجئے مناقب المحبوبین (فارسی) مطبوعہ لاہور ۱۳۱۲ھ، ص ۹۰؛ مخزنِ چشت (فارسی) خواجہ امام بخش مہارویؒ، قلمی و عکسی، ص ۳۶۷، ۳۷۵

Marfat.com

کے لئے حلقہ راجپوتانہ (بھارت کا موجودہ صوبہ راجستھان) مرحمت فرمایا۔ بیشک حضرت تاج الدین سرورؒ ملتِ اسلامیہ اور اُمتِ محمدیہ کی تعمیر و ترقی کے لئے فہم و دانش میں سربرآوردہ روزگار اور دینِ مبین کی حفاظت و سلامتی کے لئے جہاد بالسیف کے سپہ سالار تھے۔

قلعہ اجودھن (پاکپتن شریف) کے باہر جب اُن کی روانگی کے موقع پر وقتِ دُعا آیا تو اُنہوں نے عالی مرتبت بزرگ حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں دست بستہ عرض کیا، حضور! میرے حق میں وہی دُعا فرمائیں جو میری دلی آرزو ہے۔ حضرت بابا صاحبؒ نے متبسم ہوکر فرمایا: "بیٹا تم کیا چاہتے ہو؟" بابا تاج الدین سرورؒ نے عرض کیا "میری استدعا یہ ہے کہ جہاں میری سکونت و تدفین ہو وہاں کوئی غیر مسلم برسرِ اقتدار نہ آئے اور وہ علاقہ ہمیشہ مسلمان فرمانرواؤں کے زیرِ نگیں رہے۔" قبلۂ حاجات مستجاب الدعوات حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے بارگاہِ رب العزت میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور راہِ حق میں ہجرت کرنے والے فرزندِ دلبند اور اُن کے ہمراہی جاں نثارانِ وطن، مصحف بدست علمائے دین، شمشیر بکف مجاہدین کے لئے دُعائے خیر کی، فرمایا: "انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا، تمہارے علاقہ میں کسی غیر مسلم کی حکومت قائم نہ ہوگی۔" [۱] واقعی آج تک اُس دُعا کی تاثیر سے یہ علاقہ کسی غیر مسلم حکمران کے زیرِ اثر نہیں گیا۔

کارِ ملت محکم از تدبیرِ او!
حافظِ دینِ مبیں شمشیرِ او! [۲]

بابا تاج الدین سرورؒ نے اپنی ساری عملی زندگی وہاں عوام الناس کی اصلاح و فلاح اور دینِ اسلام کی سربلندی و سرفرازی میں گزار دی۔ التزامِ شرعی کے ساتھ ساتھ اصولِ طریقت پر عمل پیرا اور کفار و مشرکین کے خلاف ہمیشہ برسرِ پیکار رہے۔ تاریخ کے اوراق سے پتہ چلتا ہے کہ سنتِ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں بعض دیگر مشائخ چشت بھی اسطرح طاغوتی اور شیطانی طاقتوں سے نبرد آزما رہے ہیں۔ [۳] بابا تاج الدینؒ کے اصحاب، احباب، اخلاف و احفاد بھی ان

---

[۱] تاج العارفین، ذکرِ خیر حضرت تاج الدین سرورؒ، قلمی مسودہ، ص ۱۱، ۱۷-۱۸
[۲] کلیاتِ اشعار فارسی اقبال، از انتشارات کتابخانہ سنائی تہران، مثنوی مسافر، ص ۳۴۹
[۳] اس ضمن میں بطورِ مثال شیخ نظام الدین بن بابا فریدؒ (قلمی مسودہ، ص ۲) اور خواجہ جمال ملتانی خلیفہ قبلہ عالمؒ (مناقب المحبوبین، اردو ترجمہ، ص ۲۶۲ - ۲۶۵) کے نام لئے جاسکتے ہیں۔

Marfat.com

کے ہمراہ مصروفِ عمل رہے۔ اسی دوران آپ کے چھ بیٹے جوان اور صاحبِ اولاد ہوئے۔ وہ سب کے سب علوم و معارفِ دینیہ کے علمبردار تھے۔ ان کی کوششوں سے نشر و اشاعتِ اسلام کے کام میں بہت زیادہ پیشرفت ہوئی۔ چنانچہ کبھی مصالحت، کبھی مصاحبت، کبھی مخالفت اور کبھی مضاربت کے ادوار گزرتے رہے۔

تقریباً ایک صدی کے لگ بھگ متوسلینِ سلسلۂ چشتیہ اور مجاہدینِ اسلام عملاً ہندوؤں اور کافروں پر غالب رہے۔ بڑی بڑی جنگی آزمائشوں کے بعد مشرکین کو مجاہدین کے مقابلہ میں صف آراء ہونے کی ہمت نہ پڑی۔ بابا تاج سرورؒ کی آخری عمر میں جنگی محاذ پر کئی سال تک سکوت طاری رہا۔ آپ راجپوتانہ میں تبلیغی دورے کرتے اور وابستگانِ دامن کی خبر گیری فرماتے رہے۔ لیکن چونکہ منصبِ شہادت آپ کے مقدر میں لکھا جا چکا تھا اسلئے آپ اس نوشتۂ تقدیر اور عطیۂ خداوندی کو گلے لگانے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے تھے اور کبرسنی کے باوجود کفار کے خلاف صف آرا ہو جاتے تھے۔

ایک مرتبہ مشرکینِ راجپوتانہ نے امن و آشتی کی شرائط کو نظر انداز کرتے ہوئے حضرت بابا تاج سرورؒ اور ان کی جماعت کو دورانِ تبلیغ محاصرہ میں لے لیا۔ اس معرکۂ جہاد میں نو مسلم راجپوت اپنے ہندو اقربا سے اس قدر بے جگری سے لڑے جس طرح غزوۂ بدر میں صحابۂ کرامؓ اپنے غیر مسلم عزیز و اقارب کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوئے تھے۔ آخرکار چشتیاں شریف کے تاجدار اور راجپوتانہ میں تعلیماتِ اسلامی کے مشعل بردار ـــــ حضرت تاج الدین سرورؒ ـــــ اور ان کے رفقا مردانِ کارزار و بہادرانِ ضیغم شکار بن کر حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی خوشنودی اور حضرت محمد مصطفےٰ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی سلامتی و سربلندی کے لئے دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہادت کے اس اعلیٰ و ارفع مقام پر پہنچ گئے،[1] جس کی ہر مومن کے دل میں آرزو ہوتی ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کشائی!![2]

---

[1] تاج العارفین: ذکرِ خیر حضرت تاج الدین سرورؒ، قلمی مسودہ، ص ۶۳ - ۶۵

[2] کلیاتِ اقبال اردو، شیخ غلام علی لاہور، اشاعت دوم ۱۹۷۵ء، بالِ جبریل ص ۳۹۷

Marfat.com

باباتاج سرورؒ کا مزارِ مبارک چشتیاں شریف میں آج بھی مرجع خواص وعوام ہے۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ بہشتیہ کے مقتدر و معتبر پیشوا حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ آپ کے روضۂ پُرفیض پر اکثر و بیشتر حاضری دیا کرتے تھے اور وُہ بھی اسی جگہ مدفون ہیں۔[1]

مؤلفِ کتاب پیرِ زمانہ جناب محمد اجمل فاروقی چشتی صاحب دامت برکاتہ' حضرت والا تبار شیخ باباتاج الدین سرور شہیدؒ کی اولادِ عالی مقام سے ہیں۔ اپنے آبائی علاقہ چشتیاں شریف میں مقیم ہیں۔ صدیوں سے آپ کا خاندانِ ذیشان یہیں آباد ہے۔ سارے علاقہ کے لوگ عزت و وقار کی نگاہ سے آپ کو دیکھتے ہیں۔ پیران و مشائخ اور معززینِ شہر میں آپکا شمار ہوتا ہے۔ مگر آپ کی حقیقی شہرت آپ کی علم دوستی اور ادب پروری کی بناء پر ہے۔ آپ فقیر منش، درویش صفت اور عاشقِ اولیاء ہیں۔ علماء صوفیا اور مشائخ موجودہ سے ملاقات کے بڑے شائق ہیں۔ بزرگوں کے ملفوظات کا مطالعہ آپ کا خاص شغف ہے۔ کتبِ تصوف اور ملفوظاتِ مشائخ چشت تلاش کرنے اور جمع کرنے کا شوق عشق کی حد تک آپ کی طبیعت میں راسخ ہے۔ آپ کا ذاتی کتب خانہ بڑا غنی اور قیمتی ہے۔ کئی نایاب کمیاب اور گرانقدر کتابیں اس میں محفوظ کر رکھی ہیں۔ آپ نہایت ہی منکسر المزاج، متواضع اور مہمان نواز ہیں۔ زائرینِ باباتاج سرورؒ و قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ اور دیگر حضرات واحباب کے لئے آپ کا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا ہے اور خود بنفسِ نفیس مہمانوں کی خاطر مدارات انجام دیتے ہیں۔ آپ کا دِل نہیں چاہتا کہ مہمان اور زائرین جلد اپنے گھروں کو واپس جائیں۔

پیر محمد اجمل صاحب چشتی ایک سچے سالکِ طریقت اور طالبِ حقیقت ہیں۔ سلوک و معرفت کی منازل طے کرنے کے لئے آپ نے خواجۂ ملت حضرت خواجہ غلام نظام الدین تونسوی محمودی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور فیض یاب ہوئے۔ آپ نے اپنے ذوقِ سلیم کو جلا بخشنے کی غرض سے ملفوظات کی جستجو میں بستی بستی سفر کیا ہے۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کی قیام گاہوں اور چلہ گاہوں کی تلاش و زیارت کے لئے

---

[1] مناقب المحبوبین، اردو ترجمہ، ص ۱۹۴؛ مخزن چشت، خطی عکسی، ص ۳۷۵

Marfat.com

آپ نے بالخصوص پاکستان کا کونہ کونہ چھان مارا ہے اور بابا صاحبؒ کے بارے بہت ساری ذی قیمت معلومات جمع کر رکھی ہیں جو بہترین تاریخی، علمی اور روحانی سرمایہ ثابت ہوں گی۔

حضرت بابا تاج الدین سرور شہیدؒ کی خانقاہِ عالیہ، مزارِ مبارک، جامع مسجد، دینی مدرسہ اور دیگر متعلقہ عمارات کی تعمیر و تزئین نو میں آپ کا بڑا حصہ ہے۔ ہر وقت فکر مند رہتے ہیں کہ اس خانقاہ اور اس کے نظام کو از سرِ نو بہترین صورت کیسے دی جا سکتی ہے؟[1]

پیر صاحب مدظلہ العالی نسباً فاروقی فریدی ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب بابا تاج الدین سرورؒ سے منسلک ہے۔ اس نسبت کی بناء پر آپ نے تاریخ و ملفوظات کے صفحات پر مستور الاحوال شخصیت کو متعارف کرانے کے لئے کر ہمت باندھی اور زیرِ نظر تصنیف تاج العارفین کو ترتیب دینے کا عزمِ صمیم کیا۔ تاریخوں، تذکروں، چشتیہ ملفوظات، بعض دوسری تالیفات اور زبانی روایات کی مدد سے بابا تاج سرورؒ سے متعلقہ مواد کا قطرہ قطرہ اکٹھا کر کے اسے ایک ضخیم کتاب کی شکل دے دی۔ یہ قبلہ پیر صاحب کی مخلصانہ کاوش، لگن، محنت، ہمت اور علمی ذوق کا ثمر ہے کہ اُنہوں نے سالہا سال کے غائر مطالعہ سے وہ کام کیا ہے جو قابلِ صد تحسین و ہزار آفرین ہے۔ آپ کا یہ کارنامہ چشتیہ آثار اور صوفیانہ تصانیف میں ایک حسین اضافہ ہے۔

کتاب "تاج العارفین ذکرِ خیر شمعِ خانوادۂ فریدیہ، سراجِ دودۂ بدریہ، حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہید چشتی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ" کے عنوان سے تدوین کی گئی ہے۔ اس میں صاحبِ تذکرہ کے اخلاق و اطوار، فضائل و شمائل، مناقب و محاسن، فیوض و برکات، ریاضات و مجاہدات، مقامات و کمالات، خدمات و تبلیغات اور مجاہدانہ اوصاف و سپاہیانہ خصائص کا ذکرِ جمیل ہے۔ مصنف نے حضرت بابا تاج الدین سرور شہیدؒ کے خوارقِ عادات و کرامات و عجائبات اور واقعاتِ غریبہ کو بیان کرنے سے تقریباً گریز کیا ہے۔ البتہ آپ کے تبلیغی و فوجی کارہائے نمایاں سے خوب پردہ کشائی کی ہے۔ بابا تاج سرورؒ

---

[1] بحوالہ پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی صاحب (فیصل آباد)

Marfat.com

کے اسلاف، اولاد اور چشتیاں شریف کے دیگر مشائخِ عالی مرتبت کی دینی خدمات اور تبلیغی سرگرمیوں پر بھی قدرے روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت پیر اجمل چشتی صاحب نے بعض معتبر بزرگانِ سلسلۂ چشتیہ بہشتیہ ـــــــ مثلاً بابا فرید الدین گنج شکرؒ سے مولانا فخر الدین دہلویؒ تک ـــــــ کی تواریخِ وصال کے قطعات ڈھونڈ ڈھونڈ کر زینتِ تذکرہ کئے ہیں[۱] اور ساری کتاب کو بالعموم مستند حوالہ جات کے ساتھ مزین کیا ہے۔

محترم پیر صاحب کا اندازِ نگارش عالمانہ اور محققانہ ہے۔ عبارات و تراکیب عمدہ اور طرزِ استدلال پسندیدہ ہے۔ متعدد مقامات پر اپنے دلائل کو محکم ثابت کرنے کے لئے آپ نے فارسی، اردو، انگریزی ماخذ کے اقتباسات عیناً نقل کئے ہیں۔ کہیں کہیں عبارات و ترکیبات قدما کا رنگ یاد دلاتی ہیں۔ ہم آہنگ و ہم رنگ و ہم وزن مترادفات اور اصطلاحات نے کتاب کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔ تاہم بعض جگہوں پر تکراری جملات و عبارات بھی نظر آتی ہیں۔ ان سے قطع نظر چند مترادفات اور خوبصورت اصطلاحات بطورِ نمونہ پیش خدمت ہیں:

مزارِ فیض آثار، خانقاہِ سعادت گاہ، خانقاہ بلند پایہ گاہ، درویشانہ مزاج و فقیرانہ اوصاف، سینۂ نور گنجینہ، نظرِ کیمیا اثر، شاد و آباد، ہمہ گیر و عدیم النظیر، بلند آوازِ دلگداز، مصحف بدست علمائے دین و شمشیر بکف مجاہدین، کانِ صدف کے گوہرِ نامدار و گلشنِ چشت کے گلِ نوبہار[۲]

بہر حال مصنف نے منتشر نکات و مطالب و مباحث کو بڑی تحقیق اور جستجو سے کتابی صورت میں اکٹھا کیا ہے۔ موقع محل کی مناسبت سے اردو فارسی کے اشعار و ابیات بھی درج کئے ہیں۔ چند ایک پنجابی شعر بھی درمیان میں دکھائی دیتے ہیں۔ پیر صاحب نے قارئین و معتقدین کی سہولت کے پیشِ نظر فارسی ابیات و اقتباسات اور

---

[۱] تاج العارفین، ذکرِ خیر حضرت بابا تاج الدین سرورؒ، قلمی مسودہ، ص ۱۸۵ - ۱۸۸

[۲] اس نوع کے جواہر پارے کتاب کے مختلف صفحات پر بکثرت ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ یہ نمونہ مشتی از خرواری کے بموجب ہے (اختر)

Marfat.com

انگریزی اندراجات کا ہر جگہ اُردو ترجمہ لکھا ہے۔ اس معاملے میں راقم السطور کو بھی آپ نے جناب پروفیسر افتخار احمد چشتی سُلیمانی صاحب کے وسیلہ جلیلہ سے کہیں کہیں معاونت کا شرف بخشا۔ یہ اس حقیر کے لئے بڑی سعادت اور مفاخرت کا باعث ہے۔ دورانِ مباحث پیر صاحب نے گاہ گاہ آیات و احادیث اور عربی کلمات سے بھی استناد کیا ہے۔

جناب پیر صاحب نے حضرت بابا تاج سرُوؔر کے حالات و واقعات کہاں کہاں سے اور کس کس طرح تلاش کئے، جمع کئے اور ترتیب دیئے؟ یہ ایک الگ داستانِ عشق ہے۔ الحمدللہ کہ اب مسودہ کتابت و طباعت کے لئے آمادہ ہے۔ یہ تألیف بلاشبہ پیر صاحب کا بہت بڑا اور ناقابلِ فراموش علمی و ادبی کارنامہ ہے۔ اُمید درگاہِ ایزدی ہے کہ اربابِ معرفت، اصحابِ بینش اور اہلِ علم و ادب اس بابرکت کتاب کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے اور یہ تذکرہ اُردو ادب میں ایک گرانقدر اضافہ ہوگا۔ دُعا ہے کہ خداوند قدوس صاحبِ کتاب کو توفیقِ بیش عطا فرمائے اور وہ اس قسم کی مزید ادبی، علمی اور عرفانی خدمات انجام دیتے رہیں۔ آمین ثم آمین

Marfat.com

Marfat.com

دیباچہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے بزرگانِ دین بتوسط خلیفۃ المسلمین، شاہِ مرداں، شیرِ یزداں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فیضیاب ہیں۔

اس سلسلۂ عالیہ کے ایک بزرگ حضرت خواجہ کریم الدین ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری صدی ہجری میں بغداد شریف میں روحانی تربیت و اصلاح کا مرکز قائم کیا جس کی علمی و روحانی شہرت سُن کر ایک مردِ باصفا بغداد شریف میں آئے اور حضرت خواجہ کریم الدین ممشاد علو دینوریؒ کی خدمت میں مرید ہونے کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہؒ نے اُن سے دریافت فرمایا کہ "تمہارا نام کیا ہے"؟ انہوں نے عرض کیا۔ "ابواسحاق شامیؒ"۔ یہ جواب پا کر حضرت خواجہ نے فرمایا: "آج سے لوگ تمہیں ابواسحاق چشتی کہہ کر پکاریں گے اور چشت (نزد خراسان) کے لوگ تم سے ہدایت پائیں گے اور ہر وہ شخص جو تمہارے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگا اُس کو قیامت تک چشتی کہہ کر پکاریں گے"۔

تکمیل سلوک کے بعد حضرت خواجہ ابواسحاق چشتیؒ حسبِ فرمانِ مرشد گرامی چشت شریف (افغانستان) میں مقیم ہو گئے اور مخلوقِ خدا کو تلقین و ہدایت فرمانے لگے۔ آپ کی مساعئ جمیلہ بہت جلد کامیاب ہوئیں اور گرد و نواح کے بے شمار لوگ کفر و شرک سے تائب ہو کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہوئے۔

چشت شریف (افغانستان) کے مرکزِ روحانیت سے ایسی نامور ہستیاں پیدا ہوئیں

Marfat.com

جن کی دینی و روحانی تعلیمات سے عرب و عجم کے لاکھوں افراد متاثر و مستفیض ہوئے۔ اس دیار و امصار کی وحشی اور خونخوار اقوام کے دلوں میں بھی خواجگانِ چشت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی اتنی عزت و توقیر تھی کہ انتہائی ظالم و سفاک تاتاری اُن کے اصطبل کے گھوڑوں کے سموں پر بوسے دیتے تھے۔

چھٹی صدی ہجری میں بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ولایتِ ہندوستان سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے سپرد کر دی گئی۔ اس فرمانِ روحی کے تابع سالارِ جلیلِ چشتیہ، خواجۂ خواجگان غریب نواز حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں رونق افروز ہوئے۔ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ خواجہ غریب نوازؒ سے پہلے سلاسلِ تصوف کی تبلیغی مساعی کو وہ ہمہ گیر مقبولیت حاصل نہ ہو سکی جو ہندوستان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے طفیل سلسلۂ چشتیہ کے حصہ میں آئی۔

دیارِ ہند میں چشتی بزرگوں کی آمد پر چشت شریف (افغانستان) کی نسبت سے ساتویں صدی ہجری میں "چشتِ دوم" موجودہ چشتیاں شریف کا سنگِ بنیاد رکھا گیا جس کے مؤسس و بانی شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہید المعروف تاج سرورؒ تھے۔ انہوں نے عہدِ بلبن میں اپنے خونِ پاک سے اس قصبہ کو تعمیر و استوار کیا اور مدت العمر فریضۂ تبلیغ ادا کرتے رہے اور بالآخر منصبِ شہادت پر فائز ہوئے۔

داعیانِ حق ہزاروں مصائب و مشکلات برداشت کر کے بالعموم سنگلاخ و بنجر زمینوں کو کشتِ اسلام کے لئے ہموار و سازگار بناتے ہیں۔ خواجۂ خواجگان غریب نوازؒ نے ایسے ہی حالات میں سرزمینِ ہند پر پیغامِ حق سنایا اور اُن کے محبوب خلیفہ قطب الاقطاب زماں، روحِ روانِ چشتیاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلاطین کے زمانۂ جنگ و جدل میں دارالسلطنت دہلی میں مسندِ رشد و ہدایت بچھائی اور فاتحین کو مخلوقِ خدا کے ساتھ عدل و انصاف، لطف و کرم، احسان

لے سیر الاولیاء

Marfat.com

مروّت کا درس دیتے رہے۔

خواجہ غریب نوازؒ اور حضرت قطب الاقطابؒ کے جانشین و قائمقام شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیاحت و تبلیغ کے دوران برِصغیر پاک و ہند کے بڑے بڑے قبائل کو حلقۂ اسلام میں لے آئے اور اُن کے خلفائے کرامؒ نے اقطاعِ ہند اور اقصائے عالم کو نورِ اسلام سے منور کر دیا۔ حضرت شیخ بابا تاج سرورؒ اسی شجرِ طیبہ کے برگ و بار تھے۔ اُنہوں نے کُفرستانِ راجپوتانہ میں بڑی جرأت و پامردی سے اسلام کی شمع روشن کی اور ہزاروں گمراہوں کو نجات و فلاح کی راہ دکھائی۔

اس شہرِ گرامی کے دُوسرے معروف بزرگ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نورُ محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۲۰۵ھ) ہیں۔ جنہوں نے تاج العارفین حضرت بابا تاج الدین سرورؒ سے بے پناہ عقیدت کے باعث اُن کے قرب و جوار میں اپنی تدفین کی وصیّت فرمائی تھی۔ اِن محترم ہستیوں کے علاوہ چشتیاں شریف میں بہت سے قابلِ ذکر اولیاء اللہ کے مزارات ہیں جن کے احوال و واقعات انشاءاللہ آئندہ کسی ایڈیشن میں تحریر کئے جائیں گے۔

اس موقعہ پر "چشتِ دوم" یعنی چشتیاں شریف کے مؤسس و بانی، شمعِ خانوادۂ فریدیہ، سراجِ دودۂ بدریہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہید رحمۃ اللہ علیہ، چند دوسرے نامور بزرگوں اور شیخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کے بعض مریدین کے حالات لکھنا مقصود ہیں جو میری پچیس[۲۵] سالہ محنت و کوشش کا ماحصل ہیں۔ ؎

مَیں بھلا کیوں نہ جلاؤں تیری یادوں کے چراغ
اِن سے روشن مری منزل کے نشاں ہوتے ہیں

بہت عرصہ پہلے مشہور مؤرخ جناب پروفیسر محمد شجاع الدین مرحوم (دیال سنگھ کالج لاہور) کا ایک مضمون بعنوان "تاج سرورؒ" میری نظر سے گزرا تھا جس کے مطالعہ سے میرے دل و دماغ میں ایک آرزو موجزن ہوئی کہ مَیں اپنے جدِ محترم تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہیدؒ کے حالاتِ زندگی رقم کروں۔ حالانکہ میں ایک عام قاری تھا اور بہت زیادہ وقت سیر و شکار میں بسر کرتا تھا مگر حکمتِ خداوندی سے بارہ بور بندوق طاقِ نسیاں میں گئی اور بزرگانِ دینؒ کے

Marfat.com

حالات لکھنے پڑھنے کا ذوق وشوق پیدا ہوگیا ؎

من نوشتم صرف کردم روزگار ! !

من نمانم ایں بماند یادگار !

اولیاء اللہ کے احوال وافکار تبلیغ دین کا مؤثر ذریعہ ہیں۔ اُن کے پڑھنے اور سُننے سے انسان اعمالِ صالح کی جانب راغب ہوتا ہے۔ گناہ و معصیت سے نفرت ہونے لگتی ہے ملفوظات کے مطالعے سے قاری کی طبیعت پر وہی اثرات مرتب ہوتے ہیں جو بزرگوں کی زندگی میں اُن کے فیضانِ صحبت سے حاصل ہوتے ہیں۔ بعض نے حدیث اور بعض نے قول سمجھ کر تحریر کیا ہے کہ

"صالحین کے تذکرے کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے"۔

منقول ہے کہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہیٰؒ نے منازلِ امیر المومنین کے حوالے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا یہ ارشاد بیان فرمایا کہ

"تذکرۂ اولیاء عبادت ہے کہ ذکر کرنیوالے کے نامۂ اعمال میں عبادت کا ثواب درج کیا جاتا ہے"۔

صاحبِ سیر الاولیاء نے تحریر کیا ہے کہ حضرت سلطان المشائخؒ نے اپنے محبوب مرید حضرت امیر خسروؒ سے فرمایا کہ

"مشائخؒ کے ملفوظات کا مطالعہ کیا کرو"

اِسی طرح جامع ملفوظات فوائد الفواد حضرت امیر حسن علا سنجریؒ کو فرمایا :

"اگر کتبِ مشائخؒ کا مطالعہ کرسکو تو اس میں مشغول ہو جاؤ"

امام یوسف ہمدانیؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب ایسا زمانہ آجائے کہ اولیاء اللہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو جائیں تو ہم کو کیا کرنا چاہیئے تاکہ ہمارا ایمان سلامت رہے۔ آپ نے فرمایا کہ

۱؎ اولیائے بہاولپور ۲؎ سیر الاولیاء اردو ص ۴۷۵ ۳؎ فوائد الفواد جلد اوّل مجلس تیسویں

Marfat.com

"بزرگوں کے ملفوظات اور ارشادات کے آٹھ ورق ہر روز پڑھ لیا کرو"

"حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ فرماتے ہیں کہ "بزرگوں کے تذکرے اور ملفوظات پڑھنا ایسا ہے جیسا اُن کی صحبت میں رہ کر اُن کی زبان سے سُننا اور استفادہ کرنا"

چنانچہ ملفوظات کا مطالعہ ناچیز کا دن رات کا معمول ہو گیا اور اسی دوران میری حیرت و مسرت کی انتہا ہو گئی جب عرس مُبارک شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی آخری رات بوقتِ رُخصتی مہمانان بندہ حقیر و ناچیز کو خانوادۂ فریدیہ کے چشم و چراغ، مظہرِ الطاف و مصدرِ اعطاف حضرت قبلہ حاجی بختیار سید محمدؒ مدظلہ العالی نے اپنے دستِ مُبارک سے قلم اور دوات کا تحفہ مرحمت فرمایا۔ بارگاہِ شیخ شیوخ العالمؒ سے یہ بشارت موصول ہونے کے بعد میں نے حضرت بابا تاج الدین سرورؒ کے حالاتِ زندگی جمع کرنے شروع کر دیئے جو میرے گرد و نواح میں سالہا سال سے بکھرے پڑے تھے۔ حضرت بابا تاج سرورؒ کی تبلیغی خدمات و عسکری مُہمات کے تذکرے صدیوں سے اسلامیان راجپوتانہ کی ورد زبان تھے۔ باشعور مائیں اپنے بچوں کو بادشاہوں کے قصّے کہانیوں کی بجائے حضرت بابا تاج سرورؒ کی شجاعت و بُزرگی کے واقعات سناتی تھیں۔

میرے والدِ بزرگوار پیر غلام فرید صاحب چشتیؒ صدرِ خاندان اور چشتیاں شریف کی مُقتدر و محبوب شخصیت تھے۔ اُن کی مجالس میں حضرت بابا تاج سرورؒ کے سوانح حیات ہم سب خرد و کلاں سُنا کرتے تھے۔ اُن کی ذاتِ باصفات پر حضرت باباجیؒ کا خاص کرم تھا۔ جو کام باباجیؒ اُن سے لینا چاہتے تھے خواب میں ارشاد فرما دیا کرتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سردیوں کی ایک رات تھی ابھی فجر کی اذان نہ ہوئی تھی کہ میرے والدِ محترم بیدار ہو گئے اور انہوں نے اپنے کارکنوں کو حکم دیا کہ جلد از جلد بھٹہ سے اینٹیں لے آؤ اور مستری و مزدور جمع کر کے حضرت بابا تاج سرورؒ کی حویلی کی شکستہ دیواریں از سرِ نو تعمیر کرو۔ چار دیواری مکمل ہونے کے بعد پتہ چلا کہ حضرت بابا تاج سرورؒ نے اُنہیں خواب میں فرمایا تھا کہ

"غلام فرید اُٹھو میرے گھر کی چار دیواری بحال کرو"

دادا بزرگوار شیخ فتح محمد صاحب چشتیؒ حضرت بابا تاج سرورؒ کے پورے حلقہ تبلیغ

Marfat.com

کی سیر فرمایا کرتے تھے اور وہاں، پھولڑا، کھرپارہ، انوپ گڑھ اور بیکانیر تک اپنے عقیدتمندوں کی خبرگیری و عیادت فرمایا کرتے تھے۔ پردادا شیخ الٰہی بخش صاحب چشتیؒ زہد و اتقا و علم و فضل میں شہورِ زمانہ تھے۔ اُن کے مخزونہ کتب کا قلمی نسخہ جواہرِ فریدی راقم کے پاس اب تک محفوظ ہے جس پر اُن کا سجع "تاج سرور صاف پڑھا جاتا ہے غرضیکہ راقم کا شجرۂ نسب انیس۱۹ واسطوں سے حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ تک اور اکیس۲۱ واسطوں سے شیخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ تک پہنچتا ہے۔

ملفوظات و مخطوطات کی تلاش و جستجو مجھے کشاں کشاں فرحت منزل فیصل آباد میں حضرت قبلہ پروفیسر افتخار احمد چشتی سُلیمانی صاحب دامت برکاتہم کی خدمتِ اقدس میں لے گئی۔ اُنھوں نے اظہارِ مدعا پر بڑی حوصلہ افزائی و کمال شفقت فرمائی اور بذریعہ خط و کتابت زبان و بیان کی خامیاں دُور فرماتے رہے۔ اُن کے حلقۂ محبّین و مخلصین اور بالخصوص جناب ڈاکٹر محمد اختر چیمہ صاحب (پروفیسر شعبۂ فارسی گورنمنٹ کالج فیصل آباد) کا تہہ دِل سے شکرگزار ہُوں کہ انہوں نے عدیم الفرصت ہوتے ہُوئے اِس کتاب کے فارسی اقتباسات، ماخذو اشعار کا عام فہم و سلیس ترجمہ فرمایا اور تعارف بھی تحریر کیا۔

مردِ قلندر جناب اسد نظامی صاحب (سکنہ چک ۱۴ نزد منڈی جہانیاں ضلع ملتان) کا ذخیرہ کتب بھی میرے لئے گنج گراں مایہ ثابت ہُوا۔ اُنہوں نے بڑی فراخدلی سے ناچیز کو نادر و نایاب کتب سے استفادہ کے مواقع فراہم کئے۔

اخی الٰہانی محمد ریاض حسین خاں صاحب رحمانی المعروف "رحمانی بابا" دامت برکاتہم (سکنہ کوٹ ممتاز لاشاری ضلع اوکاڑہ) کی رفاقت و محبت میرا سرمایۂ زندگی ہے اُن کی درویشی و منکسر مزاجی ناچیز کے لئے سبق آموز و مشعلِ راہ ہے۔ اِس کتاب کی تکمیل و تدوین کے لئے سفر و حضر میں وُہ میرے ہمدم و دمساز رہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں عمرِ خضر عطا فرمائے۔ مجھے اُن کا ایک ایک احسان و کرم تادمِ زیست یاد رہے گا۔

محترم المقام جناب سید سرسبز حسن ضیاء شاہ صاحب (رحیم یار خاں) حضرت بابا تاج سرورؒ کے عاشق و شیدائی ہیں۔ عرس مبارک کے دِنوں میں زائرین کی خدمت و تواضع

Marfat.com

اُن کا شیوہ و شعار ہے۔ اس کتاب کے موضوع پر وہ ہمیشہ سیر حاصل گفتگو فرماتے رہے اور اپنے قیمتی مشوروں اور دعاؤں سے نوازتے رہے۔

عزیزِ گرامی انور علی ملک سلمہ، رشکِ چمن ارضِ پاک پتن کے گلِ شگفتہ ہیں اور شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کے راسخ العقیدہ جدی چشتی مریدین کے نورِ نظر ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت و طباعت کے بارے میں اُن کے اشتیاق نامے ناقابلِ فراموش ہیں میں اُن کی دلچسپی و مسلسل یاد دہانی کا بھی شکر گزار ہوں۔

اربابِ علم و فضل و نقد و نظر سے استدعا ہے کہ سہو و نسیان فطرتِ انسانی ہے۔ لہٰذا اس کتاب کی خامیوں سے درگزر فرماتے ہوئے اصلاح و درستی کی کوششوں سے صفحات کو مزین فرمائیں اور اپنے گراں قدر مشوروں سے ناچیز کو آگاہ فرما کر احسان مند فرمائیں ؎

مرا نیست سرمایہ علم و ہنر
باصلاح کوشش کن اے نامور

قارئین حضرات سے گذارش ہے کہ بندہ ناچیز چشتیاں شریف کے مؤسس و بانی تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور رحمۃ اللہ علیہ و دیگر بزرگانِ دین کے احوال و کوائف کا مکمل احاطہ نہیں کر سکا تاہم مقدور بھر جو کوشش و محنت کی ہے اس کے لئے دعا فرما دیں کہ اللہ جل شانہٗ بجاہِ سید المرسلین آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و بطفیل خواجگانِ چشت عنبر سرشت منظور و قبول فرمائے اور بندۂ حقیر و ناچیز کے لئے فلاحِ دارین کا موجب بنائے۔

آمین!

محمد اجمل چشتی فاروقی

فرید منزل
چشتیاں شریف
پاکستان
یکم رجب ۱۴۱۰ھ!

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نسبِ عالیؒ

شمعِ بزمِ خاندانِ فریدی، وارثِ ضربِ حیدری، مبلغ و شہیدِ دینِ محمدی، فخرالعارفین، تاج العاشقین، چشتیاں شریف کے تاجدارِ اوّلین، خطۂ راجپوتانہ میں تعلیماتِ اسلامی کے مشعل بردار، حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہید چشتی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور شیخ المشائخ حضرت شیخ بدر الدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ اکبر[1] ہیں۔

آپ کا سلسلۂ نسب سترہ واسطوں سے امیر المومنین سیدنا حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے نانا بزرگوار اجودھن یعنی پاک پتن شریف کے مقتدر و ممتاز عالم دین، ملک العلماء حضرت قاضی ابو مسلم قریشی عثمانیؒ خلیفۃ المسلمین سیدنا حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولادِ امجاد سے تھے۔

اس دوگونہ نسبت پاک نے آپ کے اندر فاروقی و عثمانی صفات پیدا کر دی تھیں آپ نے جہاد بالنفس بھی کیا اور تاج الاولیاء بنے۔ آپ نے جہاد بالسیف بھی کیا اور تاج الشہداء کے مقام پر جلوہ افروز ہوئے ہیں اس لئے کہ فاروقیت غالب تھی۔

جہانگیری بخاکِ ما سرشتند ۔۔۔ امامت در جبینِ ما نوشتند

درونِ خویش بنگر آں جہاں را ۔۔۔ کہ تخمش در دلِ فاروق کشتند[2]

---

[1] بروایتِ خاندان و بروئے خطی نسخہ مرتبہ غلام غوث قریشیؒ خلیفہ مجاز حضرت دیوان عبد السبحانؒ سجادہ نشین پاک پتن شریف۔ نیز بروئے قدیم شجرۂ نسب مکتوبہ بعہد دیوان محمد اشرفؒ سجادہ نشین پاک پتن شریف۔

[2] حضرت اقبالؒ، ارمغان حجاز۔

Marfat.com

(ترجمہ: جہانگیری یعنی تمام جہان پر غلبہ حاصل کرنا ہماری مٹی (جس سے ہم بنے ہیں)
کی سرشت میں رکھ دیا گیا ہے اور ہماری پیشانی پر تمام جہان کی امامت لکھ دی گئی ہے۔
(اے مردِ مومن) تو اس جہان کو اپنے اندر تلاش کر جس کا بیج حضرت عمر فاروقؓ کے دل میں
بو یا گیا) حضرت بابا تاج الدین سرور شہید رحمۃ اللہ علیہ وہ مردِ مومن تھے جنہوں نے جہانِ
فاروقی کو اپنے اندر پا لیا تھا۔ وہ رہ و رسمِ جہانگیری و امامت سے کلی طور پر آگاہ تھے۔
لہٰذا آپ نے اپنی پوری زندگی جہادِ فی سبیل اللہ کے لئے وقف کر دی اور "محیای و
مماتی للّٰہ ربّ العالمین" (میری زندگی اور موت اللہ کے لئے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے)
کا عملی پیکر بن گئے۔

Marfat.com

خاندانِ ذیشان

شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے چھ فرزندانِ گرامی اور تین دخترانِ عفت پناہ ہیں، جن کے اسماء مبارک مندرجہ ذیل ہیں:

فرزندان

۱۔ حضرت شیخ نصیر الدین نصر اللہ[1] رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت شیخ شہاب الدین گنج علم رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت شیخ بدر الدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت شیخ صدر الدین[2] یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت شیخ عبد اللہ[3] رحمۃ اللہ علیہ

دختران

۱۔ حضرت بی بی مستورہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت بی بی شریفہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت بی بی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہ

منقول ہے کہ ان فرزندان و دختران کے علاوہ چار خورد سال اطفال و دختران ہانسی شریف میں مدفون ہیں۔

---

[1] صاحب جواہر فریدی نے آپ کو حضرت بابا صاحبؒ کا متبنیٰ لکھا ہے مگر صاحب سیر الاولیاء جیسے ثقہ راوی نے آپ کو فرزند اکبر تحریر کیا ہے

[2] جواہر فریدی کے قلمی نسخہ میں آپکا اسم مبارک صدر الدین ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یعقوب آپ کا لقب ہے۔

[3] آپ کا اوائل عمری میں وصال ہو گیا تھا۔ مزار مبارک پاک پتن شریف میں ہے۔

Marfat.com

اَجودھن میں قرابت داریاں

کتبِ تواریخ و ملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۶ر جمادی الآخر ۶۳۹ھ کو تاتاریوں نے لاہور پر حملہ کر کے اُسے تباہ و برباد کر دیا تھا اور دریائے راوی اُس دور میں بھی لاہور کے قریب بہتا تھا۔ تاتاریوں کے حملہ کے بعد شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کھتوال[1] سے ترکِ سکونت کر کے ویران شدہ لاہور کو حیاتِ نو عطا فرمانے کا ارادہ کر لیا اور اِس اُجڑے ہوئے دیار کے قریب بہتے ہوئے دریا کو بھی پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا مگر کچھ عرصہ بعد آپ نے لاہور جانے کا اِرادہ ملتوی فرما دیا اور اجودھن موجودہ پاکپتن شریف کے مقام پر اپنے اہل و عیال سمیت تشریف لے آئے۔ مؤلف درِ نظامی لکھتے ہیں کہ آپ نے عمرِ عزیز کے آخری ستائیس سال اجودھن میں بسر فرمائے، یہاں مستقل طور پر قیام فرما ہونے کے فوراً بعد چند قرابت داریاں ہوئیں جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

اجودھن کے ملک العلماء قاضی ابو مسلم حضرت بابا فرید الدینؒ کے مرتبہ شناس، قدردان اور دیرینہ واقفِ حال تھے یا اِس قدر دیدۂ بنیار کھتے تھے کہ اولین ملاقات میں ہی اُن کے معتقد و حلقہ بگوش ہو گئے۔

وُرُودِ اجودھن کے وقت حضرت بابا صاحبؒ کے تیسرے فرزند حضرت شیخ بدر الدین سلیمانؒ بھی سِنِ بلوغت کو پہنچ چکے تھے جو شکل و شباہت میں نہایت حسین و جمیل نوجوان تھے۔[2] انوارِ الٰہی کی چمک دمک اُن کی سیرت و صورت سے نمایاں تھی۔ علم و تقویٰ میں مشہور اور مشائخِ کبار کے اوصاف سے معمور تھے۔ صاحبِ ملفوظات لکھتے ہیں کہ "وہ حقیقتاً"

---

[1] اصل نام کھتڑال یا کھوتڑوال ہے جس کا معرّب کھتوال و کہتوال ہے اور موجودہ زمانے میں اس قصبہ کو چاولی مشائخ کہتے ہیں جو ضلع وہاڑی (ڈویژن ملتان، پنجاب، پاکستان) میں ہے۔ [2] گلزارِ ابرار مؤلفہ محمد غوثی شطاریؒ [3] سیر الاولیاء

اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ (بیٹا باپ کا بھید ہوتا ہے) کے مصداق تھے :

حضرت بابا صاحبؒ نے اپنے فرزندِ ارجمند کی شادی و مناکحت کے لئے ملک العلماء قاضی ابومسلم قریشی کی دخترِ صالحہ حضرت بی بی ملکہؒ کا رشتہ پسند فرمایا اور سلطان التمش کے پوتے سلطان علاؤالدین مسعود کے عہدِ اقتدار میں اجودھن کے مقام پر انفاسِ قدسیہ کے ایک رُوح پرور اجتماع میں حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ کی شادی خانہ آبادی ایک سادہ و باوقار تقریب کے ساتھ بخیر و برکت انجام پذیر ہوئی۔

یہاں اِس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اجودھن کے جس قاضی کو حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ذاتِ قدسی صفات سے بغض و عناد تھا، اُس کا نام ابوالفضل عبداللہ[1] تھا وہ ملک العلماء قاضی ابومسلم قریشی نہیں تھے۔

---

[1] سیرالاولیاء

Marfat.com

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادا

حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ کی اولاد امجاد:

حضرت بی بی ملکہؒ[1] سے چار پسرانِ ذی شان تولّد ہوئے:

۱۔ اوّل: حضرت شیخ تاج الدین سرور شہید رحمتہ اللہ علیہ

دوم: حضرت شیخ محمّد شہید رحمتہ اللہ علیہ

سوم: حضرت شیخ محمود رحمتہ اللہ علیہ

چہارم: حضرت شیخ علاؤالدین موج دریا رحمتہ اللہ علیہ (سجادہ نشین)

۲۔ چار دختران عفت پناہ پیدا ہوئیں

اوّل: حضرت بی بی عفیفہ رحمتہ اللہ علیہا

دوم: حضرت بی بی صفیہ رحمتہ اللہ علیہا

سوم: حضرت بی بی رضیہ رحمتہ اللہ علیہا

چہارم: حضرت بی بی زینب رحمتہ اللہ علیہا

حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ کی دوسری اہلیہ محترمہ کا نام بی بی ہاجرہؒ[2] تھا۔ اِن سے دو فرزندانِ گوہر آبدار اور ایک دخترِ عصمت مآب پیدا ہوئیں

پسران

اوّل: حضرت شیخ مجدالدین مودودؒ[3] رحمتہ اللہ علیہ

دوم: حضرت شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ

---

[1] بروئے قدیم شجرۂ نسب وکتب ملفوظات

[2] جواہر فریدی خطی نسخہ در کتب خانہ چشتیہ فاروقیہ بمقام چشتیاں شریف (ضلع بہاولنگر۔ پاکستان)

[3] بروئے ریکارڈ بحثور ل حیدر آباد دکن آپ کا اسم گرامی مجدالدین مودودؒ ہے۔

Marfat.com

دختر نیک اختر

حضرت بی بی رقیہ رحمتہ اللہ علیہ

قاضی ابو مسلم قریشی سے ایک اور قرابت داری بھی قائم ہوئی۔ نبیرۂ قاضی صاحب کی ایک دختر نیک اختر حضرت شیخ علاؤالدین موج دریا رحمتہ اللہ علیہ (سجادہ نشین دوم) ابن حضرت بدرالدین سلیمان رحمتہ اللہ علیہ کے حبالۂ نکاح[1] میں تھیں۔ نیز ایک قدیم شجرۂ[2] نسب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ قاضی ابو مسلم قریشی کی ایک رشتہ دار خاتون حضرت بی بی سلمان رحمتہؒ شیخ الشیوخ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے حرم میں تھیں

---

[1] جواہر فریدی

[2] شجرۂ نسب اولاد حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ مرتبہ محمد اصغر صاحب فریدی "انجمن فریدیہ کراچی (پاکستان)

Marfat.com

ولادت باسعادت

شہیدِ ملت و دین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت کسی خاص تذکرے یا نسب نامہ میں درج نہیں ہے۔ البتہ خاندانی روایات و ملفوظات کے سیاق و سباق اور بلوغتِ عمر سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا سن ولادت ۶۴۳ھ یا ۶۴۴ھ ہے۔ اور ایک معتبر روایت سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے برادرِ خورد حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ اپنی والدہ محترمہ حضرت بی بی قرسُم خاتونؒ[1] کو پاک پتن شریف لانے کی غرض سے ۶۴۳ھ[2] میں کھتوال تشریف لے گئے تھے۔ لہٰذا اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مائی صاحبہؒ کو حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ کی شادی میں شمولیت کے لئے یا اُن کے فرزندِ اوّل حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ کی ولادت باسعادت پر بلایا گیا تھا۔

تعلیم و تربیت

پاک پتن شریف میں شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی خانقاہِ عالیہ علم و عرفان کی عظیم درسگاہ تھی جہاں ملک کے گوشہ گوشہ سے طالبانِ حق اپنی علمی دینی اور روحانی تکمیل کی خاطر جوق در جوق حاضر ہو کر فیضیاب ہو رہے تھے اور اسی مرکزِ انوار و منبعِ اسرار سے طہارتِ قلب، بصیرتِ باطنی اور خداشناسی کی دولت لازوال لے کر اقطاعِ ہند و امصارِ عالم میں تبلیغ و ہدایت کے چراغ روشن کر رہے تھے

---

[1] ایک شجرہ نسب میں آپ کا اسم مبارک بی بی ترسمؒ مرقوم ہے اور ملفوظاتِ صابریہ میں حضرت بی بی مریمؒ لکھا جاتا ہے۔

[2] گلزارِ فریدی فارسی مخطوطہ ص ۴۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ" (ترجمہ: علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔) علماء سے یہاں مراد اولیاء اللہ ہیں جنکی تعریف قرآن پاک میں یوں کی گئی ہے، "اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" (ترجمہ: بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے) اور یہی وہ جماعت ہے جسکی وضاحت قرآن پاک میں اس طرح کی گئی ہے، "وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" (ترجمہ: تم میں ایک جماعت ضرور ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف بلایا کرے، بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی سے روکا کرے اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں) اس جماعت سے مراد بھی اولیاء اللہ ہیں، کہ دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ان سے بہتر کسی نے سرانجام نہیں دیا۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ اس جماعت کے سرخیل تھے اور پاکپتن شریف مرکز علوم ظاہری و باطنی تھا جہاں بادشاہ علماء اور صوفیاء سب فیضان حاصل کر رہے تھے۔ یہاں فیضانِ نظر بھی تھا اور مکتب کی کرامت بھی تھی، جہاں ایک عالم فیض حاصل کر رہا تھا وہاں اپنے جگر گوشے کیونکر فیضیاب نہ ہوتے۔ بیٹے بھی اور پوتے بھی اپنا اپنا نصیبہ لے رہے تھے، حضرت شیخ تاج الدین سرور غریب پرورؒ نے بھی اسی درس گاہِ بلند پایہ میں اپنے دادا بزرگوار، اقلیم علم و عرفان کے تاجدار شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے علوم ظاہری و باطنی پر مکمل عبور حاصل کیا اور سلوک و معرفت کے ارفع و اعلیٰ مقامات پر فائز ہوئے۔

فنونِ حرب

علم و عرفان کے حصول کے ساتھ ساتھ آپ کو فنونِ حرب سے گہری دلچسپی تھی، ایامِ طفولیت میں جب ابھی آپ تیر کمان اور شمشیر و سنان اٹھانے کے قابل نہیں تھے، غلیل کی نشانہ بازی میں مہارت تام رکھتے تھے، عہدِ شباب میں داخل ہوئے تو تیغ زنی نیزہ بازی

Marfat.com

بالخصوص تیر اندازی میں اپنے رفقاء واجلب پر سبقت لے گئے۔ آپ کی ذات بابرکات میں مجاہدانہ صفات وزاہدانہ معمولات کا حسین ترین امتزاج تھا۔

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی، وہ نگہ کی تیغ بازی!

(حضرت اقبالؒ)

علوم وفنونِ عسکری کی تعلیم وتربیت سنتِ خیر الانام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اسوۂ صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور طریقۂ مشائخ چشت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہے۔ اس تربیت کا تعلق اُس فریضہ دین سے ہے جس کا نام جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ہ (القرآن ۴۹: ۱۵)

(ترجمہ: (کامل) ایماندار تو وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔ پھر (اس میں) کبھی شک نہ کیا۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے رہے یہی لوگ سچے (مومن) ہیں یا یہی لوگ راستباز ہیں۔)

مجاہدین فی سبیل اللہ کا یہ مقدس قافلہ میدان بدر سے لے کر آج تک رواں دواں ہے اور قیامت تک جادہ پیما رہے گا۔

ملتِ اسلامیہ کے ہر شعبۂ زندگی سے ہر دور میں غازی اور شہید پیدا ہوتے رہیں گے۔ مشائخِ چشت کی تاریخ بھی اس ضمن میں بڑی درخشاں ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ چشتی بزرگوں نے راہِ حق میں تبلیغ دین کی، فریضۂ جہاد ادا کیا، جام ہائے شہادت نوش کئے اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ ہر دور میں اپنے خون سے توحیدِ الٰہی اور عشقِ محمدی کی داستانیں بھی رقم کرتے رہے ہے

من آں علم وفراست با پرِ کاہے نمے گیرم
کہ از تیغ وسپر بیگانہ سازد مردِ غازی را! (حضرت اقبال: زبورِ عجم)

Marfat.com

(ترجمہ: میں اس علم و فراست کو پرِکاہ یعنی گھاس کے تنکے کے برابر بھی نہیں سمجھتا، جو مردِ غازی کو تلوار اور ڈھال سے بیگانہ کر دے۔)

مشائخ چشت زمانۂ امن میں جہاد بالنفس میں مشغول رہتے تھے جس کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ "اپنے نفس کے ساتھ جہاد جہادِ اکبر ہے"۔ اور جب کبھی زمانۂ جنگ آیا تو میدانِ قتال میں بھی انہوں نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ آج بھی اسلامی تاریخ کے اوراق اس کی شہادت دیتے ہیں۔

منقول ہے کہ چشت شریف (افغانستان) کے مشائخ خلافت عطا کرتے وقت کلاہ و خرقہ کے ساتھ تلوار بھی عطا کرتے تھے کہ جہاد بالنفس کے ساتھ ساتھ قتال فی سبیل اللہ مشائخِ چشت کی شناخت ہے۔ علامہ اقبال کے اس مصرع

مومناں را تیغ با قرآں بس است

(مومنوں کے لئے قرآن پاک کے ساتھ تلوار کافی ہے)

کے یہی معنی ہیں۔

مناقب المحبوبین میں مرقوم ہے کہ حضرت خواجہ ابو محمد ناصر الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ (چشت شریف افغانستان) نے ستر برس کی عمر میں جہاد میں شرکت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ کے مطابق آپ سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ کفارِ ہند کے مقابلہ میں شریک ہوئے۔ بحوالہ مخزنِ چشت سومنات کا قلعہ آپ کی شمولیت کی برکت سے فتح ہوا۔

شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے ایک فرزند حضرت شیخ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ نے بھی جہاد میں شرکت کی۔ آپ عہد خلجی میں بمقام رنتھمبور[1] کفار سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

جذبۂ جہاد

حضرت شیخ تاج الدین سرور شہیدؒ اپنے محترم چچا حضرت شیخ نظام الدینؒ کی طرح غیر معمولی بہادر، حوصلہ مند جوان، اور جذبۂ جہاد و شیوۂ شہادت کے پیکرِ اطہر تھے۔ اُن کے

[1] موجودہ زمانے میں اس شہر کا نام سوائی مادھوپور ہے۔

Marfat.com

احوال وافکار میں دینی حمیت وغیرتِ فقر کے اوضاع واطوار بتمام وکمال پائے جاتے تھے۔ علمائے انام اور حفاظِ کرام کی بڑی تعداد اُن کی مجاہدانہ شان وشوکت اور ہمت وشجاعت پر فریفتہ وگرویدہ تھی۔ حضرت گل محمد چشتی شیروی لکھتے ہیں کہ "او بادشاہِ ظاہر وباطن بود"، (وہ ظاہر وباطن کے بادشاہ تھے) یقیناً وہ ظاہر وباطن کے بادشاہ بھی تھے اور جہاد ومجاہدہ کے بھی سلطان تھے۔ اُن کے بابا حضرت شیخ شیوخ العالم اور خود انھوں نے بھی صحرا کو بطور جولان گاہ منتخب فرمایا تھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے ؎

اے شیخ بہت اچھی مکتب کی فضا لیکن
بنتی ہے بیاباں میں فاروقی وسلمانی

وہ نسبت حیدری وکراری کے علم بردار تھے۔ قال وحال کا عملی پیکر تھے۔ وہ خانوادۂ فریدیہ کے گوہر آبدار اور دودمان بدریہ کی آنکھوں کا تارا تھے ؎

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا!
شباب جس کا ہے بے داغ، ضرب ہے کاری
اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر!
اگر ہو صلح تو رعنا غزالِ تاتاری!!
خدا نے اس کو دیا ہے شکوہِ سلطانی
کہ اس کے فقر میں ہے حیدری وکراری

(اقبال۔ ضرب کلیم)

لہ گلزار فریدی مخطوطہ۔

Marfat.com

فرائض تبلیغ

تحصیلِ علوم و تکمیلِ سلوک کے بعد شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نورِ نظر حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کو خرقۂ خلافت کی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔ حضرت بابا صاحبؒ کا دستور تھا کہ اپنے خلفائے مجاز کی روحانی تکمیل کے بعد انہیں اشاعتِ دین اور تبلیغ و تلقین کے لئے دیارِ ہند میں کوئی خاص علاقہ یا مقام تفویض فرماتے تھے اور اپنی خانقاہ میں خدمات لینے کی بجائے ظلمت کدۂ کفار میں شمعِ اسلام فروزاں کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ اسی مقدس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ دہلی میں، مخدوم الکاملین حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابرؒ ہندوؤں کے مذہبی مرکز "ہردوار" کے جوار میں، حضرت منتخب الدین زری زر بخشؒ دیوگر دکن میں، قطبِ عالم حضرت جمال الدین ہانسویؒ مشرقی پنجاب کے شہر ہانسی میں، حضرت امام علی الحق شہیدؒ سیالکوٹ میں اور دوسرے بہت سے خلفائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مختلف مقامات پر تشریف لے گئے۔ پاک پتن شریف کا مشہور واقعہ ہے کہ لکھنوتی کے ایک عالم و فاضل حضرت شیخ حمیدؒ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں رہا کرتے تھے، جب اُن کی روحانی تربیت مکمل ہوگئی تو حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا: "شیخ حمیدؒ تم اندرپت جاؤ اور وہاں جاکر رہو، اس لئے کہ تم اس زمانے میں ستارے کی مثل ہو لیکن ستارہ جب چاند کے سامنے ہو تو روشنی نہیں دیتا۔"[1]

صدہا سال سے سینہ بسینہ منتقل ہونے والی روایات میں ایک فقرہ آج تک محفوظ چلا آرہا ہے کہ حضرت بابا صاحبؒ نے خطۂ راجپوتانہ (موجودہ بھارتی صوبہ راجستھان اور ڈویژن بہاولپور پاکستان) کا عہدۂ نیابت و منصب ولایت عطا فرماتے ہوئے حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ کے سر مبارک پر اپنا دستِ شفقت رکھتے ہوئے فرمایا کہ "بیٹا تم شیر ہو

---

[1] فوائد الفواد

Marfat.com

اور شیر جنگلوں میں رہتے ہیں" ۔

ہوائے بیاباں سے ہوتی ہے کاری
جواں مرد کی ضربتِ غازیانہ

اِس ایک فقرہ میں سینکڑوں ارشادات و سرِّ نہاں تھے۔ مستقبل کی نشان دہی کر دی گئی تھی کہ پوری زندگی عزیز و اقارب سے دُور صحرا میں بسر ہوگی تو وطن واپسی فائدہ مند نہ ہوگی۔ کُفار و مُشرکین سدِ راہ ہو کر رُشد و ہدایت کے میدان میں رکاوٹیں پیدا کریں گے۔ شمشیر بکف و کفن بر دوش ہو کر رہنا پڑے گا۔ مصائب و مشکلات کو خندہ روئی سے برداشت کرنا ہوگا۔ ذاتِ حق پر کامل بھروسہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و شفاعت پر نظر رکھنا ہوگی۔ قوتِ بازو و حرارتِ ایمانی سے راہیں کشادہ ہوں گی۔ ریاضت و مجاہدہ کے معمولات برقرار رہیں گے۔ نامعلوم چشمِ بینا و قلبِ منور نے کیا کیا پیغامات وصول کئے اور سعادت اطوار فرماں بردار پوتے نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خزف کو کرے نگیں!

Marfat.com

حلقۂ تبلیغ

پاک پتن شریف کے جنوب میں ساڑھے میل کی مسافت پر دریائے ستلج کے بائیں کنارے ایک قلعۂ کہنہ میں شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی معروف خلوت گاہ تھی جہاں ۶۳۳ھ سے ۶۴۲ھ تک آپ قیام فرما رہے تھے۔ راجپوتانہ کی شمالی سرحد پر تبلیغی نکتۂ نگاہ سے یہ مقام بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ شکر و نمک کی کرامت دیکھ کر مسلمان ہونے والا سوداگر اسی مقام پر محوِ خواب تھا، جس کی رفاہِ عامہ کی تعمیرات کے شواہد اب تک یہاں موجود ہیں۔ دریا کا پانی اس قلعہ کی شمالی و غربی فصیلوں سے چھوتا ہوا گزرتا تھا اور اس کے وسط میں پیلو کے سایہ دار درخت مکمل یکسوئی و خلوت کے آئینہ دار تھے۔ ایک زاہد و مرتاض ہستی کے لئے ایسی فرحت بخش جگہ پر وضو و طہارت کے مواقع ہر وقت میسّر تھے۔

راجپوتانہ کے بہت سے قبائل اسی مرکزِ تبلیغ پر حضرت بابا صاحبؒ کی مساعی جمیلہ سے مشرف بہ اسلام ہوئے مگر ترویجِ اسلام و تعمیرِ ملّت کے لئے اس حلقہ میں مزید کام کرنے کی ضرورت تھی۔ نو مسلم قبائل کی دلی تمنا تھی کہ حضرت بابا صاحبؒ کے خاندانِ سعادت نشان کا کوئی فردِ عظیم امورِ شریعت و طریقت کی راہنمائی کے لئے اُن کے درمیان رہے۔

حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ کی ذاتِ اعلیٰ صفات میں صحرائے راجپوتانہ کے مصائب و مشکلات برداشت کرنے کی ہمت و صلاحیت موجود تھی۔ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کو مکمل یقین و اعتماد تھا کہ تبلیغِ دین کا مقدس فریضہ جس مجاہدِ ملّت و دین کو سونپا جا رہا ہے وہ اُسے کماحقہٗ ادا کرنے کے لئے اپنی جان و مال تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کرے گا۔ دادا بزرگوار والا تبارؒ نے اپنے نامور پوتے کو علماء و حفاظ کی کثیر تعداد اور باشندگانِ اجودھن (پاکپتن شریف) و گرد و نواح کی بھاری جمعیت کے ساتھ بر کنارۂ آبِ رواں اپنی پسندیدہ قیام گاہ پر آباد ہونے کا حکم دیا ؎

جس جگہ یار کا نقشِ کفِ پا ہوتا ہے
بس وہیں کعبۂ اربابِ وفا ہوتا ہے

Marfat.com

دُعا کی اِستدعا!

شیخ الشیوخ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ اپنے خلفائے نامدار کو الوداع فرماتے وقت بارگاہِ رب العزت میں اُن کے لئے خاص دعوات عرض کیا کرتے تھے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کو نعمتِ خلافت سے نوازنے کے بعد فرمایا: "تجھ کو خُدا تعالےٰ نیک کرے اور تجھ کو نفع دینے والے علم اور عملِ مقبول سے سرفراز کرے"۔

اسی طرح صاحبِ سیر الاولیاء شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ اور مخدوم الکاملین حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابرؒ کی الوداعی ملاقات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "بعض اکابر مریدوں کو جو دولتِ خلافت سے سرفراز ہُوئے تھے، رخصت ہوتے وقت آپ نے ہر ایک کو اُس کے حسبِ حال خاص خاص نصیحتیں فرمائیں اور تھوڑی دیر آپ اُن کے ساتھ چلے اس موقعہ پر شیخ علی صابرؒ نے عرض کیا کہ اس فقیر کے بارے میں کیا حکم ہے۔ شیخ شیوخ العالمؒ نے فرمایا: صابر جاؤ تمہاری زندگی آرام سے بسر ہوگی"۔

حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ ملت اسلامیہ کی ترقی و تعمیر کے لئے فہم و دانش میں سربر آوردۂ روزگار اور دینِ مبین کی حفاظت کے لئے جہاد بالسیف کے سپہ سالار تھے۔ قلعہ اجودھن (پاک پتن شریف) کے باہر جب اُن کے لئے وقتِ دُعا آیا تو اُنھوں نے حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں دست بستہ عرض کیا کہ حضور! میرے لئے وہی دُعا فرمادیں جو میری دلی آرزو ہے۔ حضرت بابا صاحبؒ نے متبسم ہو کر فرمایا: "تم کیا چاہتے ہو؟" حضرت شیخ نے عرض کیا کہ میری استدعا یہ ہے کہ "جہاں میری سکونت و تدفین ہو وہاں کوئی غیر مسلم برسرِ اقتدار نہ آئے اور وہ علاقہ ہمیشہ مسلمان فرماں رواؤں کے زیرِ نگیں رہے"

لے سیر الاولیاء

Marfat.com

قبلۂ حاجات، مستجاب الدعوات حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ رب العزت میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور راہِ حق میں ہجرت کرنیوالے مصحف بدست علمائے دین و شمشیر بکف مجاہدین نے بلند آواز و لگداز سے "آمین" کہا۔ حضرت بابا صاحبؒ کے دُعائیہ کلمات سے حاضرین، مریدین اور مشائخ کرام کی آنکھوں میں مسرت و انبساط کے آنسو بھر آئے۔ دُعا کے اختتام پر عازمین ہجرت و اہل وطن فرطِ محبت و سوزِ فراق سے باہم گلے ملنے لگے۔

شیخ تاج الدین سرورؒ اپنے دادا بزرگوار رحمت آثار حضرت بابا صاحبؒ کی قدم بوسی کے لئے سرنگوں ہوئے تو انہوں نے ہاتھوں میں لے کر اپنے سینۂ نور گنجینہ سے لگا لیا۔ اور فرمایا: "انشاء اللہ تمہارے علاقہ میں کسی غیر مسلم کی حکومت قائم نہ ہوگی"۔

از صد سخن پیرم یک نکتہ مرا یاد است
عالم نشود ویراں تا میکدہ آباد است

ترجمہ: مجھے اپنے پیر کی سینکڑوں باتوں میں سے ایک نکتہ ابھی تک یاد ہے کہ جب تک میکدۂ (روحانیت) آباد ہے یہ جہاں ویران نہیں ہو سکتا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بابا صاحبؒ نے اسی موقعہ پر آپ کو بطریقِ وصیت ارشاد فرمایا کہ "تاج سرور:

بقدر رنج یابی سروری را
بشب بیدار بودن مہتری را

ترجمہ: "مصائب و مشکلات کا متحمل ہونے سے تجھے ناموری و سرداری حاصل ہوگی اور شب بیداری و عبادت گزاری سے تجھے مخدومی و بزرگی کا منصب ملے گا" حضرت شیخ بابا تاج سرورؒ کی پوری زندگی اِس جامع تعلیمات شعر کی آئینہ دار ثابت ہوئی کہ آپ سردار، سپہ سالار اور شب بیدار تھے۔

دُعائے مستجاب کا یہ واقعہ صدہا سال سے مشہور ہے، پاک و بھارت جنگ ۱۹۶۵ء میں بعض لوگ چشتیاں شریف و مہاراں شریف کے قصبات کو بھارتی سرحد کے قریب ہونے کے سبب غیر محفوظ مقامات تصور کرنے لگے تھے۔ اُس وقت حضرت حاجی میاں عبدالغفور صاحب مہاروی نے اپنے فرزندِ دلبند میاں عبدالصمد صاحب کو اس دُعا کی تاثیر مسلّمہ کا واقعہ یاد دلایا اور فرمایا: کہ فکر مند ہونے والوں پر واضح کر دو کہ چشتیاں شریف اور اُس کا گرد و نواح

Marfat.com

بفضلِ حق تعالیٰ محفوظ ترین علاقہ ہے۔"

اسی طرح کاتب حروف ۱۹۸۲ء میں ایک مرتبہ پیر نیاز احمد چشتی صاحب سکنہ چک بھٹیاں ضلع بہاول نگر کے ہمراہ زبدۃ الاولیاء و عمدۃ الاصفیا حضرت شیخ حاجی نعمت اللہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے مزارِ فیض آثار کی زیارت کے لئے بمقام شیخو پورہ شریف ضلع ساہیوال گیا۔ وہاں دربارِ عالیہ کے صادق العقیدت خادم و ذی حیثیت زمیندار میاں محمد یوسف بھٹی نے بلا استفسار دُعا کے اس واقعہ کو من وعن سُنایا اور راجپوتانہ کے ایک مہاجر میاں حاکم علی کھرل حال مقیم موضع میرو بلوچاں تحصیل چشتیاں نے بھی اسی طرح بیان کیا۔

اگر تاریخ پاک و ہند کی ورق گردانی کی جائے تو آٹھ صدیوں کے طویل ترین عرصہ میں سینکڑوں انقلاباتِ زمانہ کے باوجود اس علاقہ میں مسلمان ہی برسرِ اقتدار نظر آئیں گے۔ بلبن، خلجی، تغلق، لودھی سلاطین کے بعد مغلوں کا زمانہ آتا ہے۔ اُن کی طویل مدتِ سلطنت پر جب ضعف کے آثار نمایاں ہوئے تو پنجاب میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی غیر مسلم حکومت کا دور آگیا۔ اُس کی افواج اٹک پار کر کے پشاور تک پہنچ گئیں، مگر سرزمینِ چشتیاں شریف اللہ تبارک تعالیٰ کے فضل و کرم سے سکھوں کی دستبرد سے محفوظ و مامون رہی۔ بعد ازاں انگریزوں کی حدودِ سلطنت میں سورج غروب نہ ہوتا تھا مگر اُن کے عہدِ حکومت میں بھی یہ علاقہ عباسی فرماں رواؤں کی تحویل میں رہا۔ اب اس دُعا کے مستجاب ہونے کی روشن دلیل اسلامی جمہوریہ پاکستان کا معرضِ وجود و منصۂ شہود پر آنا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس علاقہ پر تا ابد مسلمان ہی برسرِ اقتدار رہیں گے۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

ترجمہ:۔ دُنیا کی تاریخ میں ہماری ہمیشگی قائم ہو چکی ہے۔

سلطان غیاث الدین بلبن کے ابتدائی دورِ حکومت میں حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ پاک پتن شریف سے بڑے جاہ و حشم کے ساتھ سوئے منزل روانہ ہوئے۔ اُن کے قافلہ میں مبلغینِ اسلام کی کثیر تعداد کے علاوہ اُن کے اہل و عیال و برادرِ عزیز حضرت شیخ محمدؒ اور اُستادِ محترم حضرت شاہ فضیلؒ شریکِ سفر تھے۔ نیز پیشہ ورانہ مہارت رکھنے والے بہت

Marfat.com

سے خاندان شیخ الشیوخ حضرت بابا صاحبؒ کے حکم پر پاک پتن شریف سے اس کاروان میں شامل ہو گئے۔

قبائلِ راجپوتانہ کے نومسلم اکابرین حضرت شیخؒ کی آمد سے قبل پیشوائی کے لئے اجودھن (پاک پتن شریف) پہنچ چکے تھے جو روانگی کے وقت اُن کے ساتھ ہو لئے اور یہ قافلہ سبک رفتاری سے چند روز میں منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔

راہِ حق میں ترکِ وطن کرنے والوں اور جان و مال کی قربانیاں دینے والوں کے لئے اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ ۔ الآیۃ (التوبہ ۲۰، ۲۱)"

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرتے رہے اللہ کے ہاں اُن کے درجے بہت بلند ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ اُن کا پروردگار اُن کو اپنی رحمت، خوشنودی اور بہشتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں اُن کے لئے نعمت ہائے جاودانی ہیں (اور وہ) اُن میں ہمیشہ رہیں گے کچھ شک نہیں اللہ کے ہاں بہت بڑا صلہ (تیار) ہے۔

ﻟﮧ ایک ضعیف العمر شخص میاں نصو قوم کُمہاری سکنہ چک ۳۲ فتح بہاکرتے تھے کہ دیگر اقوام کے علاوہ بارہ (۱۲) کُمہاری کنبے بھی آپ کے ساتھ آئے تھے۔ (مؤلف)

Marfat.com

تقسیم خاندان

حضرت بابا صاحبؒ کی حیاتِ طیبہ میں حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ سجادہ نشینِ اول کی اولاد امجاد ابتداً تین مقامات پر تقسیم ہو گئی۔ اُن کے فرزند اول حضرت شیخ تاج الدین سرد شہیدؒ اور فرزند دوم حضرت شیخ محمد شہیدؒ پاک پتن شریف کے نواح میں موجودہ مقام چشتیاں شریف پر رونق افروز ہوئے۔ فرزند سوم حضرت شیخ محمودؒ کھائی کھچیاں[۱] میں تشریف لے گئے۔ فرزند چہارم حضرت شیخ علاؤالدین یوسف المعروف موج دریا صاحب سجادہ ہوئے۔ فرزند پنجم حضرت شیخ مجدالدین مودودؒ[۲] و فرزند ششم حضرت شیخ احمدؒ پاک پتن شریف میں تشریف فرما رہے۔ ان تمام حضرات کے مزاراتِ عالیہ بھی مقاماتِ متذکرہ پر ہیں۔

اجودھن میں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی تشریف آوری کے وقت نہ صرف حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ کے چھ[۳] میں سے تین فرزندانِ رشید مختلف مقاماتِ تبلیغ پر فائز ہو چکے تھے بلکہ حضرت شیخ مولانا شہاب الدین گنج علمؒ کے چھ میں سے تین فرزندانِ سعید بھی عاقل و بالغ فرائضِ تبلیغ سنبھالنے کے اہل تھے اور اُن کے جو تھے بیٹے حضرت شیخ محمد خوردؒ بھی سن شعور کو پہنچ چکے تھے۔

شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے بعد اُن کے فرزندانِ گرامیؒ و خلفائے کرامؒ کی مانند اُن کے پوتوں نواسوں اور آئندہ نسلوں نے تبلیغ اسلام و ترویج سلسلہ کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ اجودھن کے سرچشمۂ روحانیت سے فیضیاب ہونے کے بعد

۱؎ کھائی کھچیاں نام کا گاؤں اور حضرت شیخؒ کا مزار پُرانوار بہت تلاش کیا ہے مگر تاحال معلوم نہیں ہو سکا۔ بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ حضرت شیخ محمودؒ کا مزار روضۂ حضرت شیخ مودودؒ میں ہے اور حضرت شیخ احمد کا مزار قصبہ فیروز پور دہری حال تحصیل و ضلع پاکپتن شریف کے قبرستان میں ہے۔ ۲؎ تاریخ امرائے پائیگاہ حیدرآباد دکن میں آپ کا مکمل اسم گرامی محمد علاؤالدین مودودؒ تحریر ہے۔ ۳؎ سیر الاولیاء

Marfat.com

اُنہوں نے برِّصغیر کے اہم مقامات کو اپنی علمی و تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور مخلوقِ خُدا کی اصلاح کرنے اور اخلاق سنوارنے میں مدت العمر سرگرمِ عمل رہے۔ اُن کی کرامات و ملّی خدمات سے ایک زمانہ آشنا ہے۔ معاصر مورخ ملفوظات امیر خورد کرمانیؒ نے اپنی نگارشات میں اُن کے رُوحانی کمالات کا اعتراف کیا ہے، مگر طوالتِ مضمون کے خوف سے بعض پوتوں کے ذکرِ خیر سے صرفِ نظر کر گئے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی تصنیفِ لطیف سیرالاولیاء میں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ کی خانقاہِ سعادت گاہ سے فیضیاب ہونے والے چند پوتوں اور نواسوں کے مختصر حالات رقم کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ اس حقیقت کو وہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ "آپ کے [1] (یعنی حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے) پوتے اور نواسے اس کثرت سے ہیں کہ مشرق سے لیکر مغرب تک عالم کو گھیرے ہوئے ہیں اور دُنیا کا ہر گوشہ اُن کے قدموں کے نُور سے منور ہے اور زمانے کو اپنی حمایت میں لئے ہوئے ہیں۔ لیکن اُن میں سے چند صاحبزادوںؑ پوتوں اور نواسوں کے مناقب و کرامات کا تذکرہ اِس کتاب (سیرالاولیاء) میں لکھا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض سلطان المشائخؒ کی زیرِ نگرانی پرورش پاتے رہے یا کاتبِ حرُوف اُن بزرگوں میں سے جن کی خدمت میں رہا ہے۔"

فاضلِ گرامی جناب خلیق احمد نظامی تحریر فرماتے ہیں [2]:

"It seems that the Shaikh's family has considerable increased in the last year of his life and consisted of a large number of sons, daughters, grandsons and grand daughters.

Some of his grandsons had left Ajodhan during his life time and settled at different places in the vicinity".

---

[1] سیرالاولیاء [2]

Marfat.com

ترجمہ:- "ایسا معلوم ہوتا کہ زندگی کے آخری ایام میں (حضرت) بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کنبہ بہت بڑھ گیا تھا، جن میں لڑکے لڑکیاں، پوتے پوتیاں شامل تھیں۔ آپ کے کچھ پوتے آپ کی زندگی میں اجودھن چھوڑ کر اُس کے قرب و جوار میں جا بسے تھے۔"

Marfat.com

مقامِ مستقر

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ جس مقام پر سکونت پذیر ہوئے وہ برلبِ دریا اونچے ٹیلہ پر ایک قدیم قلعہ تھا اور اس کا محلِ وقوع (قلعہ اجودھن) پاک پتن شریف سے گہری مشابہت رکھتا تھا۔ مورخین کی رائے میں یہ قلعہ بابل[1] اور نینوا کی تہذیب سے بہت پہلے آباد تھا، مگر اس کے قدیم نام سے کوئی آشنا نہ تھا۔ اس کے درمیان پیپل کے جھنڈ میں شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی معروف چلّہ گاہ تھی جو اُن کی اس مقام پر شکر و نمک کی کرامت کے بعد زیارت گاہِ خلق بنی ہوئی تھی۔ اسی لئے اس قلعۂ کہنہ کو عرفِ عام میں حضرت بابا صاحبؒ کی "بیٹھک" کہتے تھے ۔

تم جس پہ اپنا نقشِ قدم چھوڑ کر گئے

وہ مُشتِ خاک قبلۂ حاجات ہو گئی !

حضرت بابا صاحبؒ اپنی سیاحت و تبلیغ کے دوران اکثر و بیشتر اس مقام پر رونق افروز رہے۔ سبزہ و صحرا کے متنوع مناظرِ فطرت اور متموج دریا کی راحت و طہارت نے کئی بار دل کو لبھائے رکھا۔ قلعہ کے اندر و باہر بہت سے مقامات اُن کے قدومِ میمنت لزوم کی نسبت سے متبرک سمجھے جاتے تھے ۔

زمانہ وجد کُناں اب بھی اُن کے طوف میں ہے

جو کوہ و دشت کبھی تیری جلوہ گاہ بنے !

اس قلعہ کی شرقی فصیل کے باہر شکر و نمک کی کرامت سے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے والے سوداگر مانک رام کی آخری آرام گاہ تھی۔ ملتان سے گڑ، شکر، کپاس اور دیگر اجناس اور ناگور (بھارت)

---

[1] بہاولپور کے آثارِ قدیمہ

Marfat.com

سے تل، گھی، اُون وغیرہ اشیاء لے کر ملتان جانیوالے سوداگر اسی پتن سے دریائے ستلج عبور کرتے تھے۔ حضرت شیخ حمید الدین ناگوریؒ اور شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے مابین ان سوداگروں کی معرفت بالعموم خط وکتابت[1] رہتی تھی۔

دریائے ستلج کا یہ بایاں کنارا سیلابی و چاہی مزروعات اور صحرائے راجپوتانہ کی نباتات کا مقامِ اتصال تھا۔ دامنِ دریا اجناس خوردنی اور نیل کی پیداوار میں مشہور تھا صحرائی علاقہ میں دُودھ اور گھی کی فراوانی رہتی تھی۔ جانوروں میں بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اور اُونٹ کی اعلیٰ نسلیں بافراط پائی جاتی تھیں۔ باشندگانِ علاقہ خانہ بدوشوں کی طرح نقل مکانی کرتے رہتے تھے۔ خشک موسم میں دریا کا کنارا اور برسات کے دنوں میں پورا صحرائے راجپوتانہ اُن کے مویشیوں کی چراگاہ اور اُن کی جولان گاہ ہوتا تھا۔ تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ جب اپنے لاؤلشکر کے ساتھ اِس مقام پر تشریف لائے تو قلو کے درمیانی حصہ میں شیخ شیوخ العالم حضرت باباصاحبؒ کی خلوت گاہ پر اقامت گزین ہوئے اور گرد و نواح میں اُن کے ہم سفر رفقاء و مریدین و متوسلین نے رہائش اختیار کرلی۔

اُن سے عروسِ زیست کے گیسو سنور گئے
جو سر فروش ہوئے شہادت نکھر گئے؟

---

۱ سیر الاولیاء

Marfat.com

چشت دوم

آسماں سجدہ کند پیش زمینے کہ درو!
یک دو کس یک دو نفس بہرِ خُدا بنشنید

ترجمہ:۔ آسمان زمین کے اُس حصّہ کے سامنے سجدہ کرتا ہے۔ جہاں اللہ والے چند لمحوں کے لئے محض اللہ کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

ساتویں صدی ہجری کے وسط میں حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتیؒ نے جب اس قلعہ کہنہ میں نئی بستی کا سنگِ بنیاد رکھا تو اس کا نام بھی زیرِ بحث آیا۔ کسی نے بستی تاج سرور کہا اور کسی نے شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی قیام گاہ اور آپ کی مستقل رہائش گاہ کی نسبت سے بستی فرید تاج سرورؒ تجویز کیا۔ مگر حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ اور بعض دوسرے علمائے دین کے دلوں میں تھوڑا عرصہ پہلے اجودھن (پاک پتن شریف) میں خواجہ غورؒ و خواجہ زورؒ کی چشت شریف (نزد خراسان) سے تشریف آوری کی یاد تازہ تھی جن کا شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے اجودھن میں والہانہ استقبال کیا اور بے حد عزت و تکریم فرمائی۔ حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ کے والد گرامی حضرت شیخ بدر الدین سلیمانؒ اور چچا بزرگوار حضرت شیخ مولانا شہاب الدین گنج علمؒ کو شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے خواجگانِ چشت خواجہ زورؒ و خواجہ غورؒ سے کلاہ ارادت پہنائی تھی۔ حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ اور اُن کے رفقاء نے اس تقریب سعید کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور دیارِ ہند

لہ بحوالۂ شجرۂ نسب قدیم (کتب خانۂ مؤلف)

لہ حسب ارشاد الحاج حضرت سید احمد شاہ چشتی مودودی دامت برکاتہٗ مؤلف مخطوط قطبیہ حضرت سید قطب الدین چشتی شیر سوارؒ نے خواجہ زورؒ و خواجہ غورؒ کے مکمل اسمائے مبارک سید کمال الدین زوریؒ و سید جمال الدین احمد غوریؒ تحریر کئے ہیں۔

Marfat.com

میں چشتی بزرگوں نے اپنے مرکزِ سلسلہ کی نسبتِ عالیہ سے اُس وقت تک کوئی شہر نہ بسایا تھا لہٰذا اس نو آباد قریہ کا نام چشت شریف رکھا گیا جو سب نے پسند کیا۔

خُدا آباد رکھے میرے ساقی تیری بستی کو

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی اولاد امجاد اس مقام پر بکثرت آباد ہو گئی تو چشتیاں شریف کہا جانے لگا، مصنف لطائفِ اشرفی نے آٹھویں صدی ہجری میں اس قصبہ کو اصل نام سے تحریر کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ،

"چشت دو آند[1] یکے از ولایت خراسان وآں شہر است دوم در ولایت ہند میان ملتان واُچہ وآں قریہ قربت بملتان است"

ترجمہ: "چشت دو ہیں ایک ولایت خراسان کا شہر ہے اور دوسرا ولایت ہندوستان میں ملتان اُچ کے درمیان ایک گاؤں ہے اور وہ گاؤں ملتان کے نزدیک ہے" آج کے ترقی یافتہ دور میں چشتیاں شریف کا مندرجہ بالا محل وقوع عجیب سا لگتا ہے مگر آٹھویں صدی ہجری کا مصنف قربت بملتان لکھنے میں حق بجانب ہے۔

تیرہوی صدی ہجری کے کثیر التصانیف بزرگ حضرت مولانا نجم الدین چشتی نظامیؒ[2] بیکانیر سے پاک پتن شریف جانے والی شاہراہ پر اس قصبہ کی مسافت بھی ظاہر کرتے ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ،

"کاتب الحروف گوید کہ ایں شیخ تاج الدین سرورؒ پسر دیوان بدرالدین سلیمانؒ بن حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ است۔ در قریہ مذکور اولادِ ایشاں کثیر می ماند وآں قریہ مشہور است بنام تاج سرورؒ وہم آں قریہ را بستی چشتیاں گویند۔ بنابرآں کہ اولادِ (حضرت) تاج الدین سرورؒ درآنجا بسیار می ماند واز بیکانیر در سمت شمال در راہ پاک پتن ہشتاد کروہ است"

۱؎ لطائف اشرفی حصہ اوّل ص۳۴۶ ۲؎ مناقب المحبوبین فارسی ص۲۳

Marfat.com

ترجمہ: "کاتب حروف کہتا ہے کہ یہ (حضرت) شیخ تاج الدین سرورؒ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کے پوتے اور (حضرت) دیوان بدرالدین سلیمانؒ کے بیٹے ہیں اس قصبہ میں اُن کی بہت زیادہ اولاد رہائش پذیر ہے اور یہ قصبہ بنام تاج سرور مشہور ہے۔ اِس کو چشتیاں اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں (حضرت) تاج الدین سرورؒ کی کثیر اولاد موجود ہے اور بیکانیر سے پاک پتن جانیوالی راہ پر شمال کی جانب اسّی کوس کے فاصلہ پر واقع ہے"۔[۱]

ادیب شہر جناب قمر تسکین رقمطراز ہیں کہ:

"یہ علاقہ سینکڑوں برس سے متبرک چلا آرہا ہے۔ اہلِ ہدایت کی اِس آخری آرام گاہ کی قدامت کے سبھی قائل ہیں۔ یہ مبارک سرزمین اہلِ یقین اور عازمین کا ماوا و ملجا تھی اور پورے علاقہ میں اس جیسی صفائی اور نزاکت سے مزیّن مردم خیز زمین اور کوئی نہیں تھی۔ مشہور بزرگ اور پنجابی شاعری کے باوا آدم حضرت فریدالدین گنج شکرؒ کے پوتے حضرت تاج الدین المعروف حضرت تاج سرورؒ نے اِس شہر کی بنیاد رکھی تھی۔ شہر دریا کے کنارے آباد کیا گیا تھا اور یہ مقام اپنی سرسبزی کے باعث پورے علاقہ میں ممتاز تھا، آخر کار زمانہ گزرنے کے بعد دریا اس سے دُور ہٹ گیا اور شہر ویران ہوتا چلا گیا۔ آج دریا اس بستی سے پانچ میل[۲] دُور ہٹ گیا ہے"۔

تُو مالک ہے اِس بستی کا
ہم بستے ہیں تیرے سائے میں

موجودہ زمانے میں چشتیاں شریف کی آبادی دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ قدیم چشتیاں شریف ہے اور دوسرا حصہ جدید شہر ہے جسے منڈی چشتیاں شریف کہتے ہیں۔ دونوں حصوں کے درمیان چار سو ایکڑ کا قدیم قبرستان ہے جس میں بے شمار اولیائے کبار و

---

[۱] بہاولپور کے آثارِ قدیمہ ص۳۲   [۲] اس وقت دریا کا فاصلہ ۱۲ سولہ کلومیٹر ہے۔

Marfat.com

شہدائے نامدار محوِ استراحت ہیں ؎

از فیضِ او بجائے صلیب و کلیسا ! در دارِ کفر مسجد و محراب و منبر است
آنجا کہ بود نعرۂ فریادِ مشرکاں اکنوں خروشِ نعرۂ اللہ اکبر است

ترجمہ : " اُن کے فیض سے دارِ کفر میں صلیب و کلیسا کی جگہ محراب و منبر نے لے لی ہے۔ جہاں کبھی مشرکوں کے فریادی نعرے سُنے جاتے تھے، اب وہاں اللہ اکبر کے نعرے گُونج رہے ہیں "۔

Marfat.com

تبلیغ و تدریس

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ نے چشتیاں شریف میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے بعد درس و تدریس و تبلیغ و ہدایت کا آغاز کیا۔ آپ خود بھی تعلیم دیتے اور آپ کے اُستادِ محترم حضرت شاہ فضیلؒ و دیگر علماء و حفاظ حضرات معلمانہ فرائض انجام دیتے۔ قرب و جوار اور دُور دراز سے مخلوقِ خدا حاضر ہونے لگی۔ ان میں سے بعض سلوک و معرفت کی تعلیم بھی پانے لگے۔ آپکے حُسنِ کردار و اخلاق سے متاثر ہو کر غیر مُسلم بھی جوق در جوق آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے اور اسلام قبول کر کے حلقۂ ارادت میں واخل ہو جاتے۔

آپ کے دستِ مُبارک پر ہزاروں کی تعداد میں راجپوت مسلمان ہوئے۔ راجپوتانہ، جیسلمیر و بیکانیر کے بعض شہروں میں آپ اپنی جماعت کے ساتھ اُونٹوں پر سوار ہو کر تبلیغِ دین کے لئے تشریف لے جاتے۔ اس علاقہ میں جن قبائل کو آپ کے جدِ محترم حضرت بابا صاحبؒ نے اسلام سے روشناس کرایا تھا، وہ آپ کی بے حد تعظیم کرتے تھے اور سفر و حضر میں آپ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔

کارِ ملت محکم از تدبیرِ او!
حافظِ دینِ مبین شمشیرِ او!

ترجمہ۔ ملت کا کام اُس کی تدبیر سے محکم اور مضبوط ہے اور اس کی شمشیر دینِ مبین کی حافظ و ناصر ہے۔

موجودہ ڈویژن بہاولپور اور بھارتی صوبہ راجستھان کے بے شمار قبائل شیخ الشیوخ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور مسلمان ہونے کے بعد بتدریج اس علاقہ سے ترکِ سکونت کر کے اضلاعِ پنجاب میں آباد ہوتے گئے۔ حضرت بابا صاحبؒ کا حلقۂ تبلیغ صرف راجپوتانہ ہی نہ تھا بلکہ پُورا ہندوستان اُن کی تبلیغی مساعی کی

(حاشیہ) ملا ڈراجستھان کی ایک روایت کی رُو سے آپ کے حلقۂ تبلیغ میں گیارہ سو دیہات و قصبات تھے۔ مولف۔

Marfat.com

بدولت نورِ اسلام سے منور ہوا۔ پاک و ہند کے گوشہ گوشہ میں اُن کی قیام گاہیں جو زیارت گاہِ خلق ہیں، دراصل مراکزِ تبلیغ ہیں جہاں ہزاروں افراد نے اُن کی آوازِ حق پر لبیک کہا اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہوئے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ خواجۂ خواجگان غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ کے مؤسس و بانی ہیں اور شیخ الشیوخ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ اس سلسلۂ عالیہ کے آدمِ ثانی ہیں [1]

فاضلِ گرامی جناب خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ بابا فریدؒ نے اپنی روحانی عظمت و کردار کی بلندی و دردمندئ خلق سے چشتیہ سلسلہ کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے اُن کے زمانے میں سلسلہ کے اثرات کا دائرہ وسیع ہو گیا، اُس کے نظامِ اصلاح و تربیت نے ایک مستقل شکل اختیار کر لی اور مریدین کا ایک ایسا طبقہ تیار ہو گیا جس نے ملک کے گوشہ گوشہ میں چشتیہ سلسلہ کی خانقاہیں قائم کر دیں [2]

---

[1] دعوت و عزیمت مرتبہ مولانا سید ابوالحسن ندوی [2] مشائخ چشت ص ۱۶۴

Marfat.com

تلقین و ہدایت!

راجپوتانہ میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے تیسرے مبلغ اسلام طویل العمر بزرگ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتیؒ ایک سو سال دین کی سربلندی کے لئے سرگرم عمل رہے اور ان کا دائرۂ تبلیغ ناگور و بھٹنیر[1] تک وسیع ہوتا گیا۔ اُس وقت بیکانیر کا شہر آباد نہ ہوا تھا، مگر اس علاقہ میں آپ کے مریدین بکثرت آباد تھے۔ بھٹنیر کا راجہ رائے جلجی آپ کا عقیدت مند تھا۔ بھٹنیر پر امیر تیمور کے حملہ کے وقت آپکے فرزند حضرت شیخ سعد الدین فاروقیؒ نے چند شرائط پر جنگ بندی کرائی تھی، مگر راؤ جلجی کا بھائی اور بیٹا ان شرائط پر قائم نہ رہے اور امیر تیمور نے حملہ کر کے بھٹنیر فتح کر لیا۔[2]

قلعہ رنگ محل (نزد صورت گڑھ بیکانیر، بھارت) کا حکمران نواب لکھو خاں جوئیا آپ کا قدردان و جان نثار تھا۔ راجستھان میں شیخ سرود المعروف شیخ سرؒ کے مقامات آپ کے اسم مبارک کی نسبت سے آباد ہوئے اور آپ کی تبلیغ وہدایت کے ہمہ گیر و وسعت پذیر اثرات سے ریاست دردیرہ[3] کے راجہ کے نامور و بہادر بیٹے کرم سی نے دہلی[4] جا کر مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور اس کا نام قیام خاں رکھا گیا۔ اُس کی اولاد کو قیام خانی کہا جاتا ہے، جو تقسیم ملک سے پہلے بھی ادھر آتے جاتے تھے اور بعد میں بھی بیکانیر سے حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی زیارت کے لئے آتے رہتے ہیں۔ اِن کا اُصول ہے کہ سرزمین چشتیاں شریف میں جوتے نہیں پہنتے۔

---

[1] بھٹنیر بھارتی صوبہ راجستھان کا قدیم شہر ہے اسوقت اسکو ہنومان گڑھ کہتے ہیں [2] تاریخ سندھ حصہ اول ص۲۵۹ مرتبہ مولانا اعجاز الحق قدوسی [3] وقائع راجستھان جلد دوم مرتبہ ٹھاکر امیر چند شاہجہانپوری۔ [4] بیکانیر کے شمال میں ایک ریاست تھی۔ [5] بادشاہ دہلی فیروز شاہ تغلق مسلمان ہونے والے ہندو راجاؤں کو انعام و اکرام سے نوازتا تھا۔

Marfat.com

مشہور مورخ جناب پروفیسر محمد شجاع الدین صاحب مرحوم نے آپ کو سلطان فیروز شاہ تغلق کے اوّلین دورِ حکومت کی نامور شخصیت قرار دیا ہے۔ آپ کے دستِ مبارک پر راجپوتانہ کے بہت سے قبائل حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے، جن میں سوڈھے[لے] ورتھ سر فہرست ہیں ؎

فقرِ خیبر گیر با نانِ شعیر   بستۂ فتراکِ او سلطان و میر

فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست   ما امینیم ایں متاعِ مصطفےٰ است

٭ فقر نانِ جویں کے ساتھ خیبر کو فتح کرنیوالا ہے سلطان اور امیر اُس کے تسمہ سے بندھے ہوئے ہیں۔ فقر ذوق و شوق اور تسلیم و رضا کا نام ہے۔ یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متاع ہے اور ہم اُس کے امین ہیں۔

لے گزٹیر بہاولپور۔

Marfat.com

شمعِ توحید کے پروانے

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی تشریف آوری سے پہلے راجپوتانہ کے ہندو ٹھاکروں اور راجاؤں نے نومسلم قبائل پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا اور اُنہیں قبولیتِ اسلام کی پاداش میں ہدفِ جور و ستم بنایا ہوا تھا۔ تبدیلیٔ مذہب و عقائد سے مسلم اور غیر مسلم راجپوتوں میں مستقل عداوت ہوگئی تھی۔ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کی نفرت و مخاصمت کا یہ حال تھا کہ اگر سو اونٹ کی قطار کے پہلے اونٹ کی مہار کو مسلمان ہاتھ لگا دے تو آخری اونٹ پر پانی کے لدے ہوئے مشکیزے بھرشٹ (ناپاک) ہو جاتے تھے۔

صحرائی باشندے پرورشِ حیوانات سے گزر بسر اوقات کرتے تھے۔ اُن کے کثیر تعداد مویشی چولستان میں خودرو گھاس آزادانہ چرتے تھے۔ اس حال میں ہندوؤں کے گروہ مسلمانوں کے مویشی ہانک کر لے جاتے تھے اور قلیل آبادی کے گاؤں پر حملہ کر کے اُنہیں تباہ و برباد کر دیتے تھے۔ صرف راجپوتانہ ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں جہاں کہیں قلعہ بندی یا مضبوط حصار کے بغیر مسلمان آباد ہوتے، ہندو اکثریت نے اُنہیں نقصان پہنچایا اور قتل و غارت کیا۔ ایسے سنگین حالات میں مسلمان تنہا سفر نہیں کر سکتے تھے۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ فرماتے ہیں:

> "ایک دفعہ جب میں سفر کرتے ہوئے سرسہ کی حدود میں پہنچا تو میں نے سنا کہ گذشتہ کل کوران کے نواح میں رہزنی اور ڈاکے کا ایک واقعہ رُونما ہوا ہے جس میں بہت سے مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ اِن مسلمانوں میں ایک دانشمند بھی تھے جنہیں کیتھلی کہتے ہیں وہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے، اور اسی تلاوتِ قرآن کے دوران اُن کو شہید کر دیا گیا۔"[1]

---

[1] فوائد الفواد جلد دوم مجلس بائیسویں

Marfat.com

مشہور سیاح ابنِ بطوطہ کو ہندوستان میں سفر کرتے ہوئے کئی مرتبہ ایسے واقعات پیش آئے وہ لکھتا ہے:

"جب ہم کول (علی گڑھ) میں پہنچے تو خبر آئی کہ ہندوؤں نے شہر جلالی[1] کا محاصرہ کر لیا ہے۔ یہ شہر کول سے سات میل کے فاصلہ پر تھا۔ ہم نے وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ اس شہر کے باشندے ہندوؤں سے لڑ رہے تھے اور ہلاک ہونے کے قریب تھے۔ ہندوؤں کو ہمارے آنے کی خبر نہیں تھی۔ ہم نے اُن پر حملہ کیا۔ وہ ایک ہزار سوار تین ہزار پیادے تھے۔ ہم نے اُن سب کو مار ڈالا اور اُن کے گھوڑوں اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا۔ ہمارے بھی تیتس[۲۳] سوار پچاس[۵۰] پیادے شہید ہوئے۔"[3]

شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا مرید مشہور سردار لُونے خاں جوئیا جو قصبہ کھر بارہ[2] (راجستھان بھارت) میں مدفون ہے اپنے غیر مسلم بھتیجے چونڈرا کے ہاتھوں شہید ہُوا۔ نیز چولستانی کھرلوں کا مُورثِ اعلیٰ لُدّن شہید جو حضرت بابا صاحبؒ کا ارادت مند بیان کیا جاتا ہے، ہندوؤں کے مذہبی تعصب کا شکار ہُوا۔ اُس کا مزار دریائے گھاگھرہ کے کنارے ہندو بستی (بیکانیر) میں ہے۔ اسی طرح بہاولپور ڈویژن کے چولستان میں رسالہ کے نزدیک کنڈائی کے مقام پر حضرت میرن شہیدؒ اور بعض دوسرے شہدائے کرامؒ متفرق مقامات پر مدفون ہیں جنہوں نے ہندوؤں کے ظلم وستم کا مقابلہ کرتے ہوئے راہِ حق میں جام ہائے شہادت نوش کئے:

ہے حیاتِ جاوداں اُس کے شہیدوں کیلئے
چشمۂ حیواں کا پانی خنجرِ قاتل میں ہے!

بعض وسیع النظر، کشادہ دل ہندو ٹھاکروں اور راجاؤں نے اولیاء اللہ کی بڑی قدر و منزلت کی ہے۔ وہ اُن کی عظمت و بزرگی کو تسلیم کرتے اور نذر و نیاز پیش کرتے تھے۔ بیکانیر کا راجہ صورت سنگھ (عہدِ حکومت ۱۷۸۸ء تا ۱۸۲۸ء) حضرت شوقِ الٰہیؒ[4] کا عقیدت مند تھا۔

---

[1] جلالی علی گڑھ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے اور اب تک آباد ہے۔ [2] ٹرائبز اینڈ کاسٹس آف پنجاب [3] سفرنامہ ابن بطوطہ
[4] آپ کا مزار پُرانوار چشتیاں شریف کے نزدیک بستی ماڑی شوق الٰہی میں ہے۔

اُس نے اپنی ریاست بیکانیر میں اُن کے اخراجات کے لئے ایک بڑی[1] جاگیر وقف کر دی تھی۔ مہاجن (بیکانیر) کا ہندو ٹھاکر حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی کا معتقد تھا۔ اُن کی خدمت میں پہروں ہاتھ باندھے کھڑا رہتا اور مجلسِ سماع میں اس پر گریۂ جاں سوز طاری ہو جاتا تھا۔

حُسنِ اخلاق و نظر سے دِل مسخر کر لئے
کر دیا ویران سینوں کو محبت کا چمن!

اجودھن (پاک پتن شریف) سے مسلمانوں کی آمد اور چشتیاں شریف میں مرکزِ تبلیغ قائم ہونے سے ہی ایسے حالات نے جنم لیا۔ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی تشریف آوری سے نو مسلم راجپوت اقوام کے حوصلے بہت بلند ہو گئے مگر ہندو سرداروں کو یہ اتحاد و ارتباط بہت ناگوار گزرا اور وُہ بڑی شدت سے اس جماعت کی مخالفت کرنے لگے گزیٹر بہاولپور میں لکھا ہُوا ہے:

"آپ کے دستِ مبارک پر بہت سے قبائل نے اسلام قبول کیا مثلاً بیکانیر کے سوڈھے اور رتھ مُسلمان ہُوئے۔ یہ دیکھ کر ہندو راجپوت آپکے مخالف ہو گئے۔ کیونکہ حضرت شیخ اُن کے قبیلہ کے لوگوں کا مذہب تبدیل کر رہے تھے۔"

---

[1] ذکر کرام ص ۴۸

حق و باطل میں کشمکش

تاریخِ اسلام شاہد ہے کہ جب بھی انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء یا صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے دینِ مبین کی دعوت پیش کی تو جہاں ایمان لانے والے اور جان قربان کرنے والے آگے بڑھے وہاں انکار کرنے والے اور عداوت و مخالفت کرنے والے بھی سامنے آئے۔ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، بزرگانِ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ہر دور میں تبلیغِ حق کے لئے مخالف قوتوں کا سامنا کرنا پڑا اور بے پناہ مشکلات و مصائب برداشت کرنا پڑے۔

جو قومیں اور افراد صدیوں سے اپنے آباؤ اجداد کے نظریات و رسومات کے بندھن میں گرفتار ہوتے ہیں انہیں راہِ حق کی طرف بلانا اور اسلامی نظریات و اعمال پر آمادہ کرنا آسان کام نہیں ہوتا۔ مگر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ پر موجود ہے کہ باطل زیادہ دیر تک حق کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔

آئینِ نو سے ڈرنا، طرزِ کہن پہ اڑنا!
منزل یہی کٹھن ہے، قوموں کی زندگی میں

حق کبھی غازی بنا اور کبھی شہید مگر حق نے کبھی شکست قبول نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے تبلیغ کے مقدس فریضہ کو ادا کرتے ہوئے کبھی مخالفت کی پرواہ نہیں کی۔ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، جام ہائے شہادت بھی نوش کئے مگر حق گوئی سے باز نہ آئے۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی!

ہندوؤں کے نزدیک راجپوتانہ میں چشتیاں شریف اسلام کا مضبوط قلعہ تھا اور کفر و شرک کے

Marfat.com

خلاف برسرِ پیکار، وادیٔ علم و عرفاں کے شہسوار حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتیؒ اس قلعہ کے تاجدار و سپہ سالار تھے۔ اُن کے حُسنِ بیان و فہمِ قرآن سے راجپوتانہ کے شہروں اور دیہاتوں میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد ہندو ٹھاکروں کے لئے باعثِ تشویش ہوئی اور اُنہیں فکرِ دامن گیر ہوئی کہ اگر یہ تبلیغی سرگرمیاں اسی طرح جاری رہیں تو پُورا علاقہ مسلمان ہو جائے گا اور ہندوؤں کی قلیل تعداد باقی رہ جائے گی۔ حضرت شیخ کے تبلیغی دوروں میں تعطل پیدا کرنے اور احیائے دین و ملت کی کوششوں کو ناکام بنانے کیلئے ہندو ٹھاکروں نے مسلمانوں کے خلاف اعلانِ جنگ کردیا۔

حضرت شیخؒ اور اُن کے رفقاء ہندوؤں کے عزائم سے پہلے ہی باخبر تھے۔ اُنہوں نے اپنی رہائش گاہ کے شکستہ قلعہ کو ازسرِ نو تعمیر و مرمت کر لیا تھا اور نوجوان طلباء کے لئے عسکری تربیت کو لازمی قرار دیا تھا۔ مسلمانوں کی انفرادی قوت و جنگی صلاحیت ہندوؤں پر واضح تھی اس لئے وہ چشتیاں شریف پر حملہ آور ہونے کی بجائے تبلیغی سفر کے دوران مسلمانوں پر دھاوا بولنا زیادہ آسان سمجھتے تھے۔

شیرِ بیشۂ تجرید و جگر گوشۂ حضرت بابا فریدؒ حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ کے مزاجِ اقدس میں زُہد و عبادت، تدبّر و شجاعت، سپہ گری اور فوجی قیادت کا حسین امتزاج تھا وہ اپنے والدِ محترم شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی تقلید میں نفس کشی کیلئے "کاٹھ کی روٹی" کی بجائے "لکڑی کا خربوزہ" [1] اپنے پاس رکھتے تھے جو شاید اُنہیں کا عطا کردہ تھا۔ وہ اپنے چچا بزرگوار حیدرِ ثانی حضرت شیخ نظام الدینؒ [2] کی طرح مردِ میدانِ کارزار تھے۔ اُنہوں نے سرزمینِ راجپوتانہ میں سالہا سال تک ہندو ٹھاکروں سے جہاد بالسیف کیا اور تائید ایزدی سے ہمیشہ ظفرمند و فتحیاب ہوتے رہے

جنگِ شاہانِ جہاں غارت گری ست
جنگِ مومن سُنّتِ پیغمبری ست!

---

۱ آپ کے تبرکات میں اب تک موجود ہے۔ ۲ سیر الاولیاء

Marfat.com

"ترجمہ:" دُنیا کے بادشاہوں کی جنگ کا مقصد غارت گری ہے اور مومن کی جنگ کا مدعا و مقصود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت پر عمل کرنا ہے"۔

دارالحکومت سے سینکڑوں میل دُور کفرستانِ ہند میں سکونت اختیار کرنے والے سرفروش ذاتِ حق پر کامل یقین و اعتماد رکھتے تھے کہ ہر مشکل میں وہی اُن کا حامی و ناصر ہے۔ معرکۂ حق و باطل میں اُنہیں سلاطینِ دہلی سے فوجی امداد و معاونت لا حاصل تھی اور وہ حملہ آوروں کے مقابلہ میں حرارتِ ایمانی و قوتِ بازو کے بل بوتے پر سینہ سپر ہو جاتے تھے۔

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حالِ ما سبکساران ساحلہا

"رات تاریک ہے، موجوں کا ڈر ہے اور درمیان میں طوفان حائل ہے۔ ہمارے اس حال سے ساحل پر کھڑے رہنے والے تن آسان کیسے باخبر ہو سکتے ہیں"۔

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی فوج میں ایسے جانباز رضاکار اور سرفروش مسلمانوں کی بڑی تعداد نو مسلم راجپوت اقوام کی تھی جو مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد اپنے شیخ عالی مرتبت کی زیرِ کمان قدیم مسلمانوں کے شانہ بشانہ جرأت و بہادری کے جوہر دکھاتے تھے اور وہ ہندوؤں کے ہر ایک قبیلہ کی فوجی قوت و جنگی مہارت کے رازداں اور صحرائے راجپوتانہ کے بہترین راہنما تھے۔

"لقب سرور"

متقدمین مشائخ کرامؒ کے اسمائے گرامی میں اُن کا لقب مُبارک متصل تحریر کیا جاتا ہے۔ تاریخ ملفوظات میں اگر اختصارِ انشاء مقصود ہو تو محض لقب مُبارک پر بھی اکتفا کیا جاتا ہے، مشائخ کرامؒ کے القاباتِ عالیہ میں اُن کے اوصافِ حمیدہ و خصائلِ پسندیدہ جلوہ نما ہوتے ہیں اور بعض اوقات اسم سے زیادہ لقب مشہور ہو جاتا ہے۔ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدینؒ کا ایک لقب عالی مسعود ہے۔ آنجنابؒ کئی بار اپنے آپ کو "بندۂ مسعود" فرما کر متکلم ہوئے۔ آپ کے برادرِ بزرگ حضرت شیخ اعز الدین ملقب بہ محمود تھے اور برادرِ خورد حضرت شیخ نجیب الدینؒ کا لقب متوکل تھا۔ منقولات و معقولات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ تادمِ زلیست جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ ادا کرتے رہے اور لشکرِ اسلام کی سیادت و قیادت کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ اس لئے شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے اپنے نورِ باطن سے مستقبل شناسی فرماتے ہوئے انہیں اوائل عمر میں "سرور" کے لقب سے سرفراز فرما دیا تھا۔ اور وہ تاریخ کے صفحات پر حضرت تاج سرور کے اسم مُبارک سے مشہور ہوئے۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے لشکر میں علماء و حفاظ کی کثیر تعداد تھی جنہوں نے کلام پاک پڑھنے کے لئے آیاتِ کریمہ آپس میں تقسیم کی ہوئی تھیں۔ جب ختم قرآن مجید مقصود ہوتا ہر فرد اپنے ذمہ مخصوص آیاتِ قرآنی کا ورد کرتا اور چند ساعت میں قرآن پاک کا ختم شریف مکمل ہو جاتا۔ حضرت شیخؒ کا معمول تھا کہ جہاد فی سبیل اللہ یا تبلیغی دورہ پہ روانہ ہوتے وقت کلام اللہ کا ختم شریف کراتے۔ حضرت مولانا گل محمد شیروی تحریر فرماتے ہیں :

شیخ تاج الدینؒ مشہور تاج سرور ابن شیخ بدر الدین سلیمانؒ ابن جناب گنج شکرؒ۔ او بادشاہ ظاہر و باطن بود۔ وقتے کہ بجانبے با سواری ہا سوار شدے چندیں انبوہِ ازخادمان و عالمان و حافظان داشتے۔ بادشاہ فرمودے کہ

Marfat.com

ختم کلام اللہ کیند۔ پس از یک رکاب گرفتن تا رکاب دویم کہ از یک یک آیتہ خواندن او شاں ختم تمام بودے“ ۱؎

ترجمہ:۔ ”حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ بن حضرت شیخ بدر الدین سلیمانؒ بن حضرت گنج شکرؒ ظاہر کے اور باطن کے بھی بادشاہ تھے جب وہ کسی جانب لشکر کشی فرماتے اُن کے ساتھ خدام و علماء و حفاظ کا جم غفیر ہوتا اور آپؒ اُنہیں کلام پاک کی تلاوت کا حکم فرماتے چنانچہ وہ کثیر تعداد علماء و حفاظ ایک ایک آیتہ پڑھ کر بہت کم وقت میں تلاوت کلام مجید مکمل کر لیتے۔“

۱؎ گلزار فریدی مخطوطہ۔ ص ۹۷

Marfat.com

"معرکۂ جہاد"

بہاولپور گزیٹیر میں جہاد کا یہ واقعہ اختصار کے ساتھ لکھا ہوا ہے مگر زبانی روایات میں جو وضاحت بیان کیا جاتا ہے کہ ہندوؤں نے مجاہدین سے کئی بار شکست کھانے کے بعد ایک مرتبہ بھاری جمعیت کے ساتھ اُن کی رہائش گاہ (چشتیاں شریف) پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور وہ لڑنے والے جتھے کے میدان میں جو چشتیاں شریف سے جنوب مشرق میں چند میل کے فاصلہ پر ہے اور اس وقت چک نمبر ۴۵ نہر فتح والہ میں اقوام کھچی کی ملکیت ہے قریب جمع ہونے لگے۔ نومسلم اور متمولوں کی معرفت حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کو ہندوؤں کی جنگی تیاریوں کا علم ہو گیا اور اُنہوں نے اپنی جماعت کو بھی تیار رہنے کا حکم دیا۔ مجاہدین نے باہم صلاح و مشورہ کر کے حضرت شیخؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم اُن کے حملے کا انتظار کیے بغیر خود اُن کے سر پر پہنچ جائیں اور اچانک حملہ کر کے انہیں منتشر کر دیں۔ اس تجویز پر سب نے اتفاق کیا۔ چند نوجوانوں کو رہائش گاہ کے قلعہ کی حفاظت پر مامور کیا گیا اور مجاہدین کا لشکر اسلحۂ جنگ سے لیس ہو کر اُسی مقام کی جانب روانہ ہو گیا جہاں کفار اُن پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہو رہے تھے ۔

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی نہ حریفِ پنجہ فگن نئے
وہی فطرتِ اسد اللہی وہی مرحبی وہی عنتری

حضرت شیخؒ نے اس معرکۂ جہاد پر روانہ ہونے سے پہلے اپنے ایک خلیفۂ معتمد و خادمِ خاص کو اپنی رہائش گاہ پر بطور محافظ متعین کیا اور فرمایا کہ جنگ میں فتح و شکست دونوں باتوں کا امکان ہوتا ہے لہٰذا قلعہ کے تمام محافظ و پہرے دار ہمارے لشکر کی واپسی کے وقت اُس کے علَم پر نگاہ رکھیں اگر علَم نظر نہ آئے تو آنیوالے لشکر کو دشمن کی فوج سمجھیں اور تمام آبادی کو دشمنوں کی آمد سے آگاہ کر دیں تاکہ ہر شخص اپنے تحفظ و دفاع کی تدابیر اختیار کر لے۔ اس تلقین کے بعد حضرت شیخؒ مجاہدینِ اسلام کی کثیر تعداد کے ساتھ منزلِ مقصود کی جانب روانہ ہو گئے اور

Marfat.com

کفار کے جسم غفیر پر حملہ آور ہوئے۔ اِس غیر متوقع حملہ کی تاب نہ لاتے ہوئے ہزاروں دشمنانِ دین لقمۂ اجل بنے۔ بیشمار زخمی ہوئے اور بقیہ نے راہ فرار اختیار کی ے

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وُہ شبنم!
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وُہ طوفان

لشکرِ اسلام فتح یاب ہو کر چشتیاں شریف کی جانب آ رہا تھا۔ باشندگانِ دیہہ کی نگاہیں اُن کی راہوں پر لگی ہوئی تھیں۔ تیز رفتار شہسوار فتح و نصرت کی نوید لے کر اپنی رہائش گاہ کی جانب دوڑے مگر بے انتہا مسرت و انبساط میں حضرت شیخ کے احکامات کو یاد نہ رکھ سکے۔ علم بردار بڑے لشکر کے ہمراہ تھا اور وہ سب پیچھے آ رہے تھے۔ قلعہ کے محافظ و پہریدار جو کس تھے۔ اُنہیں پیش رَو دستوں میں مجاہدین کا علم نظر نہ آیا۔ وُہ آنیوالے سواروں کو دُشمن کا لشکر سمجھے اور قلعہ میں مجاہدین کی شکست کا اعلان کر دیا۔

محافظوں کی قلیل تعداد کے پیشِ نظر تمام آبادی نے قلعہ چھوڑ کر خفیہ راستوں سے باہر چلے جانے میں عافیت سمجھی۔ اِس سراسیمگی کے عالم میں حضرت شیخؒ کے درِ اقدس پر متعینہ محافظ نے اہلِ پردہ کو پیغام بھیجا کہ مجاہدین کو شکست ہو گئی ہے اور بہت جلد قلعہ چھوڑ کر کسی محفوظ مقام پر منتقل ہو جانا مناسب ہے۔ مستورات نے کہلا بھیجا کہ ہمیں دو نفل پڑھنے کی مہلت دیں اور کچھ دیر توقف کریں۔ حضرت شیخؒ کے اہلِ خانہ نے دو نفل ادا کر کے بارگاہِ ربّ العزّت میں التجا کی کہ "یا الہ العالمین ہمیں اپنی رحمت سے اِسی زمین میں دفن فرما دے"۔ اہلِ پردہ شب بیدار، عابدہ، زاہدہ اور مستجاب الدعوات تھیں۔ اُن کی دُعا بارگاہِ الٰہی میں منظور ہوئی اور زمین شق ہو گئی۔ تمام مستورات زیرِ زمین مدفون ہو گئیں اور زمین کے باہر سرِ مبارک کی چادروں کے معمولی حصے بطورِ علامت رہ گئے دربان نے تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد پھر آواز دی مگر اندر سے کوئی جواب نہ ملا بڑے نازک لمحات تھے، تاخیر نقصان دہ تھی اور خادم با اخلاص کو حضرت شیخ بابا تاج الدّین سرہؒ سے اجازت حاصل تھی کہ ایسے خطرناک موقع پر حالات کے پیشِ نظر فوری اقدامات کئے جائیں۔ مکمل سکوت پاکر خادم نے ایک عورت کو حویلی کے اندر بھیجا تاکہ صورتِ حال معلوم کرے۔ عورت جب واپس آئی تو اُس نے دربان کو آگاہ کیا کہ عجیب و غریب صورتِ حال ہے۔ تمام اہلِ خانہ زمین میں دفن ہو چکے

Marfat.com

ہیں اندر زمین کے باہر صرف چادروں کے نشانات موجود ہیں۔ اس حیرت انگیز واقعہ کی دربان نے حویلی میں پہنچ کر تصدیق کی اور باہر آکر قلعہ کی فصیل پر کھڑا ہو کر حسرت و یاس کے عالم میں آنے والے لشکر پر غور کرنے لگا۔

مجاہدین کا لشکر جب قریب آیا تو ان کے جسم اور لباس گرد و غبار سے اَٹے ہوئے تھے مگر ان کے چہرے مسرت و شادمانی سے چمک رہے تھے اور فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی تھی مجاہدین نے قلعہ والوں کو فتح و نصرت کی نوید سنائی اور دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ یہ دیکھ کر دربان حیرت و استعجاب کی تصویر بن گیا۔ دروازہ کھلتے ہی حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ اور ان کے ہمراہی مجاہد بڑی شان و شوکت سے داخل ہوئے۔

حضرت شیخؒ کا غلام حاضر ہوا اور زار و قطار روتے ہوئے اُن کے قدموں پر گر پڑا اور تمام ماجرا عرض کیا حضرت شیخؒ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: اب صبر کرو اللہ تبارک تعالیٰ کو یونہی منظور تھا۔

موجودہ زمانے میں چشتیاں شریف کے وسط میں حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی رہائش گاہ عوام و خواص کی زیارت گاہ ہے۔ حویلی مبارک کے اندر مستورات زیارت کے لئے جاتی ہیں اور مرد زائرین کا جانا ممنوع ہے۔ یہ قطعہ زمین متذکرہ کرامت سے گہرا نشیب بن گیا تھا جو ساڑھے سات سو سال کی طویل مدت گزرنے کے بعد بھی ایک تالاب کی مانند دکھائی دیتا ہے۔ خادم با خلاص و خلیفہ معتمد جو دربانی کے فرائض انجام دیتا تھا ایک مصدقہ روایت کی رو سے حضرت شیخ بابا تاج سرورؒ کے روضہ میں مدفون ہے اور روضہ عالیہ میں داخل ہوتے وقت دائیں جانب اسی عالی بخت و خوش نصیب خادم کا مزار ہے۔ حضرت مولانا گل محمد چشتی شیرویؒ اس واقعہ کو اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وقتیکہ بکار بہ رفتہ بودند و بمستورات فرمودند کہ بوقت عود مایاں اگر علم ما بینند، تسلی دارید، اگر علم نہ بینند مایاں را مقتول فہمیدہ آیندگاں را دشمناں دانید، قضا کار شیخ بفتح رجوع جانب باز کردند، علم بردار پس تر ماند، مستورات وضو ساختہ بر مصلی ہائے علاوہ نشستہ دعا می خواستند

کہ خدایا مایاں را پسِ پردہ کن ناگاہ زمین او شاں را فرو برد و ہمگی اہلِ پردگیاں مدفون شدند تا ہنوز مقبرہ مستورات در شہرِ چشتیاں است، سوائے زناں مرداں نروند۔" [1]

ترجمہ: جب (حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ) کفار کے ساتھ جنگ کیلئے گئے تو مستورات کو فرمایا کہ ہماری واپسی کے وقت اگر علم ہمارے ہاتھ میں دیکھیں تو تسلی رکھیں کہ ہم فتحیاب ہو کر آ رہے ہیں ورنہ ہمیں مقتول و مفتوح خیال کریں اور آنیوالوں کو اپنا دشمن سمجھیں جب شیخ نے توفیق ایزدی سے فتح حاصل کر کے گھر کا رُخ کیا تو اتفاقاً علم بردار پیچھے رہ گیا مستورات نے جب دُور سے لشکر دیکھا اور علم نظر نہ آیا تو اسے دشمن کا لشکر سمجھ لیا لہٰذا سب مستورات نے وضو کر کے مصلوں پر بیٹھ کر خدا تعالیٰ کے حضور دُعا کی کہ خدایا ہمیں اپنی پناہ میں لے لے اور پسِ پردہ کر دے ناگاہ زمین شق ہو گئی اور مجملہ مستوراتِ خانہ اُس کے اندر غائب ہو گئیں۔ ابھی تک مستورات اور اہلِ پردہ کا مقبرہ شہر چشتیاں میں موجود ہے اور صرف عورتیں ہی اُس کی زیارت کر سکتی ہیں، مردوں کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔"

---

[1] مخطوطہ گلزار فریدی صـ۹۰

جہاد فی سبیل اللہ و مرتبہ شہادت

جذبۂ جہاد و شوق شہادت میراثِ مومن ہے۔ اولیاء اللہؒ نے اشاعتِ دین و تبلیغِ اسلام کے ساتھ جہادِ فی سبیل اللہ کے فرائض بھی کما حقہٗ ادا کئے ہیں۔ مسندِ ارشاد و سلوک کے وارث اور رسم شبیری کے پاسدار مشائخ چشتؒ نے ہندوستان میں اپنے خون سے کشتِ اسلام کی آبیاری کی ہے۔ دیگر سلاسل عالیہ کے علاوہ خانوادۂ چشتیہ کے شہدائے کرام کی سرفروشی و جانبازی کے محیّر العقول واقعات بہت سی ضخیم کتابوں کی تالیف و تصنیف کے متقاضی ہیں۔

بطور مثال شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے خاندان جلالت نشان سلسلۂ عالیہ چشتیہ کی چند عظیم ہستیوں کے مختصر واقعات رقم کرتے ہیں، جنہوں نے جان و مال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے راہِ حق میں جہاد بالسیف کیا ہے ؎

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی !!
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی

۱۔ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے جدِ محترم والئ کابل حضرت شیخ شہاب الدین احمد المعروف فرخ شاہ فاروقیؒ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اولاد امجاد سے تھے اور سلسلۂ عالیہ چشتیہ سے منسلک تھے۔ صاحبِ عمدۃ المقامات اُن کے بارے میں لکھتے ہیں :

"قبلۂ توجہ ایشاں راہ السلوک طریقۂ عالیہ چشتیہ معروف داشتہ وا نا کابر آں طریقۂ عالی مستفید گردیدند و بدرجات کمال و اکمال مشرف شدند" [۱]

[۱] عمدۃ المقامات مطبوعہ جلال آباد (افغانستان)

Marfat.com

ترجمہ: "قبلہ نے اپنی توجہ طریقۂ عالیہ چشتیہ کی جانب مبذول کر دی۔
چنانچہ آپ اُس طریقۂ عالیہ کے اکابر سے فیضیاب ہوئے اور درجاتِ کمال و
مراتبِ اعلیٰ پر فائز ہوئے۔"

چوتھی صدی ہجری کے تقریباً وسط میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے بزرگوں میں سے حضرت فرخ شاہ فاروقیؒ دیارِ ہند میں تشریف لانے والے پہلے چشتی بزرگ تھے جو سبکتگین کے عہدِ حکومت سے قبل جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر مشرکین کے خلاف صف آرا ہوئے۔ منقول ہے کہ:

"بہندوستان بہ عساکر و افواجِ قاہرہ جہت جہاد کفار و ترویجِ اسلام
و توہینِ اصنام تشریف فرما شدہ اند و بفتح و فیروزی الغنائم بسیار بکابل مراجعت
نمودہ۔"

ترجمہ: "آپ کفار کے ساتھ جہاد کی غرض، اصنام کی توہین کی نیت سے
اور اسلام کی نشر و اشاعت کے جذبہ کے تحت زبردست لشکر اور افواج
ساتھ لے کر ہندوستان کی سرزمین میں داخل ہوئے اور فتح و کامرانی کے
ساتھ بہت سارا مالِ غنیمت حاصل کر کے کابل واپس لوٹے۔"

۲۔ حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ (وصال ۴۱۱ھ) ستر سال کی عمر میں کثیر تعداد مریدوں کے ساتھ ہندوستان پر سلطان محمود غزنوی کے حملہ کے وقت شریکِ جہاد ہوئے اور سلطان اُن کے تصرفِ روحانی سے فتحیاب ہوا۔

۳۔ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے بڑے دلیر و جرأت مند فرزند حضرت شیخ نظام الدین فاروقیؒ عساکرِ اسلام میں اعلیٰ عہدہ دار تھے۔ سلطان علاؤالدین خلجی کے عہدِ حکومت (۶۹۹ھ) میں رنتھبورؔ[1] کے راجہ ہمیر دیو اور اُس کے قلعہ میں روپوش منگولوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

---

[1] موجودہ زمانے میں رنتھبور کو سوائی مادھوپور کہتے ہیں۔ بھارت میں آگرہ اور جے پور کے درمیان مشہور شہر ہے وہیں آپ کا مزار پُر انوار زیارت گاہِ خلق ہے۔

Marfat.com

۴۔ شیخ الشیوخ حضرت بابا صاحبؒ کے پوتے اور حضرت شیخ بابا تاج الدین سروڑؒ کے عم زاد برادر حضرت شیخ عزیز الدینؒ نے دیوگیر (دولت آباد بھارت) کو اپنی علمی و تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور مخلوقِ خدا کو اسلام کی عظمت و حقانیت سے روشناس کراتے رہے میر خورد (صاحب سیر الاولیاء) جب دہلی سے دولت آباد گئے تو بوقت ملاقات اُن کی بارعب شخصیت و روحانی سطوت سے بہت متاثر ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ:

"دیار دیو گیر و تلنگ ہمہ معتقدان و بندہ او بودند"

ترجمہ: "دیوگر اور تلنگ کے علاقوں میں سب لوگ آپ کے غلام اور معتقد تھے"

انہوں نے تبلیغِ اسلام کی پاداش میں جامِ شہادت نوش کیا اور اُن کی آخری آرام گاہ بھی اسی شہر میں ہے۔

۵۔ حضرت شیخ بابا تاج الدین سروڑؒ کے بھتیجے اور شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے سجادہ نشینِ سوم حضرت شیخ معز الدینؒ نے سلطان محمد تغلق کے دورِ حکومت میں نفاذِ شریعت و فروغِ دین و ملت کی خاطر اطرافِ دکن میں گجرات کی نیابت کا عہدہ قبول کر لیا اور وہ نہر والا (پیرانِ پٹن بھارت) کے مقام پر ۷۴۱ھ میں مرتبۂ شہادت پر سرفراز ہوئے۔ صاحبِ سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ "آج بھی وہ سرزمین آپ کے روضۂ متبرکہ کی بدولت منور ہے اور آپ کی پائنتیوں کی خاک وہاں کے حاجت مندوں کے درد کی دوا ہے"

۶۔ حضرت شیخ بابا تاج الدین سروڑؒ کے برادرِ حقیقی حضرت شیخ محمودؒ کی اولادِ امجاد سے شیخ اعظم شہیدؒ موضع منونہ ضلع بریلی میں ٹھاکروں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ آپ کا مزار شیخوپورہ ضلع بدایوں (بھارت) میں بی بی جینی کے روضہ سے سو قدم کے فاصلہ پر ہے اور مزار کا تعویذ سنگ سرخ سے بنا ہوا ہے۔

ل آثار بدایوں ص۸۱ اور تذکرۃ الواصلین ص۳۲

Marfat.com

سید علاؤالدین المعروف سید بادشاہ اور شیر الغازی مدفونہ نذر بار ضلع خاندیس (بھارت) خواجۂ خواجگان غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے حکم پر ایک مظلوم کی داد رسی کے لئے خاندیس کے کافروں سے نبرد آزما ہوئے اور ۷۱۲ھ میں شہادت کے منصب جلیلہ پر فائض ہوئے۔

۸۔ دکن میں شیخ صوفی سرمست چشتیؒ نے دشمنان دین کی چیرہ دستیوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور میدان جنگ میں راجہ کمارام ان کی جماعت کے ہاتھوں مارا گیا۔

۹۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے مرید و خلیفہ حضرت شاہ بدر الدین چشتیؒ نے پین کوکن (بھارت) میں ہندوؤں کے مظالم سے تنگ آکر ۷۱۲ھ میں تلوار اٹھائی اور بہت سے ظالموں کو اپنے ہاتھ سے جہنم رسید کیا۔ میدان کارزار میں ان کا سر مبارک تن سے جدا ہو گیا مگر سر بریدہ لاش کوکن سے پر بیندڑہ قلعہ بالا گھاٹ تک دشمنوں کے تعاقب میں رہی اور ان کے سر قلم کرتی گئی۔ ایک عورت نے یہ منظر دیکھ کر حیرت واستعجاب کے کلمات منہ سے نکالے اور آپ کی لاش زمین پر گر پڑی۔ بایں وجہ آپ کا سر مبارک پین کوکن میں اور جسد اطہر پر بینڈرہ قلعہ بالا گھاٹ میں مدفون ہے۔

۱۰۔ جھنگ صدر پاکستان میں "شہیدان چشت" کے پانچ مزارات معتبرہ ہیں جن کے بارے میں مصنف اولیائے جھنگ لکھتے ہیں کہ

"بازار بوہڑاں جہاں سے شروع ہوتا ہے اس کے شمال میں ایک چھوٹی سی گلی ہے اس کے اندر جا کر پانچ شہیدوں کی قبریں موجود ہیں۔ پہلے ان کے گرد ایک چھوٹا سا احاطہ قائم تھا۔ یہ سارا علاقہ ہندوؤں کا تھا اور شروع میں ہندو ان کی بے حرمتی کرتے تھے۔ لیکن ان کے

لے برکات الاولیاء مرتبہ سید امام الدین احمد گلشن آبادی

ے ؎

ے " " "

Marfat.com

جلال نے ایک دفعہ ہندوؤں کو سخت ذہنی نقصان پہنچایا یہ بے حرمتی کرنیوالے کے جسموں کو آگ لگ جاتی اور جب تک وہ تائب ہوکر معافی نہ مانگتے عذاب سے نجات نہ ملتی۔ ایسے دو چار واقعات رونما ہونے کے بعد ہندوؤں نے قبروں کو باقاعدہ صاف رکھنے اور چراغ جلانے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کے بعد اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ یہ پانچوں بزرگ سلسلہ چشتیہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کے بارے میں مشہور ہے کہ دھڑ کے بغیر ان کے پانچ سر یہاں آئے تھے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کس عہد کے ہیں اور ان کے نام کیا ہیں۔ ان کی قبروں کے نشان موجود ہیں۔ جھنگ کے قدیمی باشندے محرم کی دسویں تاریخ کو ہر سال ان کی قبروں پر پانی اور کھجور کے پتے ڈالتے ہیں:

پاک و ہند کی تاریخ کے صفحات ایسے بہت سے واقعاتِ شہادت سے مزین ہیں۔ ملتِ اسلامیہ پر جب کبھی کوئی مشکل مقام آیا تو حجرہ نشینوں اور خرقہ پوشوں نے جہاد فی سبیل اللہ کے فرائض باجوش و خروش و کفن بردوش انجام دیئے۔ خانقاہوں سے نکل کر رسمِ شبیری کو از سرِ نو زندہ کیا اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتی فاروقیؒ اسی کانِ صدف کے گوہر آبدار و گلشنِ چشت کے گلِ نوبہار تھے، جو کافروں سے جہاد کرتے ہوئے دل میں آرزوئے شہادت رکھتے تھے۔ ان کے جد اعلیٰ خلیفۃ المسلمین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بوقتِ شہادت فرمایا تھا کہ "الحمد للہ میرا قاتل اپنی زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہنے والا مسلمان نہیں؛

Marfat.com

Marfat.com

آخری معرکہ

کبھی جنگ اور کبھی مصالحت کے ادوار گزرتے رہے اور ایک صدی تک مجاہدینِ اسلام عملاً کافروں پر غالب رہے۔ اسی سرزمین پر حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے چھ بیٹے جوان اور صاحبِ اولاد ہوئے۔ تبلیغِ دین واشاعتِ اسلام میں بہت زیادہ پیش رفت ہوئی۔ بڑی بڑی جنگی آزمائشوں کے بعد مشرکین کو مجاہدین کے مقابلہ میں صف آرا ہونے کی ہمت نہ ہوئی حضرت شیخؒ کی آخری عمر میں لڑائی کے محاذ پر کئی سال تک سکوت رہا۔ وہ راجپوتانہ میں تبلیغی دورے فرماتے رہے اور وابستگانِ دامن کی خبرگیری فرماتے رہے۔

منصبِ شہادت حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے لئے نوشتۂ تقدیر و عطیۂ خداوندِ قدوس تھا۔ ایک مرتبہ مشرکینِ راجپوتانہ نے امن وآشتی کی شرائط کو نظر انداز کرتے ہوئے حضرت شیخؒ اور اُن کی جماعت کو دورانِ تبلیغ محاصرہ میں لے لیا۔ اس معرکۂ جہاد میں نومسلم راجپوت اپنے ہندو اقرباء سے اِس طرح نبرد آزما ہوئے جس طرح میدانِ بدر میں مجاہدین اپنے غیر مسلم عزیز و اقارب کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوتے تھے۔ آخر کار چشتیاں شریف کے تاجدار اور راجپوتانہ میں تعلیماتِ اسلامی کے مشعل بردار حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ اور اُن کے رفقائے کار، مردانِ کارزار و بہادرانِ ضیغم شکار اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین کی سربلندی کے لئے شہادت کے اُس اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچ گئے جس کے بارے میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا ہے:

"قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں"۔

(بخاری ومسلم)

Marfat.com

توحید متاعیست کہ بردار فروشند؛
گل نیست کہ در کوچہ و بازار فروشند

ترجمہ: توحید وہ متاع ہے جسے دار پر فروخت کرتے ہیں۔ یہ
پھول نہیں ہے جسے کوچہ و بازار میں فروخت کرتے ہیں؟

Marfat.com

تاج سرورؒ

تاریخ پاکستان کا ایک زریں ورق

جاں بازی و سرفروشی کی ایک دلنشین داستان

نامور مؤرخ پروفیسر محمد شجاع الدین مرحوم (دیال سنگھ کالج لاہور) نے حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کا ورقہ شہادت یوں تحریر کیا ہے:۔

ملت کی سربلندی افراد کی قربانیوں کی مرہونِ منت ہوتی ہے۔ ایسے خوش نصیب افراد جو قومی آزادی اور استقلال کی راہ میں ہمکنارِ شہادت ہوتے ہیں ملت کا گراں بہا سرمایہ ہوتے ہیں اور ان کی سرفروشی اور جاں سوزی کی حکایاتِ خونچکاں ملت کی تاریخ کا سنہرا باب ہوتی ہیں اور اُن کا مطالعہ نونہالانِ ملت کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتا ہے۔ آج کے مضمون کا موضوع اسی نوع کے ایک بزرگ (حضرت شیخ) تاج الدین سرورؒ کی کہانی ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمان قرونِ وسطیٰ میں اس امر کے قائل تھے کہ خدا کی وسیع زمین پر پھیل جائیں اور مختلف ممالک کی سیاسی و ثقافتی حالات کا مطالعہ کریں اور اجنبی اقوام کو اسلام سے روشناس کرائیں۔ ان لوگوں میں زیادہ تر درویش اور تاجر تھے جو دُور دراز کے شہروں میں آباد ہو جاتے تھے اور ان شہروں میں سے اکثر اسلامی دُنیا کی سرحدوں سے بہت دُور ہوتے تھے۔

ہندوستان میں مسلمان حملہ آوروں سے قبل مسلمان کافی تعداد میں آباد ہو چکے تھے۔ اکثر اوقات ان لوگوں کو ہندو زمینداروں، راجاؤں اور مذہبی پیشواؤں کے تعصب کا ہدف بننا پڑتا تھا۔ ان آبادکاروں کے مسائل کئی بار مسلمان کشور کشاؤں کے حملوں کا باعث بنے۔ تاجداروں کے

Marfat.com

عسکری قائدوں کے علاوہ مقامی طور پر رضا کار دستے بھی دشمن کا مقابلہ کرتے تھے۔

ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش میں بہرائچ کے مقام پر حضرت سالار مسعود غازیؒ کا مزار ہے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ غزنی کے شاہی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ بہرائچ کے علاقہ میں مسلم اقلیت پر ہندو اکثریت کے مظالم کی داستان سنی تو بے حد بے قرار ہوئے اور عساکرِ حکومت کی کارروائی کا انتظار نہ کرتے ہوئے رضا کاروں کے ہمراہ بہرائچ گئے اور مظلوموں کی حمایت اور بے کسوں کی حفاظت جیسے بلند مرتبہ فریضہ کو ادا کرتے ہوئے منصب شہادت پر فائز ہوتے۔ اس زمانے میں میر ملہم شہید بدایوں میں ہندو سرداروں کے تعصب کا شکار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سمیت ظالموں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ سلطان محمد تغلق نے ۷۲۸ھ میں ان کا مقبرہ از سر نو بنوایا اور اس پر عربی زبان کا کتبہ لگوایا۔[۱]

مشرقی پاکستان میں متعدد بزرگوں کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ظالم ہندو سرداروں کے خلاف لڑتے ہوئے منصب شہادت پر فائز ہوئے۔ ان میں حضرت جلال الدین تبریزیؒ (مدفون سلہٹ) اور حضرت ماہی سوارؒ (مدفون مہستان بوگرہ) کا نام نامی بطورِ مثال لیا جا سکتا ہے۔

برِ صغیر پاکستان و ہند کی تاریخ میں چار دور ایسے گزرے ہیں جب مسلم اقلیت کو ہندو اکثریت کے علاقوں میں ہدفِ جور و جفا بننا پڑا۔ دورِ اولین مسلمان حملہ آوروں کا زمانہ اور اس سے تھوڑا پہلے کا دور ہے۔ دوسرا دور فیروز تغلق کے زمانہ میں دہلی سلطنت کمزور ہو جانے اور بعد ازاں اس کا شیرازہ بکھر جانے کا زمانہ ہے اگرچہ مرکزی حکومت کے زوال کے باوجود بعض حصوں میں مسلمانوں کی مقامی سلطنتیں موجود تھیں تاہم ان علاقوں میں جہاں ہندوؤں کا غلبہ تھا۔ مسلمانوں کے لئے عرصۂ حیات تنگ تھا۔

برِ صغیر کے مسلمانوں کا تیسرا دور زوالِ دولتِ تیموریہ کے بعد شروع ہوتا ہے اور ان خطوں میں جہاں ہندو بالخصوص مرہٹے اور سکھ غالب آ جاتے ہیں۔ مسلمانوں کا ننگ و ناموس اور مال و جان معرضِ خطر میں تھا۔ اسی دور میں مسلمانوں کو سکھوں کے دستِ تظلم سے بچانے کیلئے حضرت سید احمد شہیدؒ نے جہاد کیا۔

مسلمانوں کے مصائب کا چوتھا دور ۱۹۴۷ء سے شروع ہوتا ہے جب انگریز نے

---

[۱] کنز التواریخ از مولوی رضی الدین بسمل ص۱۱

اس برِصغیر کو اپنی غلامی سے آزاد کیا اور یہاں پاکستان اور ہندوستان کی دو آزاد مملکتیں قائم کیں۔ دورانِ انتقالِ اختیارات اور اس کے بعد ہندو اکثریت کے علاقوں میں مسلمانوں کو بے انتہا مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا جو اب تک جاری ہے اور آئے دن مسلمانوں کے خون سے ہندوستان کی سرزمین لالہ زار بنی رہتی ہے۔ ماضی کا تجربہ شاہد ہے کہ ہر دورِ مصائب میں مسلمانوں نے پامردی سے حالات کا مقابلہ کیا اور ہمیشہ تاریک دور کے بعد برِصغیر بھر میں اُن کی سربلندی اور ترقی کا زمانہ شروع ہوا۔ اسی طرح ہندوستان کے مسلمانوں کا چوتھا دورِ مصائب بھی دورِ کامرانی میں بدل جائے گا ۔

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش !
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی ؟
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

اس مضمون میں ہمارا مقصد مسلمانوں کے دوسرے دورِ مصائب کی نامور شخصیت شیخ تاج الدین سرورؒ عرف تاج سرورؒ کے حالاتِ زندگی بیان کرنا ہے جنہیں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی پاداش میں جامِ شہادت پینا پڑا۔

حضرت فریدالدین شکر گنجؒ پنجاب کے ایک مقتدر درویش تھے، جنکی مساعیٔ جمیلہ سے جنوبی پنجاب کے متعدد قبائل حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ پانچ محرم ۶۶۴ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۲۶۵ء کو اُن کا انتقال ہوا۔ اُن کی رحلت کے بعد متوسلین نے فیصلہ کیا کہ بدرالدین سلیمانؒ اُن کے تیسرے صاحبزادے سجادہ نشین مقرر کئے جائیں۔ شیخ بدرالدین سلیمانؒ کے ایک فرزند شیخ تاج الدین سرورؒ تھے جو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے سلسلے میں موجودہ بہاولپور ڈویژن کے علاقے میں مقیم رہے۔ اُن کا طریقِ کار یہ تھا کہ خاص ساتھیوں کی معیت میں جیلمیر، بیکانیر اور راجپوتانہ کے دوسرے خطوں میں نکل جاتے تھے۔ اُن کے فیضانِ صحبت سے بہت سے راجپوت حلقہ بگوشِ اسلام ہوگئے۔ جب متمرد اور متعصب ہندو سرداروں نے یہ دیکھا کہ ایک مسلمان درویش اُن کے خویش و اقارب کو اُن کے آبائی مذہب اور تمدن سے بیگانہ کر رہا ہے تو انھوں نے اس خدا پرست جماعت کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا پروگرام بنایا اور اچھی خاصی جمعیت تیار کرکے اُن پر حملہ کر دیا۔

Marfat.com

چشتی بزرگ زہد و عبادت اور فقر و ریاضت کی روایات کے باوصف شمشیر زنی سے بیگانہ نہ تھے۔ حضرت بابا فریدؒ کے ایک صاحبزادے شیخ نظام الدین پاک پتن کے نواح میں منگولوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ حضرت شیخ تاج الدینؒ اُن کے بھتیجے تھے جنہیں اعلائے کلمۃ الحق و ترویج توحید کی پاداش میں مشرکین راجپوتانہ نے محاصرے میں لے لیا تھا۔ درویش بلند مرتبت اُن کے اعوان و انصار اور نو مسلم راجپوت بڑی بے جگری سے نبرد آزما ہوئے لیکن دشمنوں کا تعداد بہت زیادہ تھی۔ ہزاروں مخالفین کو لقمۂ اجل بنا کر اللہ والوں کی یہ پاکیزہ جماعت منصب شہادت سے سرفراز ہوئی۔

شہدا کو جہاں دفن کیا گیا اس کے متصل ایک بستی آباد ہو گئی جو اس محترم درویش کے نام پر تاج سرور کہلائی۔ آج اس بستی کو چشتیاں شریف کہتے ہیں۔ یہ قصبہ ضلع بہاولنگر میں ہے اور سٹہ بہاول نگر ریلوے لائن پر اول الذکر سے ۸۶ میل اور مؤخر الذکر سے ۱۸ میل دور ہے۔ شہید درویشوں کی قبریں زیارت گاہ خواص و عوام ہیں اور لوگ دور دور سے کسب فیض کے لئے حاضر ہوتے ہیں ؎

بر سرِ تربتِ من چوں گذری ہمت خواہ

کہ زیارت گہِ رندانِ جہاں خواہد بود

ترجمہ:۔ جب تو میری قبر کے قریب سے گزرے تو دعا مانگ

کیوں کہ وہ رندانِ جہان کی زیارت گاہ ہو گی۔

عرسِ مبارک

حق و باطل کا یہ معرکۂ کارزار ماہ ذوالحج کی چار تاریخ کو عمل میں آیا۔ اس لئے چشتیاں شریف میں اسی تاریخ کو تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کا عرس مبارک بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔ قرآن خوانی، صلوٰۃ و سلام اور نعت و منقبت کی محافل منعقد ہوتی ہیں صبح ۹ بجے تا ۱۲ بجے دوپہر اور بعد نماز عصر تا مغرب مجالسِ سماع میں ملک کے نامور قوال صوفیانہ کلام پیش کرتے ہیں۔ ختم شریف کے بعد شکر تقسیم ہوتی ہے۔ عوام و خواص کا ہجوم غفیر ہوتا ہے زائرین کی کثرت آمد رہتی ہے اور ان ایام ہر وقت لنگر جاری رہتا ہے۔

Marfat.com

روضۂ عالیہ

حضرت بابا تاج الدین سرور شہید چشتی رحمۃ اللہ علیہ

چشتیاں شریف

Marfat.com

Marfat.com

روضۂ عالیہ

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کا روضۂ عالیہ ساتویں صدی ہجری کا تعمیر شدہ ہے اور تعمیر و تزئین کے لحاظ سے آپ کے برادر حقیقی قطب عالم حضرت شیخ علاؤ الدین موج دریا سجادہ نشین دوم پاک پتن شریف کے روضۂ متبرکہ سے گہری مشابہت رکھتا ہے دروازہ کے اوپر محرابی شکل میں منقوش آیاتِ قرآنی، چہار پہلو و ہشت پہلو فنِ تعمیر، گنبد کی ساخت میں شیشم کی لکڑی کا استعمال، اندرونی محرابیاں اور بیرونی نقش و نگار سب ایک جیسے ہیں۔ مگر زمانۂ حال میں ترمیم و تنسیخ سے اندرونِ روضۂ و شرقی دروازہ پر کچھ ردّ و بدل ہو گیا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

قندِ مکرّر

باشندگانِ علاقہ و خانوادۂ فریدیہ میں صدہا سال سے یہ روایت نسل در نسل مشہور چلی آرہی ہے کہ روضۂ عالیہ حضرت بابا تاج سرورؒ اور چند دوسری متعلقہ عمارات شکر اور نمک والی کرامت دیکھ کر مسلمان ہونے والے سوداگر مانک رانے تعمیر کرائی تھیں۔ بزرگ ترین و عمر رسیدہ اشخاص بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے سُنا ہے کہ جس جگہ پر روضہ عالیہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ تعمیر شدہ ہے اس مقام پر ۶۲۷ھ میں شیخ الشیوخ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ پیلو کے درختوں کے جھنڈ میں گوشہ نشین تھے ملتان سے ناگور جانے والا ایک غیر مسلم سوداگر مانک رانامی اونٹوں پر شکر لادے ہوئے آپ کے قریب سے گزرا۔ قافلے والوں کی آوازیں سُن کر حضرت بابا صاحبؒ اپنی خلوت گاہ سے باہر تشریف لائے اور ایک شتربان سے دریافت فرمایا کہ اونٹوں پر کیا لے جارہے ہو؟ شتربان سمجھا کہ بڑے میاں شاید کوئی گداگر ہیں اور شکر طلب کریں گے۔ اس غلط فہمی سے اُس نے تلخ لہجہ میں جواب دیا کہ "اونٹوں پر نمک ہے" یہ جواب پا کر حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا: "اچھا نمک ہی ہوگا"

قافلے والے دن بھر سفر کرتے رہے رات کو ایک جگہ پڑاؤ کیا اور اپنی ضرورت سے شکر کا بورا کھولا تو اُس سے نمک برآمد ہوا۔ جلدی سے دوسرا بورا کھولا تو اُس میں بھی نمک پایا تمام شکر نمک ہو چکی تھی۔ سوداگر بھی حیران ہوا کہ میں نے دن بھر قافلے کے ساتھ سفر کیا اور ایک لمحہ ان سے جدا نہیں ہوا، شکر نمک میں کیسے تبدیل ہوگئی؟ اُس نے تمام شتربانوں کو ایک جگہ بٹھا کر کہا کہ اگر کسی ساتھی کو دورانِ سفر کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہو تو وہ بلا خوف و خطر بیان کرے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ کسی سے کوئی باز پُرس نہ کروں گا۔

اس یقین دہانی پر ایک شتربان نے اپنے جھوٹ بولنے کا واقعہ بیان کیا۔ سوداگر سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ کسی کامل ہستی کو گستاخانہ جواب دینے اور جھوٹ بولنے کا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

رات بسر کر کے صبح سویرے مانک را سوداگر اپنے قافلے والوں کے ہمراہ واپس آپ کی خلوت گاہ پر آیا اور حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں معافی کا خواستگار ہوا۔ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ بڑے کریم الطبع اور رحمدل تھے۔ انہوں نے فرمایا "اچھا جھوٹ کبھی نہ بولنا نمک شکر ہو جائے گا۔" آپ کی دعا بارگاہِ رب العزت میں منظور و مقبول ہوئی اور نمک شکر ہو گیا۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ آپ کو واقعی یہ مقام حاصل تھا کہ اللہ تعالیٰ سے جو طلب کرتے وہ فوراً مل جاتا اور جو دعا کرتے وہ قبول ہو جاتی جیسا کہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے فرمایا کہ "چالیس برس تک مسعود نے وہی کیا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اب جو مسعود چاہتا ہے کر دیا جاتا ہے۔"

فرید کہے سو ہوئے

مانک را سوداگر اسی وقت آپ کے دستِ مبارک پر اپنے ساتھیوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ حسبِ اجازت ناگور پہنچ کر اس نے اپنا سامان تجارت شکر وغیرہ فروخت کیا اور بہت جلد واپس آکر شیخ الشیوخ حضرت بابا صاحبؒ کا حلقہ بگوش ہو گیا۔ تاریخ کے اس مشہور واقعہ کو مغلِ اعظم جلال الدین اکبر کے اتالیق و سپہ سالار بیرم خاں خانخاناں نے اس طرح منظوم کر کے ہدیۂ تبریک پیش کیا ہے۔

کانِ نمک، جہانِ شکر، شیخِ بحر و بر
آں کز شکر نمک کند و از نمک شکر

ترجمہ: حضرت بابا فریدؒ کانِ نمک، جہانِ شکر اور خشکی و تری کے شیخ ہیں۔ آپؒ اس ہستی کے مالک ہیں جو شکر کو نمک کر دے اور نمک کو شکر میں تبدیل کر دے۔

کانِ نمک و گنجِ شکر شیخ فرید؛ کز گنج شکر کانِ نمک کرد پدید
در کانِ نمک کرد نظر گشت شکر شیریں تر ازیں کرامتے کس نشنید

ترجمہ: شیخ فرید وہ گنج شکر اور کانِ نمک ہیں جنہوں نے گنج شکر کو کانِ نمک میں نمودار کیا۔ آپ نے کانِ نمک میں نظر کی وہ شکر بن گئی، اس سے شیریں تر کرامت کسی شخص نے نہیں سنی۔

Marfat.com

صاحبِ تصانیف بزرگ حضرت غلام معین الدین عبداللہ خویشگی قصوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیفِ لطیف اخبار الاولیاء (غیر مطبوعہ) میں یُوں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں،

ذکرِ طوطیٔ ہند شام و سحر — قطب عالم، فریدؒ، گنج شکر
نام آں قطب وردِ جانوراں — حرز جان و امانِ آدمیان
خاک از و خلعتِ شکر دارد — زاں نمک لذتِ شکر آرد

ترجمہ: شام و سحر طوطیٔ ہند کا یہ ذکر ہے کہ بابا فریدؒ گنج شکر و قطب عالم ہے۔ اُس قطب کا نام جانوروں کا وِرد ہے اور انسانوں کے لئے باعثِ امان و حرزِ جان ہے خاک اُس کی بدولت شکر کا لباس پہن لیتی ہے اور نمک میں شکر کی لذت آجاتی ہے۔

Marfat.com

قدیم عمارات

مانک را سوداگر نے چشتیاں شریف کے مقام پر سکونت اختیار کر لی۔ اُس کی دلی آرزو تھی کہ حضرت بابا صاحبؒ بھی اِسی جگہ مستقل اقامت اختیار فرمائیں۔ اس اُمید پر اُس نے زرِ کثیر سے ایک مسجد تعمیر کرائی، ایک کنواں احداث کرایا، ایک مجلس خانہ بنوایا جس کو بارہ دری کہتے تھے۔ نیز ایک روضہ کی تعمیر کا آغاز کیا۔ یہ ابھی زیرِ تعمیر تھا کہ قضائے الٰہی سے سوداگر کا انتقال ہو گیا اور زیرِ تعمیر روضہ کی عمارت چوراس تک بلا گنبد نا مکمل رہ گئی۔ ایک عرصہ بعد اِس عمارت میں حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی تدفین ہوئی اور اُن کی تدفینِ مبارک کے کئی سال بعد اِس علاقہ کے مکھو یرا جوئیا امراء نے روضہ عالیہ کا گنبد بنوایا۔ روضہ کے اندر غربی محراب میں "فقر فرید" کے الفاظ کندہ تھے جو شاید مادۂ تاریخ تھے۔

مانک را کا مزار چشتیاں شریف کی جنوبی سمت میں پیلو کے ایک درخت کے نیچے ہے۔ پیلو کے درخت اور مزار والی جگہ پر ایک درویش سید عنایت علی شاہ نے رہائش اختیار کر لی تھی جو صاحبِ مزار کا احترام ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے تھے مگر اب اُن کے ورثاء نے مزار کو بے نشان کر دیا ہے اور پیلو کا درخت بدستور "مانک راوی جال" کے نام سے مشہور ہے۔

پختہ کنواں کے اُوپر امتدادِ زمانہ سے ریت کے ٹیلے جمع ہو گئے تھے مگر اب یہ گمشدہ کنواں دس بارہ سال سے اتفاقاً برآمد ہو گیا ہے اور اُس کا پانی تبرکاً استعمال کیا جاتا ہے۔ نیز قدیم مسجد کے آثار پر ایک جدید و کشادہ مسجد بھی تعمیر ہو چکی ہے۔

بارہ دری کا صدر دروازہ غربی جانب روضہ عالیہ کے بالکل سامنے تھا اور اس عمارت کے درمیان میں لکڑی کا ستون تھا۔ متاخرین بزرگوں میں قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ بوقتِ زیارت اِس چوبی ستون سے پیٹھ لگا کے روضہ عالیہ تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ

Marfat.com

کی جانب بڑے اشتیاق و انہماک سے دیکھتے رہتے تھے۔

دیدہ از دیدنش نگشتی سیر
ہمچناں کز فرات مستسقی !!

ترجمہ: "آنکھیں اس کو دیکھنے سے سیر نہ ہوتیں جس طرح پیاسا فرات سے سیر نہیں ہوتا"

اس قدیم عمارت کے منہدم ہونے سے پہلے زائرین چوبی ستون اور نشست گاہ کی زیارت کیا کرتے تھے مگر اب بارہ دری کی بنیادوں پر ایک نئی عمارت تعمیر ہو چکی ہے جس کے بارہ کی بجائے صرف دو دروازے ہیں اور لکڑی کا متبرک ستون راقم کی تحویل میں ہے۔

مسجدِ اولیاء

بارہ دری کے شمال میں جہاں اب مستورات نوافل ادا کرتی ہیں اور ایک چھوٹی سی مسجد زیر تعمیر ہے وہاں اس سے پہلے ایک کچے گنبد والی مسجد ہوا کرتی تھی جو بارویں صدی ہجری میں حضرت قبلہ عالم مہارویؒ نے اپنے مصرف سے تعمیر کرائی تھی۔ حضرت موصوف کچھ عرصہ اس میں مشغول عبادت رہے اور ایک چلہ بھی کیا۔ ان کی اقتدا میں بہت سی نیک ہستیوں نے نمازیں ادا کی ہیں اس نسبت سے یہ مسجد شریف بجا طور پر مسجدِ اولیاء ہے۔

جدید کنواں

آستانہ عالیہ کے صدر دروازہ میں داخل ہوتے ہی ملحق بہ دیوار ایک کنواں ہے جو میاں غلام محمد دولتانہ المعروف گھوگے خاں رئیس قصبہ لڈن (ضلع وہاڑی) نے تیرھویں صدی ہجری میں زائرین کو وضو و طہارت کی سہولت فراہم کرنے کے لئے تعمیر کرایا تھا۔

شکر کی تجارت

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ساتویں صدی ہجری میں ملتان سے بافراط تجارتی قافلے

Marfat.com

راجپوتانہ موجودہ بھارتی صوبہ راجستھان کے شہروں میں جاتے تھے جن کی آمد و رفت ملتان سے دہلی جانے والے قافلوں سے کسی طرح کم نہ تھی اُس دور میں موجودہ بہاولپور ڈویژن کا چولستانی دریا گھاگھرا اپنی پوری روانی و جولانی کے ساتھ بہتا تھا اور اس کی وسیع و عریض گزرگاہ ایک سرسبز و شاداب وادی کی مانند تھی۔ پنجاب کے سرکش و تیز رفتار دریاؤں کی طرح نہ وہ اپنی گزرگاہ بدلتا تھا اور نہ ہی زرخیز زمینوں کو تہہ و بالا کر کے بنجر بناتا تھا۔ گھاگرا کی آہستہ خرامی سست روی زیرِ کاشتہ اراضیات پر ہر سال مفید و کارآمد مٹی کی ایک ہلکی سی تہہ بنا دیا کرتی تھی۔ اس کے دونوں کناروں پر بے شمار قلعہ جات تھے جو گھاگرا کی طغیانی میں پانی کی سست رفتاری کے سبب دریا بُردی سے ہمیشہ محفوظ و مامون رہتے تھے۔ اس علاقہ میں رہنے والے لوگ سدا خوشحال و مالدار تھے۔ زراعت اور صنعت کے علاوہ اُنہیں تجارت سے بھی دلچسپی تھی۔

ملتانی تاجروں کے لئے ولہر، پھولڑہ، مروٹ، بھٹیر، ناگور، جے پور، جودھپور اور اجمیر شریف کاروباری مراکز تھے۔ مُلتان سے راجستھان اور راجستھان سے ملتان جانے والے قافلوں کے لئے براہِ چشتیاں شریف، ولہر، پھولڑہ کے راستے سے سفر کرنا نہایت آسان و مختصر تھا۔ ایسے مقامات پر بے آب و گیاہ صحرائے بیکانیر میں داخل ہونے سے پہلے پینے کا پانی جمع کرنے کے مواقع فراہم تھے اور پورے راستہ میں نسبتاً کم دشوار گزار ریت کے ٹیلے آتے تھے۔

شکر خوری

نہری نظام رائج ہونے سے پہلے اور نئی تہذیب سے آشنا ہونے سے قبل ماضی قریب میں باشندگانِ راجپوتانہ و چولستان کی مرغوب غذا شکر تھی۔ بیکانیر اور جلیمبر میں میزبان کی طرف سے گندم کی روٹی اور گھی میں شکر ملا کر پیش کرنا پُر تکلف دعوت کے زمرہ میں شمار ہوتا تھا اِس لئے دیگر اجناسِ خوردنی کے علاوہ ملتان سے شکر خرید کر راجستھان میں فروخت کرنا منافع بخش کاروبار تھا۔

Marfat.com

شکر سے مٹی اور راکھ

شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی کرامت شکر و نمک کے تقریباً پچاس سال بعد شکر کے ایک تاجر منکرِ درویشاں کو (جو اس سے پہلے حضرت بابا صاحبؒ کی شکر و نمک والی کرامت پر یقین نہ رکھتا تھا بلکہ اس واقعۂ کرامت پر استہزا کیا کرتا تھا)۔ ایسے ہی واقعات سے گزرنا پڑا۔

شہر فرید کے رئیس نواب یار محمد خاں لکھویرا اور دوسرے بہت سے معززین علاقہ نے الراقم کو بتایا کہ ایک مرتبہ حضرت بابا تاج الدین سرورؒ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کی چلہ گاہ موقوعہ چشتیاں شریف میں فروکش تھے آپ کو دورانِ چلہ کشی وضو تازہ کرنے کیلئے چلہ گاہ سے باہر قریبی کنواں پر جانا پڑا۔ اتنے میں ایک سوداگر اونٹوں پر شکر لادے ہوئے اسی قدیم راہ پر آپ کے قریب سے گزرا۔ آپ نے دریافت فرمالیا کہ اونٹوں پر کیا جنس ہے؟ متکبر سوداگر نے جواب دیا کہ "مٹی تے سواہ" یعنی مٹی اور راکھ ہے۔

یہ جواب سن کر حضرت شیخ نے بھی فرمایا کہ "ٹھیک ہے مٹی تے سواہ ہی ہوسیں" تھوڑی دور جاکر شکر نکالنے کیلئے سوداگر نے بورے کھولے اور حیران رہ گیا کہ ایک بورے میں مٹی اور دوسرے میں راکھ ہے۔ یہ دیکھ کر سوداگر سخت پشیمان ہوا اور واپس آکر حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ سے منت و زاری کرنے لگا۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا اب مٹی اور راکھ بدل نہیں سکتی البتہ شکر کی مالیت سے زیادہ قیمت وصول ہو جائے گی۔ فلاں شہر میں چلے جاؤ وہاں لوگوں کو خارش کی وباء نے گھیر رکھا ہے۔ جو مریض اس مٹی اور راکھ کو اپنے جسم پر لگائے گا اسے بفضلِ حق تعالیٰ شفا نصیب ہوگی۔ چنانچہ سوداگر نے تعمیل ارشاد کی اور شکر سے کئی گنا زیادہ منافع کمایا۔

اس روز سے پھوڑے پھنسیوں کے مریض حضرت بابا صاحبؒ کے کنوئیں کے پانی سے نہانے اور حضرت بابا تاج سرورؒ کے لنگر کی راکھ کو زخموں پر لگانے سے شفا حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔

Marfat.com

دارالشفاء

عہدِ ماضی میں روہی[1] اور نیلی کے باشندے پرورش حیوانات پر بڑی توجہ دیتے تھے۔ گلہ بانی اُن کا مقبول ترین پیشہ اور مال مویشی اُن کے لئے سونا چاندی سے زیادہ کارآمد و مفید دولت تھے۔ صحرائی دور میں غلہ ختم ہو جانے کے بعد مویشیوں کا گوشت اور دودھ اُن کا رشتۂ حیات برقرار رکھتا تھا۔ خدانخواستہ اگر مویشیوں میں مہلک و متعدی امراض پھیل جائیں تو پھر فاقہ کشی سے انسانوں کے ہلاک ہو جانے کی نوبت آ جاتی تھی۔ ایسے حالات میں لوگ شفا امراض کے لئے اپنے جانوروں کو حضرت بابا تاج سرورؒ کی خانقاہ کے قرب و جوار میں لاکر بٹھا دیتے تھے اور آج تک یہ عمل جاری و ساری ہے۔ بالعموم تین یوم کے اندر گلہ بانوں و مویشی داروں کو خواب میں واپس چلے جانے کا اشارہ ملتا ہے اور وہ شاداں و فرحاں رخصت ہو جاتے ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے راقم محمد اجمل ولد پیر غلام فرید صاحب چشتی حسبِ معمول فجر کی نماز کے وقت دربارِ عالیہ حضرت بابا تاج سرورؒ پر حاضر ہوا۔ صدر دروازہ کے سامنے ایک گڈریا بھیڑوں کا ریوڑ لئے بیٹھا تھا میں نے پوچھا یہاں کیسے آئے ہو اس نے کہا بھیڑوں میں بیماری آگئی ہے دو تین بھیڑیں روزانہ مر جاتی ہیں یہاں باباجی کی پناہ میں لے آیا ہوں اور دعا کے لئے عرض کیا ہے۔ میں نے اُسے کہا بعض اوقات پیٹ میں کیڑے پڑ جانے سے بھیڑیں مرنے لگتی ہیں۔ آج میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں شفا خانہ حیوانات سے دوائی لیکر دوں گا، انہیں پلا دینا۔ اُس نے میری بات نہ مانی اور دوائی لینے پر آمادہ نہ ہوا۔ میں نے دوسرے روز اُس سے پوچھا۔ کل کیسا گزرا کہنے لگا "ایک بھی نہیں مری" میں نے تیسرے دن صبح کے وقت پوچھا کیا حال ہے؟ کہنے لگا بالکل خیریت ہے اور شبِ گزشتہ کو اجازت مل گئی ہے آج گھر واپس جا رہا ہوں۔

میں اُس کے پختہ ایمان و عقیدہ پر حیران اور اپنی حیلہ جوئی پر شرمسار ہو رہا تھا۔

میرے ایک ہمسایہ کی دو بچیاں امراض جلد میں مبتلا تھیں۔ چند یوم کے غسل سے شفایاب ہو گئیں۔ جنڈ والا کی نواحی آبادی میں رہنے والا احمد دین نامی ایک شخص جلدی امراض کا شکار تھا،

---

[1] چولستان اور دریائے ستلج

علاج ومعالجہ سے مایوس نظر آتا تھا دو ہفتے بعد مکمل طور پر صحت یاب ہوگیا اور اُس کے بدن پر زخموں کے نشانات بھی صاف ہوگئے اس کے بعد وہ اکثر جمعہ کے روز زیارت کے لئے آتا تھا میں نے اُس سے احوال پرسی کے لئے ملاقات کی تھی۔ پیر نیاز احمد صاحب چشتی سکنہ چک بھٹیاں کے ایک لڑکے کی ہتھیلی کی پشت پر چھوٹی سی رسولی اُبھر آئی تھی روضہ عالیہ کی خاک لگانے سے معدوم ہوگئی۔ ایسے ہزاروں واقعات دیکھنے اور سُننے میں آتے ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ جنہیں چاہتے ہیں شفائے کلی مرحمت فرماتے ہیں ؎

رحمتِ حق بہانہ می جوید
رحمتِ حق بہا نمی جوید

ترجمہ۔ خُدا کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے۔ خُدا کی رحمت قیمت نہیں چاہتی۔

Marfat.com

Marfat.com

مزاراتِ معتبرہ

شہدائے کرامؒ کے مزارات کی ترتیب حسبِ مراتب ہے روضۂ عالیہ میں داخل ہوتے وقت دائیں جانب بالائی مزارات میں غربی جانب سے پہلا اور بڑا مزار تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورِ شہیدؒ کا ہے اور آپ کے بائیں پہلو میں آپ کے برادرِ عزیز حضرت شیخ محمد شہیدؒ کا مزار ہے۔ اُن کے متصل آپ کے فرزندِ گرامی حضرت شیخ حافظ محمد حسین سجادہ نشین مدفون ہیں۔ اُن کے ساتھ آپ کے ایک خلیفہ[1] اسم نامعلوم کا مزار ہے۔ اِن چار مزارات کی پائنتیوں میں آپ کے تین صاحبزادگان کے مزارات ہیں۔ گویا حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے روضۂ عالیہ میں اُن کے ایک بھائی، چار صاحبزادے اور ایک خلیفہ سمیت کل سات مزارات معتبرہ ہیں۔ آپ کے دو[2] فرزندانِ گرامی کے مزارات چشتیاں شریف میں نہیں ہیں۔ اُن میں سے ایک فرزندِ ارجمند کے بارے میں لکھا جاتا ہے کہ وہ دکن تشریف لے گئے تھے۔ روضۂ عالیہ کے باہر سجادہ نشینانِ عالی مرتبتؒ اور شہدائے کرامؒ معرکۂ جہادِ راجپوتانہ کے مزارات تھے جو مجلس خانۂ جدید کی زیرِ عمارت بے نام و نشاں ہو گئے

صورتیں کیا خاک میں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

حیاتِ جاوداں

شہدائے کرامؒ کی حیاتِ جاوید شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اُن کے بارے میں ربّ العالمین کا ارشاد ہے

"وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ؏"

ترجمہ۔ اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ

---

[1] خلیفہ صاحبؒ ماچھی قوم سے تھے۔ [2] گزیٹیئر بہاولپور

Marfat.com

کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔

(پارہ-۲ رکوع-۳ سورۃ البقرۃ)

اسی بنا پر بلند مرتبت ہستیوں کی زندگی دوام کے مظاہر و اثبات ہر دور میں قدرت الٰہی سے منصۂ شہود پر آتے رہتے ہیں۔ اس نوعیت کا ایک ایمان افروز واقعہ ولی کامل حضرت شیخ سلطان حامد قادریؒ نے اپنی تصنیف مناقب سلطانی[1] میں رقم کیا ہے۔ جس میں شیخ الاسلام و المسلمین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی تاثیرِ دعا سے سرزمینِ چشتیاں شریف کے مسلمان حکمران کا تحفظ اور ابقائے مملکتِ اہلِ اسلام اور اس علاقہ میں "حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتی شہیدؒ کے تصرفِ روحانی کے حقائق و معارف عیاں ہوتے ہیں ؎

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی، صبحِ دوامِ زندگی اقبالؒ

ملتان و مظفر گڑھ کے مواضعات پر قبضہ کرنے کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنی فوج کو دریائے ستلج عبور کر کے ریاست بہاولپور کے دارالحکومت پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ دریائے ستلج میں زبردست طغیانی تھی اس لئے خیرپور شمالی کے نزدیک بستی کوکارہ ننگانہ کے سامنے دریا کے دائیں کنارے سکھ فوج نے کیمپ لگا دیا۔ نواب بہاولپور کی فوج نے متوقع حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اسی موقعہ پر دریا کے بائیں کنارے پر مورچے سنبھال لئے۔

حضرت شیخ سلطان حامدؒ تحریر فرماتے ہیں کہ شاہی خاندان کے بہت سے اُمراء اُن کے والد بزرگوار حضرت شیخ سلطان غلام باہوؒ کے مرید تھے؟ اس لئے ہم دونوں باپ بیٹا عساکرِ اسلام کے ساتھ محاذِ جنگ پر خیمہ زن ہوئے۔ ان بزرگوں کی روداد سفر سے مترشح ہوتا ہے کہ سہ پہر رات حضرت شیخ سلطان غلام باہوؒ کو کشف ہوا کہ اس علاقہ کے امن و تحفظ کی دعا کے لئے چشتیاں شریف جائیں اور وہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے مزارِ پُرانوار پر حاضر ہوئے۔ ابھی بیٹھنے بھی نہ پاتے تھے کہ انہوں نے فرمایا "آپ تاجدارِ چشتیاں شریف کی بارگاہ میں

---

[1] قلمی نسخہ مناقب سلطانی صہ ۴۲۲ تا صہ ۴۲۶

جائیں لہٰذا "بحالت ایستادگی سریعاً" وہاں سے تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتیؒ کے روضہ منورہ میں آئے۔ اس موقعہ پر مؤلف "مناقب سلطانی" حضرت شیخ سلطان حامد صاحبؒ جو اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ سلطان غلام باہوؒ (وفات ۱۲۶۳ھ) کے ہمراہ تھے انہوں نے اس حاضری و ملاقات کا جو بعالم بیداری ہوئی، بچشم دید واقعہ اسطرح بیان کیا ہے۔

"ہمدردی سفر بایام خورد سالی بخدمت بودم بمقام کوکارہ ننگانہ شمالا خیر پور برلب دریائے لشکر اسلام امیران داؤد پوترہ مریدان حضرت بمقابلہ رنجیت سنگھ لشکر کشی نمودہ بہر دو سواحل دریائے نیلی ستلج موسم گرما قطع فصل ربیع بایام صیام رمضان المبارک ماہم در آں لشکر رفیق عساکر اسلام بودیم، کہ در آخر شب بعد از ادائی تہجد حضرت قدس سرہ' در ویرۂ خود بدستور در لشکر مذکور گذاشتہ بدو سواری درویشاں راہمراہ گرفتہ و مراہم ردیف خود روبہ بقطع مسافت کثیر شب در کلرواہ نزد مولوی عبدالرحمٰن بھٹریرہ نزول فرمودند۔ و منزل کلام اللہ و تراویح دوپا استادہ سماع نمودند، در آخر شب باز سوار شدند۔ واحدی را از امیراں و فقیراں مجالی نبود کہ از ارادہ بہ تفتیش در زند و آخر از تگاپوئی مساخت دراز و کوفت و گرمی وقت کہ در ماندگی رسید من از حضرت پرسیدم کہ "اے بابا کجا می روید" ؟ فرمودند کہ "اے فرزند ایک فقیر مرا کشش نمودہ" پس ساکت شدند، چوں روز باستوار در آمد بر مزار مبارک حضرت خواجہ حافظ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ رسیدیم، نزول فرمودہ دارسیاں و درویشاں را زیر سایہ درختانی کہ موجود ند حکم دیرہ دادہ و دستم گرفتہ بر روضۂ مبارک حضرت خواجہ ممدوح بزیارت رفتند کہ بحالت ایستادگی سریعاً از زیارت و فاتحہ فراغتی نمودہ فوراً بہ تیز قدمی متوجہ روضۂ حضرت شیخ تاج الدینؒ بن حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ بن حضرت قطب الاقطاب خواجہ شیخ حاجی فریدالدین چشتی قدس سرہ' گر دیدند کہ روضۂ منورہ حضرت شیخ تاج الدین قدس سرہ' بقدر یک میل بگوشہ شرق جنوب از مقام حضرت مہاروی علیہ الرحمۃ بود، چوں روضۂ حضرت نمایاں گشت، جماعتے مرد و زناں کہ از زیارت باز می آمدند، ملاقی شدند، چوں بر روضۂ شریف رسیدیم، دیدیم کہ دروازہ از جانب مشرق بود و یک تخت پوش کلاں بر دروازہ بجانب شمالی افتادہ و دروازہ مبارک کشادہ یافتیم، حضرتؒ باندروں رفتند و بجانب سر مبارک مزار شریف نشستند کہ

Marfat.com

دو مزار برابر یک چبوترہ تخت بغلاف ہائے سبز مثبت و منور بودند، پرسیدم کہ "اے بابا! این فقیر چیست؟" فرمودند کہ حضرت تاج الدین صاحبؒ بنیرۂ قطبِ عالم حضرت خواجہ شیخ فرید شکر گنج قدس سرہٗ پرسیدم کہ ازیں دو مزار تربتِ تاج الدین صاحبؒ کدام است؟ حضرتؒ بیک اشارہ فرمودند، بانہ پرسیدم کہ "بابا شما از کسے پرسیدی و بیشتر از شما پرسیدم کہ سابق ہم گاہے نیامدید، شما چگونہ یافتی کہ مزار حضرت تاج الدین این است"؟ چوں بس صغیر بودم، از تخیلاتم تبسمے فرمودند کہ "اے فرزند! اگر خدائے نصیب شما کرد، بزرگتر شدی خواہی دانست کہ چساں معلوم کردم"۔ معمول حضرتؒ ما بود کہ چون بہ مزاراتِ شریف می آمدند بجانبِ سر مبارک متوجہ مزار می نشستند و بظاہر مسجہ صد دانہ بدست می گرفتند و رفتہ رفتہ باستغراق می رفتند، واز حالتِ بیخودیٔ آنہا چہ بیان رود کہ معاملۂ حال بہ مقال در نمی آید، آں وقت بعتادِ خود بجانبِ مزار شریف نشستند و من بعد باستغراق پیوستند و من کہ صغیر بودم بسبب کوفتِ منزل و سفر و دیری ماندنِ حضرت باستغراق و بے شغلیٔ بازیچہ و قیل قال بملال آمدہ گاہ بہ پہلو، گاہ بآغوشِ حضرت گاہ برخاستہ ایستادہ می شدم تا کہ معاملہ بایں حد رسید، دیدم کہ شخصے بغتۃً شرقاً بر مزار مبارک متصلاً حضرتِ ما ایستادہ و گفت میاں صاحب جیو السلام علیکمؒ و حالانکہ حضرت باستغراق بودند۔ لمحہ آں شخص نورانی متوجہ بایستاد و حضرتِ ما قدس سرہٗ آہستہ آہستہ از استغراق و ترفع عالم بالا متنزل شدہ و بصحو و بیداری در آمدند و سر مبارک را اندکے اندک از سینۂ نور آئینہ برداشتہ چشمان مبارک بکشادند چنانچہ کسے از مخموری رفتہ باشد بدشواری بیدار شدہ بہوش در آید، ہمچناں بیدار شدند و لبوئے آں شخصِ نورانی نگر بستند و لمو نظر را برابر نظرش دو چار کردند و چوں عرفانش بنور سینہ حاصل نمودند، و تسم گرفتہ برپائے ادب تمام برخاستند و مراہم برخاستہ کردند، فرمودند: "وعلیکم السلام یا حضرت"۔ لمحۂ دیگر ہر دو بزرگواران قدس سرہما مقابل ایستادہ ماندند، بعدہٗ آں بزرگوار کہ بملاقات آمدہ بود فرمود کہ اے میاں صاحب! ہرگاہ کہ بیرون آیند بدین قفل مقفل سازند۔ پس در آنجا بران قدم در روضۂ شریف غائب و پنہاں شدند، بحالتے کہ از دروازۂ روضۂ منورہ دور تر متصل مزار شریف ایستادہ بودیم، فاصلہ درمیان ما یاں و آں بزرگوار قدس سرہٗ بقدر دو سہ قدم بود، نہ در روضۂ مبارک متنفسے نہ و بنزدِ خانقاہ شریف آبادانی و نہ زائرے کہ درمیانِ آبادی

Marfat.com

وخانقاه حضرت خواجہ مہاروی رحمۃ اللہ علیہ و روضۂ مبارکِ حضرت شیخ تاج الدین قدس سرہٗ فاصلہ
یک میل محض ویرانہ زمین سفید میدان مصفا ریگستانے کہ درست بود و بحالتِ مغایت لٰکی مردِ
نورانی و روحانی بحضرتِ ما قدس سرہٗ گریہ و وقتے داشتیاقے بے انداز دست داد کہ مانندِ ابرِ سیال
از چشمانِ مبارک اشکباری می کردند و مثلِ باران از دیدہ اشک ہائے ریختند و بیرامونِ مزار شریف
در روضہ مبارک از کثرتِ اشتیاق می گردیدند در سراغِ یارم از آیندگانِ ہر دیار یوسفے گوئی
کہ در ہر کاروان گم کردہ ام عمرے کہ بحضور پُر نور مرشدی ابی قدس سرہٗ مشرف ماندم ایں چنیں
اشک باری ظاہر آیندم و معتاد بود کہ احوالِ خود را بسامی پوشیدند و آں روزے بے اختیار
شدند المطلب کہ فوراً از روضہ شریف بر آمدند و گرداگرد می گشتند بر فرشِ زمین کہ ریگ بود،
دیدند شاید کہ اثرِ پائے مبارکش دریابند مگر بظاہر اثرے پائے عالم تقدیس کجا جستجوئے
حضرت محض از حالات و جذباتِ اشتیاق، تصرفِ جذب و روحانیت و تاثیرِ نظرِ مبارکش و
فیضانِ توجہ ایشاں بود۔ والا حضرتِ ما خود عارف بودند پس فرمودند کہ اے فرزند! از مزار شریف
حضرت تاج الدین قدس سرہٗ وجہِ معرفتِ آں کہ از پہلوئے مزار شریف بظہور آمدہ و در آنجا گم
گردیدہ حضرت تاج الدین قدس سرہٗ ہمیں بود و حضرتِ ما اندرونِ روضۂ مبارک بعد ازیں بر خاستن
نشستند ملاقاتِ طرفۃ العین ہم نشستند بلکہ اندرون ہم نماندند۔ بیرون آمدہ ساعتے بیقرار ماندند۔ بعد ازاں
مقام بازگشت وقتِ سرو شدن روز واپس سوار شدند حلیۂ حضرت صاحبِ مزار اعنی تاج الدین
صاحب قدس سرہٗ بعینہٖ یاد دارم کہ گویا حالا مقابلم ایستادہ اند۔ یعنی صورتِ ہیئتِ چہرۂ منوش و
جسمِ مبارک او بر صفحۂ دلم نقش نمودہ اند۔ لطیف البدن، صبیح الوجہ بلکہ سرخی بر سفیدئ چہرہ
غالب بود بلکہ لاغر بدن و سبک جسم چنانچہ درویشانِ مجاہدہ را می باشد و متوسط اللحیہ
یعنی موئے ریش مبارکش نہ کم تر نہ انبوہ، در رنگ موئہا ایش ریش مبارک بسازرم، بر عارضِ بارکش
پیچ و خم بازدہ بودند، اوسط القامت و در میانہ قد نازک و الطف، محلق الراس یعنی سر
تراشیدہ نو تازہ تر۔ عمر باندازہ بیست و پنج سالہ تخمیناً۔ کلاہِ قادری چہار گوشہ لاطیہ از کر
پاس سفید۔ بر سر یک چادر از ہر دو یعنی تہہ بند و ردا برنگِ سرخ بادامی چنانچہ
رسمِ درویشانِ است، دریں امر مغالطہ دارم کہ آیا بر دوش یا بر تہہ رنگ دار بود

Marfat.com

دوئمی سفید شکر رنگ۔ والسّلام ورحمہا اللہ وقدس سترہما چوں بیرون روضہ شریف آمیم بعد ماجرائیش پرسیدیم کہ اے بابا! حضرت تاج الدین سرور قدس سرّہ کہ ہمیں بود منش ہم بوجہ احسن دیدم۔ فرمود: بلے اے فرزند! گاہ گاہے ہمچنیں اتفاق می رفتہ کہ ہر کہ نبندم نجا انقاہ بزرگان نشستہ می باشد او را ہم علانیہ زیارت می باشد۔"

ترجمہ:۔ اِس سفر میں بچپن کے زمانے میں خیر پور کے شمالی جانب کو کارہ ننگانہ کے مقام پر میں اپنے والدِ بزرگوار کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے مریدان امیرانِ داؤد پوترہ کے اسلامی لشکر نے رنجیت سنگھ کی افواج کے مقابلہ کے لئے لشکر کشی کی دریائے نیلی ستلج کے دونوں کناروں پر فوجوں کا اجتماع ہُوا۔ گرمی کا موسم، فصل ربیع کے دِن اور رمضان المبارک کا مہینہ تھا ہم بھی اِس لشکر میں عساکرِ اسلام کے ہمراہ تھے کہ حضرت قدس سرّہٗ رات کے آخری حصّہ میں نمازِ تہجد ادا کرنے کے بعد اپنے ڈیرہ میں بدستور کچھ وقت کے لئے لشکرِ اسلام میں شامل رہے پھر مجھے اور دو سوار درویشوں کو ہمراہ لے کر شمال کی جانب بہت سی مسافت طے کر کے رات کے وقت کلرواہ کے مقام پر مولوی عبد الرحمٰن بھڈیرہ کے ہاں نزولِ اجلال فرمایا تراویح میں کھڑے ہو کر کلام اللہ کی منزل سماعت فرمائی، رات کے آخر میں پھر سوار ہو گئے۔ امیروں اور فقیروں میں سے کسی فردِ واحد کی یہ مجال نہ تھی کہ ارادہ و نیّت کے بارے میں دریافت کرے بالآخر مسافتِ دُور پر پہنچنے کی دوڑ دھوپ، سفر کی کوفت اور موسم کی گرمی سے نڈھال ہو کر بدحال میں نے حضرت سے پُوچھا: اے بابا! کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا: "اے فرزند! ایک فقیر ولی اللہ نے مجھے کشش کیا ہے" پھر خاموش ہو گئے۔ جب دِن نکلا ہم حضرت خواجہ حافظ نُور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچ چکے تھے۔ وہاں درویشوں اور گھوڑوں کا ڈیرہ درختوں کے زیرِ سایہ لگوایا اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت خواجہ نُور محمد مہارویؒ کے روضۂ مُبارک کی زیارت کے لئے چلے گئے، مگر کھڑے کھڑے جلدی زیارت اور فاتحہ سے فارغ ہو کر فی الفور تیز تیز قدموں سے روضہ حضرت شیخ تاج الدین بن حضرت شیخ بدر الدین سلیمانؒ بن حضرت قطب الاقطاب خواجہ شیخ حاجی فرید الدین چشتی

Marfat.com

قدس سرہٗ کی جانب متوجہ ہوئے حضرت شیخ تاج الدین قدس سرہٗ کا روضۂ منورہ حضرت مہاروی ؒ کے مقام سے جنوب مشرقی سمت میں ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔ جب حضرت شیخ کا روضہ نظر آیا تو زیارت سے واپس آنے والے مرد اور عورتیں آپ کی ملاقات سے بھی شرفیاب ہو گئے۔ جب ہم روضۂ شریف پر پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ مشرق کی جانب تھا اور شمالی دروازہ کی جانب ایک بڑا سا تخت پوش پڑا تھا اور دروازہ مبارک کھلا پایا حضرت (غلام باہو) روضہ شریف کے اندر سر مبارک کی طرف بیٹھ گئے۔ ایک چبوترہ پر سبز غلافوں میں ڈھکے ہوئے دو نورانی مرقد مبارک تھے میں نے پوچھا: "اے بابا! یہ فقیر کون ہے؟" فرمایا! حضرت قطب عالم خواجہ فرید گنج شکر قدس سرہٗ کے پوتے حضرت تاج الدین صاحبؒ" میں نے دریافت کیا۔ "ان دو مزاروں میں سے حضرت تاج الدین صاحبؒ کی تربت کونسی ہے؟ حضرت صاحبؒ نے مجھے ایک اشارہ سے مطلع فرمادیا۔ میں نے پھر پوچھا کہ بابا نہ تو آپ نے کسی سے پوچھا نہ اس سے پیشتر آپ کبھی یہاں آئے تو آپ نے کیسے معلوم کیا کہ حضرت تاج الدینؒ کا مزار یہ ہے چونکہ میں ابھی کمسن تھا آپ نے میرے خیالات کی وجہ سے ہنستے ہوئے فرمایا "اے فرزند اگر خدا تعالیٰ نے آپ کے نصیب کیا تو بڑے ہو کر جان لوگے کہ میں نے کیسے معلوم کیا؟ ہمارے حضرت صاحبؒ کا معمول تھا کہ جب وہ مزاراتِ شریفہ کی زیارت کے لئے جاتے، سر مبارک کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھتے اور بظاہر سو موتی والی تسبیح ہاتھ میں رکھتے رفتہ رفتہ استغراق میں چلے جاتے اور آپ کی بیخودی کی حالت کے متعلق کیا بیان کیا جائے کہ حال کا معاملہ قال میں نہیں آ سکتا۔ اس وقت بھی آپ حسبِ عادت مزار شریف کے سرہانے کی جانب بیٹھ گئے اور آپ استغراق کی حالت طاری ہو گئی میں چونکہ چھوٹا سا تھا منزل و سفر کی کوفت کے سبب؛ دیر تک حضرت صاحب کے استغراق میں رہنے، کھیل تماشہ اور قیل و قال سے بے شغلی کے سبب ملال میں آکر کبھی آپ کے پہلو میں اور کبھی آپ کی آغوش میں بیٹھ جاتا اور کبھی اُٹھ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ معاملہ اس حد تک پہنچ گیا میں نے دیکھا کہ ایک شخص مزار مبارک کی مشرقی جانب ہمارے حضرت صاحبؒ کے ساتھ کھڑا ہو کر کہہ رہا تھا۔ میاں صاحب جی السلام علیکم؛ حالانکہ آپ استغراق میں تھے۔ ایک لمحہ کے لئے وہ نورانی شخص متوجہ ہو کر

Marfat.com

کھڑا رہا۔ ہمارے حضرت صاحبؒ نے آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ استغراق اور عالمِ بالا کے ترفع سے نزول فرمایا، بصحو و بیداری کی حالت میں آئے اور سرِ مبارک کو سینۂ نور آئینہ سے بالکل آہستگی کے ساتھ اُٹھا کر آنکھیں کھولیں چنانچہ کوئی شخص مخموری و مستی سے نکل رہا ہو اور مشکل سے بیدار ہو کر ہوش میں آئے۔ آپ اسطرح بیدار ہوئے اور اُس نورانی شخص کی طرف دیکھنے لگے لمحہ بھر کے لئے دونوں کی نظریں آپس میں چار ہوئیں اور جب آپ نے اپنے نورِ سینہ سے اُن کو پہچان لیا، میرا ہاتھ پکڑ کر فوراً نہایت ادب کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے بھی اُٹھا لیا تب فرمایا وعلیکم السلام یا حضرت" اگلے لمحے دونوں بزرگوار آمنے سامنے کھڑے تھے۔ بعد میں اس بزرگ نے جو ملاقات کے لئے آیا تھا فرمایا: کہ اے میاں صاحب! جب بھی باہر آئیں دروازہ کو یہ قفل لگا دیں۔ پھر وہیں انہی قدموں پر روضہ شریف کے اندر ہی غائب و پنہاں ہو گئے جبکہ روضۂ منوّرہ کے دروازے سے معمولی فاصلہ پر مزار شریف کے ساتھ ہم بھی کھڑے تھے ہمارے اور اس بزرگوار قدّس سرّہٗ کے مابین دو تین قدم کا فاصلہ تھا اسوقت روضہ مبارک میں کوئی جاندار شے موجود نہ تھی نہ ہی خانقاہ شریف کے نزدیک آبادی تھی اور نہ ہی کوئی زیارت کرنے والا بلکہ خانقاہِ حضرت خواجہ مہاروی رحمۃ اللہ علیہ اور آبادی والی جگہ اور حضرت شیخ تاج الدین قدّس سرّہٗ کے روضۂ مبارک کے درمیان ایک میل کا فاصلہ محض ویران زمین چٹیل میدان اور ہتھیلی کی مانند صاف ریگستان پر مشتمل نظر آتا تھا۔ ادھر اس مردِ نورانی و روحانی کی حالت کے سبب ہمارے حضرت صاحبؒ پر گریہ رقّت اور بے حد اشتیاق کی کیفیت طاری تھی اور آنکھوں سے بہار کے بادل کی طرح اشکوں اور آنسوؤں کی بارش برس رہی تھی اور آپ کثرتِ اشتیاق کی بنا پر روضۂ مبارک کے اندر مزار شریف کے اردگرد طواف کر رہے تھے۔ ؎ "میں ہر شہر و دیار سے آنے والوں میں اپنے دوست کی تلاش میں ہوں اور محبوب گویا یوسفؑ کی مانند ہے جسے میں ہر قافلے میں گم کر بیٹھا ہوں"۔

میں جتنی عمر اپنے مرشد آبا جان قدّس سرّہٗ کے حضور پُر نور میں شرفیاب رہا۔ بظاہر اسطرح کی اشکباری نہ دیکھی۔ عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ عام طور پر اپنے احوال باطنی کو پوشیدہ رکھتے تھے لیکن اُس روز بے اختیار ہو گئے غرضیکہ فوراً روضہ شریف سے باہر آئے اور اردگرد

Marfat.com

ریت والی زمین پر گھوم پھر کر دیکھنے لگے کہ شاید اُن کے مُبارک پاؤں کے نشانات اُن کو مِل جائیں مگر عالمِ ظاہر میں اُن کے مقدس پاؤں کے نشانات کہاں دستیاب ہوسکتے تھے حضرت کی جستجو محض اُن کے حالات و جذباتِ شوق، اُن کے تصرّفات و مقاماتِ رُوحانی اُن کی نگاہِ کرم وفیضانِ توجہ کی تاثیر کی بدولت تھی۔ ہمارے حضرت (غلام باہُوؒ) خود عارف باللہ تھے۔ پس فرمایا: اَے فرزند! حضرت تاج الدّین سرور قدّس سرّہٗ کے مزار شریف کی برکت اور اُس چیز کی معرفت و شناخت جس کے بارے میں آپ نے مجھ سے پُوچھا تھا دیکھ لی؟ یہ شخص جو مزار شریف کے پہلو سے ظہور پذیر ہُوا اور پھر وہیں گم بھی ہوگیا، یہی حضرت تاج الدّین سرور قدّس سرّہٗ تھے۔ ہمارے حضرت صاحبؒ اس پلک جھپکنے کی دیر کی مُلاقات وقوع پذیر ہونے کے بعد روضہ مُبارک کے اندر بیٹھ بھی گئے اور اندر ٹھہر بھی نہ سکے اور باہر آکر بھی کچھ وقت کے لئے بے قرار رہے۔ بعد ازاں مقامِ بازگشت پر آکر ٹھنڈے وقت (سہ پہر) واپسی کے لئے سوار ہو گئے حضرتِ صاحبِ مزار یعنی تاج الدّین سرور قدّس سرّہٗ کا حُلیۂ مُبارک بعینہٖ مجھے یاد ہے، کہ گویا اَب بھی میرے سامنے کھڑے ہیں۔ آپ کا رُخِ انور و جسم مُبارک کا سلاً میرے صفحۂ دِل پر نقش کر دیا گیا ہے۔ لطیف البدن اور خوبصورت چہرہ بلکہ سُرخی چہرہ کی سفیدی پر غالب تھی۔ لاغر بدن ہلکا جسم جیسا کہ ریاضت اور مجاہدہ کرنے والے درویشوں کا ہوتا ہے۔ ریش مُبارک درمیانی یعنی ریش مُبارک کے بال نہ اِتنے کمتر اور نہ بہت زیادہ تھے۔ ریش مُبارک کے بالوں کا رنگ سیاہ مگر سُرخی مائل کہ دراصل چہرے کا سُرخ رنگ بالوں پر بھی غالب دکھائی دے رہا تھا۔ البتہ ریش مُبارک کے بال رُخِ انور پر بہت نرم و خمدار تھے، آپ کا قد و قامت درمیانہ اور بدن نازک و لطیف تھا، سر مناسب اور سر کے بال نئے تازے تراشیدہ تھے۔ عمر تقریباً پچیس (۲۵) سال اور کلاہِ قادری چہار گوشہ زیبِ سَر تھی جس پر سفید کپڑے کی پٹی لگی ہُوئی تھی، آپ نے دو چادریں اوڑھ رکھی تھیں ایک تہہ بند کے طور پر اور دوسری کندھوں پر ڈالی ہُوئی تھی اُن میں سے ایک کا حاشیہ سُرخ بادامی رنگ کا تھا جیسا کہ درویشوں کی رسم ہے۔ چنانچہ اِس چیز میں مغالطہ ہے کہ آیا رنگ دار حاشیہ کندھوں والی چادر کا تھا یا تہہ بند والی کا دوسری چادر البتہ سفید شکر رنگ والی

Marfat.com

تھی۔ والسلام رحمہا اللہ وقدس سرہما ہم روضہ شریف سے باہر آئے میں نے اس کا ماجرا پوچھا کہ اے بابا؛ حضرت تاج الدین سرور قدس سرہٗ ہی تھے میں نے بھی اُن کو اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ فرمایا، ہاں اے فرزند! کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ کہ جو کوئی میرے نزدیک بزرگوں کی خانقاہ میں بیٹھا ہو اس کو بھی اعلانیہ زیارت ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

مرجعِ انام

سات سو سال کی طویل ترین مدت میں ہزاروں اولیائے کبار و نامدار علماء و مشائخ اور اُمراء و عمائد بڑی عقیدت و محبت سے اس خطۂ نامی و بقعۂ گرامی میں شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے نامور مجاہد، غازی و شہید پوتے حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورہ چشتیؒ کی زیارت کے لئے تشریف فرما ہوتے جنکی مکمل تشریح و تعارف بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہے البتہ اس موقعہ پر چند مشہور ہستیوں کا ورود و قیام رقم کرنا ضروری ہے۔

۱۔ کثیر السیاحت بزرگ قدوۃ الکبریٰ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ (متوفی ۸۰۸ھ) کے ملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی تیس سالہ سیاحت کے دوران شہیدانِ چشت دوم یعنی چشتیاں شریف کی زیارت سے باریاب ہوئے تو اُنہوں نے اس مقام کا محلِ وقوع ارشاد فرمایا۔[1]

۲۔ سکھ مذہب کے پیشوا گورونانک صاحب شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ اور اُن کے بارھویں سجادہ نشین حضرت شیخ دیوان ابراہیم فرید ثانی (متوفی ۹۵۹ھ) سے بڑی عقیدت رکھتے تھے دسویں صدی ہجری میں حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورہؒ کی زیارت سے مستفید ہوئے۔ اُنہوں نے اس بستی میں "پنجاں پیراں دے جنڈ" والی جگہ پر قیام کیا اور فرمایا!

"یہ مقام جنت کا ٹکڑا ہے اور اس جگہ کوئی نہایت خوش بخت انسان دفن ہوگا"[2]

۳۔ بارہویں صدی ہجری کے جلیل القدر بزرگ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ تاج العارفین

---

[1] لطائفِ اشرفی ص ۳۴۶ [2] گزیٹئر بہاولپور

Marfat.com

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتیؒ کے بہت زیادہ عقیدت مند و مرتبہ شناس تھے۔ اُنہوں نے آپ کی زیارت کو مستقل وظیفہ بنالیا تھا اور زندگی کے آخری ایام میں بھی کوئی جمعہ ناغہ نہ کیا۔ بالآخر اپنا تدفینِ مُبارک کے لئے آپ کے جوارِ پُر انوار میں ایسی جگہ کا انتخاب کیا جس کے بارے میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

"ہمیں؎ چہ خوش مکان است وازیں مکان بوئے محبت می آید"

ترجمہ: "یہ کیسی اچھی جگہ ہے کہ اس جگہ سے محبت کی خوشبو آتی ہے"

؎ "سایۂ تو خاک ما را کیمیا است"

ترجمہ: "تیرا سایہ ہماری خاک کے لئے کیمیا کا درجہ رکھتا ہے"۔

ایک مرتبہ خشک سالی کے ایام میں قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ چشتیاں شریف میں تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے مزارِ اقدس کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ باشندگانِ وہیہ نے یہ موقعہ غنیمت جانا اور بارگاہِ حُسن و عشق میں عرض کیا کہ قلتِ باراں کے سبب ہم سب پریشان حال ہیں اور ہمارے مال و مویشی بھوک اور پیاس سے تڑپ رہے ہیں۔ براہِ کرم بارانِ رحمت کی دُعا فرمائیں۔ حضرت خواجہ قبلہ عالمؒ نے شمعِ خانوادہ فریدیہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے مزارِ پُر انوار کے قریب ہو کر عرض کیا:

"صاحبا؎ شاید بذات شریف خشک سالی منظور است مگر خلق ہمچو ماہی بے آب در قلق و اضطراب خراب است، مہربانی فرمانید کہ تا خلق از چُنیں خشک سالی اماں یاب شوند"

ترجمہ: "صاحبا! شاید جناب کو خشک سالی منظور ہے مگر لوگ تو ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ مہربانی فرمائیں تاکہ خلقت قحط سے اماں پالے"۔

حضرت خواجہ صاحبؒ یہ دُعا مانگ کر روضہ عالیہ سے باہر تشریف لائے کہ یکایک آسمان پر

لہ گلشنِ ابرار قلمی ؎ گلشنِ ابرار قلمی نسخہ ص ۱۲۲

Marfat.com

کالی گھٹا چھا گئی اور مینہ برسنے لگا بارش اس قدر موسلا دھار ہوئی اور یوں آناً فاناً آئی کر بستی چشتیاں شریف کے تمام لوگ بھیگ گئے۔ ہر طرف جل تھل ہو گیا اور حضرت خواجہ صاحبؒ بھی اس بارانِ رحمت میں بھیگتے ہوئے پانی کے سیلاب سے گزر کر اپنی قیام گاہ تک پہنچے ابرِ کرم سے چند ہی روز میں قحط و خشک سالی کے عفریت نے دم توڑ دیا۔ چولستان کے ٹیلے اور میدان فصلات کی روئیدگی سے سرسبز و شاداب ہو گئے۔ باشندگانِ علاقہ میں خوشحالی اور حیوانات میں فربہی آ گئی۔ چراگاہوں میں مویشیوں کی گھنٹیاں میٹھے سُروں میں گیت الاپنے لگیں اور ہر طرف زندگی کے آثار پیدا ہو گئے۔

۴۔ شہبازِ طریقت و ترجمانِ حقیقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ ۱۲۰۵ھ میں عرصہ نو ماہ چشتیاں شریف میں اپنے مرشدِ ارشد حضرت خواجہ قبلہ عالمؒ کے مزار پر معتکف رہے اور اُن کے معمولات کا اتباع کرتے رہے۔ دورانِ قیام اُنھوں نے سب سے پہلے[1] تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی اولادِ امجاد سے ایک نیک بخت حضرت شیخ جمال الدین المعروف جمال محمد ابن حضرت شیخ شمس الدین چشتیؒ کو شرفِ ارادت سے سرفراز فرمایا جو عرصۂ اعتکاف میں اُن کے فرائضِ میزبانی ادا کرتے رہے تھے۔

ملفوظات کی ورق گردانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مدینۃ الاولیاء میں حضرت خضر علیہ السلام بھی اکثر محوِ خرام رہتے ہیں۔ صاحبِ مناقب المحبوبین لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ نے حضرت شیخ جمال محمد چشتیؒ کے ہمراہ موضع چشتیاں شریف سے گزرتے ہوئے دریافت فرمایا کہ "یہ مزروعہ رقبہ کس کا ہے؟" شیخ جمال محمد نے عرض کیا کہ "فلاں چشتی صاحب کی ملکیت ہے"۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا "یہاں کبھی کبھی خضر علیہ السلام تشریف لایا کرتے ہیں"۔[2]

جا کر ترے پامال کے مدفن کو جو دیکھا!
وہ نقشِ کفِ پا تھے تو سو نقشِ جبیں تھا

بہیر پٹھان حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے ذکرِ خیر میں اولیاء اللہ کی حیاتِ جاوید کا ایک واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے۔ آپ فرماتے ہیں[3] کہ "میں حضرت مولانا (محمد فخر الدین فخرِ جہاں محب النبی)

---

[1] حیاتِ سلیمان تونسویؒ ص ۵۲ مرتبہ مولانا صالح محمد صالح، [2] مناقب المحبوبین فارسی ص ۲۰۸، [3] تلخیص ترجمہ مناقب المحبوبین ص ۲۰۰

صاحبؒ کے مزارِ مبارک پر معتکف تھا۔ ایک رات مشغول میں بیٹھا تھا، جب سر اُٹھایا تو دیکھا کر حضرت مولانا صاحبؒ مزارِ مبارک سے باہر تشریف لاتے۔ مجھ سے معانقہ فرمایا اور بہت سی نوازش فرمائیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ یا حضرت لوگ کہتے ہیں کہ مولانا صاحبؒ فوت ہو گئے ہیں آپ قبر سے باہر کیسے آ گئے؟ فرمایا! لوگ غلط کہتے ہیں کہ ہم فوت نہیں ہوتے، یہ صرف پردۂ شریعت ہے ؎

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما!

ترجمہ: "جس کا دِل عشق کی وجہ سے زندہ ہو گیا ہو، وہ کبھی نہیں مرتا، ہماری ہمیشگی دُنیا کی تاریخ میں قائم ہو چکی ہے"

غوثِ زماں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ کی حیاتِ مُبارکہ کا ایک اور واقعہ مناقب المحبوبین میں مرقوم ہے کہ:

"ایک دفعہ حضرت غوثِ زمانؒ پاک پتن شریف میں حضرت بابا فریدِ گنج شکرؒ کے عرس مُبارک پر محفلِ سماع کے وقت ایک محراب والی مسجد میں اپنے حلقۂ یاراں و درویشان کے ساتھ جلوہ افروز تھے کہ اچانک آپ نے مجلسِ سماع میں لوگوں کی طرف دیکھا اور مُسکرائے۔ مولوی نُور احمد صاحب نے مسکرانے کا سبب پُوچھا، آپ نے فرمایا کہ بہت سے لوگ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کیلئے اوراد و وظائف پڑھتے ہیں پھر بھی بعض کو ملاقات نصیب نہیں ہوتی۔ ہمارے پیرانِ عظام کی مجلس و خانقاہ ایسا شرف رکھتی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو کھڑے ہونے کی جگہ بھی نہیں مل رہی بلکہ لوگ انہیں دھکے دے رہے ہیں اس بات پر مجھے ہنسی آ گئی"

تری لحد کی زیارت ہے زندگی دِل کی!
مسیح و خضر سے اُونچا مقام ہے تیرا

Marfat.com

اولادِ امجادِ تاج العارفین

جواہرِ فریدی مطبوعہ ۱۳۰۱ھ میں مرقوم ہے کہ

"حضرت تاج الدین را شش فرزند بودند و ایشاں اولیاء کبار بودہ اند و مزار شریفِ ایشاں از پاک پتن بر چہل کردہ واقعہ است۔ اوّل فرزندِ ایشاں باسم خواجہ احمد و خواجہ حسین و خواجہ محفوظ و خواجہ عبد الحفیظ و خواجہ سعد الدین و خواجہ حسن و خواجہ حسن را اولاد نیست و پنج پسر از ایشاں اولاد بسیار است"

ترجمہ: "حضرت تاج الدین (سرورؒ) کے چھ فرزندان گرامی تھے اور وہ سب بڑے برگزیدہ ولی تھے، اُن کے مزارات پاک پتن شریف سے چالیس کوس کے فاصلہ پر ہیں، اُن کے فرزند اوّل حضرت خواجہ احمد تھے دوسرے خواجہ حسین تیسرے خواجہ محفوظ چوتھے خواجہ عبد الحفیظ پانچویں خواجہ سعد الدین اور چھٹے خواجہ حسن تھے، خواجہ حسن کی اولاد نہ تھی اور پانچ بیٹوں کی اولاد بہت ہے۔"

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے سب سے بڑے بیٹے حضرت شیخ احمد عالم و فاضل اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ جب دکن میں حضرت شیخ منتجب الدینؒ حضرت شیخ برہان الدین غریبؒ اور دُوسرے بہت سے چشتی بزرگ رونق افروز ہوئے تو وہاں سلسلہ عالیہ چشتیہ کو بے مثال فروغ حاصل ہوا اور ترویج اسلام میں قابلِ تحسین پیش رفت ہوئی۔ سلطان محمد تغلق بھی علماء و مشائخ کو دکن میں اشاعتِ دین کی خاطر آباد کرنا چاہتا تھا۔ ایسے حالات میں حضرت شیخ احمدؒ چشتیاں شریف سے دکن تشریف لے گئے۔ اُن کی اولاد اطرافِ دکن میں پھیل گئی اور اہلِ خاندانِ چشتیاں شریف سے اُن کا کوئی نامہ و پیام نہ رہا۔

لہ گوہر بہاولپور

Marfat.com

شیخِ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی اولادِ امجاد سے خلد آباد میں حضرت بی بی عائشہؒ[1] کا اسمِ مبارک آتا ہے۔ حضرت شیخ برہان الدین غریبؒ اُن کی بڑی عزت و تکریم کرتے تھے۔ اِسی دور میں قاضی الاولیاء حضرت شیخ مہذب الدین فاروقیؒ[2] مدفونہ کیج شریف ضلع بیڑ نظام کا نام نامی بھی آتا ہے۔

سلطان مظفر گجراتی کے عہد میں سر برآوردہ علمائے روزگار حضرت شیخ محمد بن خواجہ تاج الدین محمد فاروقیؒ (متوفی ۹۳۱ھ مدفونہ احمد آباد) اپنے جدِ بزرگوار حضرت بابا صاحبؒ کے رُوح و رواں سمجھے جاتے تھے۔ سلطان مظفر نے اُنہیں "تاج العلماء" کا خطاب دیا تھا۔ تاریخ کے صفحات پر ایسے بہت سے مشائخِ فاروقی کا ذکرِ خیر آتا ہے، جن کا خاندانی تعلق شیخ الشیوخ حضرت بابا صاحبؒ سے ثابت ہے۔ ممکن ہے ان میں سے بعض حضرات شیخ احمد بن حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ کی اولادِ نیک نہاد سے ہوں۔ مگر اُن کے حسب و نسب کے درمیانی واسطے مفقود ہیں۔

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتیؒ کی شہادت کے بعد اُن کے فرزندِ دوم حضرت حافظ شیخ محمد حسینؒ[3] مسندِ سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے۔ تادمِ تحریر اُن کے اٹھارویں جانشین زینتِ سجادہ ہیں۔ پاکستان میں حضرت حافظ صاحبؒ کی اولاد چشتیاں شریف، شہر فرید، پاکپتن شریف، بہاولپور، چیمی شیخاںؒ[4] ضلع سیالکوٹ اور بھارت میں پیران پٹن و حیدر آباد دکن، بیکانیر، فیروز پور، دہلی، آگرہ، فتح پور سیکری، بدایوں کے شہروں میں آباد ہے۔

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے باقی چار فرزندانِ گرامی کی اولادِ احفاد بروایت مؤلف النساب قریش قصبہ جوتانہ ضلع جہلم و سوہاور ضلع گجرات اور جہام والا ضلع گوجرانوالہ اور ضلع سیالکوٹ کے قصبات کوٹھہ چشتیاں، کمال پور چشتی اور نواحِ چناب میں بکثرت آباد ہے۔ فاضل محقق جناب خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں کہ:

---

[1] واقعات مملکت بیجاپور جلد سوم ص ۲۵۲ مرتبہ مولانا بشیر الدین احمد دہلوی [2] واقعات مملکت بیجاپور جلد سوم ص ۲۹۵ مرتبہ مولانا بشیر الدین احمد دہلوی ماہنامہ اُردو اکتوبر ۱۹۵۰ء [3] گلزار ابرار ص ۲۴۳ مؤلفہ محمد غوثی شطاریؒ مترجم فضل احمد جیوری، [4] بروئے ریکارڈ محکمہ مال مسل حقیقت ۱۸۲۵ء قصبہ چیمی شیخاں ضلع سیالکوٹ

Marfat.com

"شیخ بدرالدین سلیمان کی اولاد ملک کے مختلف حصوں میں جاکر آباد ہوگئی۔ ان میں سے کچھ اجودھن میں رہے۔ باقی گجرات کی طرف ہجرت کر گئے۔ حیدر آباد کے کچھ فریدی خاندان اپنا شجرہ نسب شیخ بدرالدینؒ تک لے جاتے ہیں۔"[1]

حضرت شیخ محمد شہیدؒ

شیخ المشائخ حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ سجادہ نشین اول پاک پتن شریف کے فرزندِ دوم حضرت شیخ محمد شہیدؒ ہیں۔ انہیں پیار سے شیخ ممن بھی کہتے تھے۔ کتب ملفوظات میں اُن کے اسمِ مبارک کے ساتھ ہر دور میں لفظ شہید وابستہ رہا ہے۔ اُن کی شہادت کا واقعہ شاید علیحدہ نہیں ہے اور اسی جماعت شہدائے راجپوتانہ کے ساتھ آپ نے جام شہادت نوش کیا ہے۔ روضہ عالیہ حضرت شیخ بابا تاج سرورؒ میں حسب مراتب ترتیب تدفین مبارک سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔

جواہر فریدی مطبوعہ ۱۳۰۱ھ میں پیر محمد حسین چشتی صاحب سکنہ پاک پتن شریف نے لکھا ہے کہ چشتیاں شریف میں حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ اور حضرت شیخ احمدؒ کے مزارات ہیں اور پورا واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ کے وصال کے بعد مسند نشینی کے لئے اُن کے چھ فرزندانِ گرامی میں اختلافِ رائے پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت تاج الدین سرورؒ اور حضرت شیخ احمدؒ اس کے تصفیہ کی خاطر بادشاہِ دہلی کے دربار میں تشریف لے گئے۔ اس دور میں سلطان غیاث الدین بلبن کا بیٹا سلطنت دہلی کا تاجدار تھا اور شیخ زادگان سے اس کی قرابت داری تھی۔ اس لئے اُن کے اختلافات پر بہت فکر مند ہوا۔

---

[1] احوال آثار شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر ص۱۳۷ اردو ترجمہ "دی لائف اینڈ ٹائمز آف شیخ فریدالدین گنج شکر" مترجم جناب قاضی محمد حفیظ اللہ صاحب

Marfat.com

اس موقعہ پر سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ بھی دہلی میں رونق افروز تھے۔ بادشاہِ دہلی نے سجادگی کے مسئلہ پر اُن سے صلاح و مشورہ کیا۔ جب اتفاق رائے سے تصفیہ نہ ہوسکا تو حضرت سلطان المشائخؒ نے فرمایا تمام حضرات اپنی اپنی دستارہائے مبارک سادہ پانی کی ایک دیگ میں ڈال دیں، جس صاحبزادہ کی دستار رنگین برآمد ہوگی، وہی صاحبِ سجادہ ہوں گے۔ چنانچہ حضرت شیخ علاؤالدین موج دریا کی دستارِ مبارک رنگین برآمد ہوئی اور سجادہ نشین قرار پائے۔ اس کے بعد حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ اور حضرت شیخ احمدؒ وہاں تشریف لے گئے جہاں اب اُن کے مزارات ہیں۔ اختلاف رائے کا یہ واقعہ پیر محمد حسین چشتی صاحب کے وقت میں شاید غلط العام تھا یا انہوں نے اپنے ظن و تخمین سے الحاق کر دیا ہے کیونکہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جواہرِ فریدی کے کسی قلمی نسخہ میں موجود نہیں ہے۔

تاریخی لحاظ سے حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ کے وصال کے وقت سلطان غیاث الدین بلبن سلطنت دہلی کا حکمران تھا اور اس کا کوئی بیٹا ۶۶۴ھ سے ۶۸۴ھ تک تخت نشین دہلی نہیں ہُوا۔ نیز رنگین دستار کا واقعہ کتب ملفوظات میں حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ سجادہ نشینِ اوّل سے منسوب کیا جاتا ہے۔ مولانا گل محمد چشتیؒ لکھتے ہیں کہ

"نقل است کہ شیخ بدرالدین سلیمانؒ بعد وصال پدر بزرگوار باتفاق برادران سجادہ نشین شد و بقولے انقطاع گفتگوئے دستار و سجادگی بریں امر شد کہ دستارہائے ہمہ فرزندان در یک دیگ تہی انداختند پس دستار شیخ بدرالدین سلیمانؒ رنگین شدہ بود پس او بر سجادگی مقرر شد"

ترجمہ، منقول ہے کہ حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ اپنے بھائیوں کے متفقہ فیصلہ سے سجادہ نشین ہُوئے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ دستار بندی و سجادگی کا فیصلہ اسطرح ہُوا کہ تمام صاحبزادگان نے اپنی اپنی دستارہائے مبارک ایک خالی دیگ میں ڈال دیں ان میں سے حضرت شیخ بدرالدینؒ کی دستار مبارک رنگین برآمد ہُوئی اور وُہ سجادہ نشین ہُوئے۔

Marfat.com

بروئے اندراج شجرہ نسب چشتیاں شریف میں حضرت شیخ محمد شہیدؒ اپنے برادر بزرگ حضرت شیخ تاج الدین سرورؒ کی دائمی رفاقت حاصل کئے اُن کے پہلوئے مبارک میں مدفون ہیں اور حضرت شیخ احمدؒ روضہ عالیہ حضرت شیخ مودودؒ پاک پتن شریف میں آرام فرما ہیں۔ صاحب گلزار فریدی حضرت مولانا گل محمد چشتی شیروی بھی اس کی تصدیق فرماتے ہیں کہ

"شیخ محمد شہید مزارش در پرگنہ فرید دہر شیخ تاج الدین مشہور بہ تاج سرور مزارش در شہر چشتیاں"

ترجمہ: حضرت شیخ محمد شہیدؒ کا مزار قصبہ فرید دہر، حضرت شیخ تاج الدین مشہور بہ تاج سرورؒ شہر چشتیاں میں ہے۔

حضرت شیخ محمد شہیدؒ اپنے اخی محترم حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہیدؒ کے ہمراہ پاک پتن شریف سے چشتیاں شریف آتے تھے، اُن کے دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ اوّل حضرت شیخ فیروز شاہ دوم حضرت شیخ خضر جن کی اولاد نہ تھی۔

حضرت شیخ فیروز کے تین بیٹے تھے جن کے اسمائے مبارک حضرت شیخ نورالدین حضرت شیخ عبدالملک اور حضرت شیخ جلال الدین ہیں۔ بروایت صاحب جواہر فریدی ہندوستان میں حضرت شیخ محمد شہیدؒ کی اولاد صحانہ، قبول پور، شیخو پور، لدھیانہ مندوری، قطب پور کے شہروں میں آباد تھی قیام پاکستان کے وقت بعض حضرات ان شہروں سے ہجرت کر کے کراچی، ملتان اور ساہیوال میں آبسے ہیں۔ حضرت شیخ جلال الدینؒ کے فرزند حضرت شیخ مسعودؒ کی اولاد پاک پتن شریف کے نزدیک قصبہ فیروزپور میں آباد ہے۔

حضرت شیخ کمال چشتیؒ فاروقی (بمقام قصور)

قصور شہر کے ایک اونچے پُر فضا ٹیلہ پر حضرت شیخ کمال چشتی فاروقیؒ کا مزار پُر انوار ہے، تذکرہ نویسوں نے آپ کو شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے خاندان

لے اولیائے قصور، مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع صاحب؛ بحوالہ اخبار المتقدین مصنفہ سید محمد شاہ

Marfat.com

سعادت نشان کے صاحبِ رتبہ و کرامت بزرگ بیان کیا ہے۔ آپکا شجرہ نسب دس واسطوں سے حضرت شیخ محمد شہیدؒ (مدفونہ چشتیاں شریف) اور بارہ واسطوں سے شیخ شیوخ العالم حضرت باباصاحبؒ تک پہنچتا ہے۔

ایک روایت مشہور ہے کہ آپ کی تشریف آوری کے وقت قصور شہر کے قریبی قصبہ روہی وال کا راجہ بہت ظالم تھا اور اُس کی بداعمالیوں سے رعایا پریشان تھی آپ نے راجہ کو ظلم و ستم و فسق و فجور سے منع فرمایا مگر متکبر راجہ نے آپ کی نصیحت سے کوئی اثر قبول نہ کیا بلکہ دشمنی پیدا کرلی اور مخالفت پر کمربستہ ہوگیا۔ اسی دوران ایک مظلوم عورت حضرت شیخؒ کی خدمت میں راجہ کے خلاف فریاد لے کر آئی۔ اُس کی آہ و فغاں پر آپ نے ظالم راجہ کو بددعا دی وہ ہلاک ہوگیا اور اُس کی راجدھانی ویران ہوگئی۔

حضرت عبداللہ خویشگی قصوریؒ لکھتے ہیں کہ عہدِ اکبری میں شہر قصور راجہ رائے سنگھ کی جاگیر[۱] میں آگیا۔ اُس نے حضرت شیخ کمال چشتیؒ کے مزار والی جگہ پر قلعہ تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا جس سے مزار مبارک مسمار ہوگیا مگر اس مقام پر قلعہ کی فصیل قائم نہ رہ سکی اور زمین بوس ہوگئی۔ معماروں نے مزید احتیاط سے اس فصیل کو کئی بار تعمیر کیا اور وہ ہر بار قبر کے مقام پر منہدم ہوتی رہی۔ باالآخر راجہ نے اپنے کارکنوں سے اِس کے گرنے کی وجہ دریافت کی۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ صاحبِ مزار کی بے ادبی کا نتیجہ ہے ورنہ فصیل تیار کرنے میں انتہائی کوشش و فنی مہارت سے کام لیا گیا ہے۔ راجہ کو یقین ہوگیا کہ یہ حضرت شیخؒ کی کرامت ہے۔ اُس نے اِس مقام پر قلعہ تعمیر کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور حضرت شیخ کمال چشتیؒ کے مسمار شدہ مزار کو از سرِ نو بنوایا۔ راجہ کی خواہش تھی کہ آپ کا روضہ تعمیر کراتے مگر آپ نے اجازت نہ دی اور راجہ رائے سنگھ کسی دوسرے مقام پر اپنی عمارات تعمیر کرانے میں مشغول ہوگیا۔ حضرت عبداللہ خویشگی تحریر فرماتے ہیں کہ "اہلِ[۲] حاجت در روزِ پنجشنبہ اکثر بزیارت میروند و بمقصود برسند" ترجمہ: اہلِ حاجت جمعرات کو آپ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔"

۱۔ اخبار الاخیار قلمی مصنفہ حضرت عبداللہ خویشگی قصوریؒ

۲۔ معارج الولایت قلمی، مصنفہ حضرت عبداللہ خویشگی قصوریؒ

Marfat.com

آپ کا مزار پُر انوار پاکستان کے سرحدی شہر قصور کے ایک بلند و بالا مقام پر ہے، جو سرحد کی نگہداشت و حفاظت کرنے والے ایک مینار کی مانند ہے۔ کافی سیڑھیاں اوپر جانے کے بعد مرقد منورہ تک رسائی ہوتی ہے۔ صاحب مزار کے رُوح پرور ماحول و فرحت بخش ہوا سے دل کو بے حد تسکین ہوتی ہے اور گرد و نواح کے نشیبی میدان میں کھیتوں کی ہریالی ایک حسین وادی کا دلفریب منظر پیش کرتی ہے۔ اولادِ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے شجرہ ہائے نسب میں حضرت شیخ کمال چشتیؒ کا نسبی سلسلہ اس طرح مرقوم ہے:

لہ حضرت شیخ کمالؒ بن حضرت شیخ علی شیرؒ بن حضرت شیخ شہاب الدینؒ بن شیخ منظفرؒ بن حضرت شیخ مستعانؒ بن حضرت شیخ صدرالدینؒ بن حضرت شیخ فخرالدینؒ بن حضرت شیخ مسعود بن حضرت شیخ جلال الدینؒ بن حضرت شیخ فیروز شاہؒ بن حضرت شیخ محمد شہیدؒ بن حضرت شیخ بدرالدین سلیمانؒ بن شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت شیخ ابو الفتح رحمتہ اللہ علیہ

آپ دہلی میں رہائش پذیر تھے۔ اکبر بادشاہ کے دورِ الحاد میں غیر اسلامی افکار و نظریات کے خلاف احکامِ شریعت کی تلقین فرماتے رہے۔ دارالحکومت میں دینِ مبین پر کفر و شرک کی یلغار کو روکنے کیلئے ایک عرصہ تک اپنے علم و عمل سے جہاد کرتے رہے۔ صاحب جواہر فریدی اُن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"حضرت دہلی میں شیخ ابوالفتح کہ اولیائے خدا اور مشائخ نامدار سے تھے اور خلافت کا خرقہ قطب الاولیاء شیخ تاج الدین محمود صاحب سجادہ نشین حضرت گنج شکرؒ سے رکھتے تھے اور اُن کی نسبت اوّل بتن میں ہوئی تھی۔ بعد ازاں دوسری نسبت قاضی عبدالستار ساکن فتح پور کے گھر کی نسل قاضی ابوالمسلم سے ہوئی تھی اُس سے اولاد ہے۔"

لہ آپ کا مزار نزد حجرہ شاہ مقیم ہے۔ لہ ایک نسب نامہ میں قیصر الدین ہے۔

Marfat.com

اس کے علاوہ تسوید و تصنیف جواہر فریدی کے وقت ۱۰۳۳ھ میں حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی اولاد امجاد میں سے ماڑی شاہ منصور میں شیخ عبدالنبی بن شیخ احمد، ماڑی شیخ عمر میں شیخ فیروز شاہ بن شیخ عبدالسلام، سیالکوٹ و چشتیاں میں شیخ صالح ابن شیخ عبدالمجید و عبدالفتاح بن شیخ معروف[1]، فتح پور نزد آگرہ میں شیخ تاج الدین عزیز و نواب شیخ ابراہیم و شیخ آدم، آگرہ میں شیخ قطب الدین خلیفہ عبدالواحد، تلوارہ میں شیخ بہاؤالدین بن شیخ عبدالقادر، ماڑی شیخ شہاب الدین میں تاج الدین، بدرالدین، رکن الدین، حسین خاں، بداوں میں شیخ معین الدین بن عبدالمجید، پاک پتن شریف میں شیخ شہاب الدین، سیالکوٹ چٹی میں شیخ آدم پسران خواجہ احمد ابن شیخ رحمت اللہ المشہور تپنی وغیرہ موجود تھے۔ جن کی تفصیل جواہر فریدی کے صفحات پر ہے

ل حضرت سید شاہ محمد روڈا شیرازی شاہپوریؒ کے پیر و مرشد اور خانوادۂ تصوف نوشاہی کے شیخ کبیر حضرت شاہ معروف فاروقی خوشابیؒ، شیخ المشائخ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتیؒ کی اولادِ امجاد میں صاحب رتبہ و کرامت بزرگ تھے۔

Marfat.com

حضرت شاہ معروف چشتی قادری

مؤرخِ ملفوظات متفق الرائے ہیں کہ حضرت شاہ معروف چشتی قادری (متوفی ۹۸۷ھ مدفونہ خوشاب) کا مولد و مسکن چشتیاں شریف ہے مگر اُن کے ذکرِ خیر مندرجہ شریف التواریخ میں اُن کے ہمنام بزرگ حضرت شیخ معروفؒ مسکونہ لدھیانہ کا نسب نامہ دیا گیا ہے جو نظرِ ثانی کے لائق ہے۔ چشتیاں شریف کے خاندانی شجرہ میں قاسمِ انوارِ ربانی، موردِ الطافِ یزدانی حضرت شیخ معروف چشتی خوشابیؒ کا نسب نامہ مندرجہ ذیل ہے:

حضرت شیخ معروفؒ بن حضرت شیخ ولدار بن حضرت شیخ سجاول بن حضرت شیخ علیم بن حضرت شیخ فتح محمد بن حضرت شیخ خواجہ بخش بن حضرت شیخ حسین شاہ بن حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہیدؒ بن شیخ المشائخ حضرت بدرالدین سلیمانؒ بن شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ابتدائی تعلیم:

حضرت شاہ معروفؒ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والدِ محترم حضرت شیخ ولدار فاروقیؒ سے چشتیاں شریف میں حاصل کی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں اُنہی سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ والدِ بزرگوار نے آپ کو منازلِ سلوک و رموزِ تصوف سے آشنا کیا اور نعمتِ خلافتِ چشتیہ سے مستفیض فرمایا۔ ایک عرصہ تک آپ چشتیاں شریف کے قرب و جوار میں تبلیغِ دین و ترویجِ سلسلہ کے فرائض انجام دیتے رہے۔

۱۔ شریف التواریخ و اولیائے بہاولپور ۲۔ نسب نامہ مرقومہ پیر شہسوار چشتی مرحوم سکنہ چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر ۳۔ شریف التواریخ مرتبہ حضرت شرافت نوشاہی صاحبؒ

Marfat.com

سیر و سیاحت

اپنے جدِّ محترم شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدّین مسعود گنج شکرؒ سے آپ کو سیر و سیاحت کا ورثہ بدرجۂ کثیر ملا تھا، اس لئے اشتیاقِ صحرا نوردی نے آپ کو چشتیاں شریف سے باہر جانے پر مجبور کیا۔ اپنے والد بزرگوار سے اجازت لے کر پنجاب کی سیر کرتے ہوئے موضع لولا نزد خوشاب تشریف لے گئے اور وہاں آبادی سے دُور خلوت میں یکسوئی سے مشغولِ عبادت ہو گئے۔ زیادہ تر وقت تنہائی میں بسر فرماتے اور اکثر بیاباں نشیں رہتے۔[1]

نسبتِ قادری

انہی ایام میں سلسلۂ قادریہ کے صاحب ترک و تجرید بزرگ حضرت مخدوم سید مُبارک حقانیؒ بن سید محمد اُچوی گیلانیؒ مکھی جنگل میں وارد ہوئے۔ اُنہوں نے شہر سے دُور جنگل میں ڈیرہ ڈال دیا۔ حضرت سید مُبارک حقانیؒ کچھ ایسے عالم جذب و کیف میں سرشار و سرشار تھے کہ انہیں جنگلوں میں رہنا مرغوب تھا۔ اُن کے بارے میں مشہور تھا کہ کوئی شخص اُن کا سامنا نہیں کر سکتا اور اگر کوئی سامنے آنے کی جرأت کر بیٹھے تو اُن کی نظر پُر اثر پڑتے ہی ہوش و حواس سے فارغ اور عقل و خرد سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ معروف چشتیؒ جب حضرت مخدوم مُبارک حقانیؒ کے احوال و کوائف سے آگاہ ہوئے تو اُنہوں نے حضرت مخدومؒ کی زیارت کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اُن کی تلاش میں مکھی جنگل کی سمت روانہ ہو گئے۔ حضرت مخدوم حقانیؒ ایک جگہ مراقبہ کی حالت میں تشریف فرما تھے۔ حضرت شاہ معروفؒ تلاش کرتے کرتے اُن کے قریب آ گئے۔ مخدوم صاحبؒ نے بحالتِ مراقبہ کشفِ باطن سے معلوم کر لیا کہ شاہ معروفؒ یہاں تک آ پہنچے ہیں۔ اُنہوں نے مراقبہ سے سَر اُٹھائے بغیر بلند آواز سے فرمایا

"اے معروف ترا بریں چہ داشتہ کہ بے اندیشہ دریں بیشہ ہوش ربا جاں فرسا درآمدی۔ بہتر ان ست کہ ازیں کوچہ بدر روی ندارد واکردیا دست

۱۔ شرایف التواریخ

۲۔ رسالہ قلمی مرزا احمد بیگ لاہوری ص۵

از جانِ نازنین خویش بردار کہ پنجہ در پنجہ انداختن از زندگی سیر شدن است

ترجمہ:۔ "اے معروف تجھے کس چیز نے آمادہ کیا کہ تو بغیر سوچے سمجھے اِس ہوش ربا اور جان فرسا جنگل میں چلا آیا؟ بہتر یہ ہے کہ تو اس کوچہ سے نکل جا...... یا اپنی جانِ نازنین سے ہاتھ دھو لے کیونکہ یہاں کی پنجہ آزمائی زندگی سے سیر ہونے کے مترادف ہے"۔

حضرت شاہ معروفؒ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ثابت قدمی سے کھڑے رہے اور عرض کیا کہ،

ہر چہ بادا باد ماکشتی درآب انداختیم
گر بود بیگانہ باما شرط طوفاں آشناست

ترجمہ: "جو ہو سو ہو ہم نے کشتی پانی میں ڈال دی ہے۔ اگر وہ بیگانہ رہے گا تو شرطِ طوفاں ہمارے ساتھ آشنا ہے"۔

حضرت مخدوم سید مبارک حقانیؒ نے مراقبہ سے سر اٹھا کر ایک نظر حضرت شاہ معروفؒ کو دیکھا اور وہ تابِ نظارہ نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔ تین دن تک بے خود پڑے رہے۔ جب ہوش میں آئے تو حضرت مخدومؒ مہربان ہو گئے اور انہوں نے از راہِ لطف و کرم سینہ سے لگا لیا۔ نعمتِ قادریہ سے مشرف فرما کر خلافت بھی مرحمت فرمائی۔

حضرت مخدومؒ نے حضرت شاہ معروفؒ سے فرمایا تم پہلے شیخ معروفؒ تھے، مگر آج سے ہم نے تمہیں شاہ معروفؒ کا خطاب دیا ہے۔ چنانچہ اسی روز سے مخلوق نے آپ کو شاہ معروفؒ کہنا شروع کر دیا۔ خلافت کی نعمتِ جلیلہ آپ کا مقدر تھی کیونکہ حضرت مخدومؒ نے آپ کے سوا کسی دوسرے شخص کو اس نعمت سے نہیں نوازا۔ اِس کے بعد انہوں نے بشارت دی کہ "تم سے تصوف کا ایک خانوادہ پیدا ہو گا"۔ چنانچہ حضرت شاہ معروف خوشابیؒ کے خلیفہ حضرت سلیمان نوری قادریؒ ہوئے اور ان کے خلیفہ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ ہوئے، جس سے سلسلہ قادریہ کے مشہور خانوادہ نوشاہیہ قادریہ کا آغاز ہوا۔ جو حضرت شاہ معروفؒ کی اوّلین نسبت چشتیہ کی وجہ سے سماع بھی سنتے ہیں

Marfat.com

حلقۂ تبلیغ

حضرت شاہ معروف چشتی قادریؒ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے خاندانِ ذی شان کے چشم و چراغ تھے۔ گوندل قبیلہ کے مورثِ اعلیٰ نے حضرت بابا صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا تھا اس لئے حضرت مخدوم صاحبؒ نے گوندل بار میں آپ کا تقرر فرمایا جہاں آپ کی تبلیغ و ہدایت کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ حضرت شاہ معروف چشتی قادریؒ کی کرامات بہت ہیں جو حضرت سید شرافت نوشاہی صاحبؒ نے شریف التواریخ میں شرح و بسط سے تحریر فرمائی ہیں۔

خلفائے عظامؒ کے اسمائے گرامی :-

۱۔ حضرت سخی شاہ سلیمان نوری بھلوالیؒ

۲۔ حضرت شیخ عبداللہ المعروف میاں منگو قریشی بھلوالیؒ

۳۔ حضرت سید عبداللطیفؒ

۴۔ حضرت سید شاہ محمد شیرازی شاہپوریؒ جن کا نسب نامہ عمدۃ العلماء و قدوۃ الفضلا حضرت سید شرافت نوشاہیؒ نے یوں تحریر فرمایا ہے :

"شاہ محمد روڈا، خلف الصدق سید شمس الدین بن سید شیر علی ترکمان بن سید بہاؤالدین بن سید علاؤالدین بن سید رکن الدین سید امیر اسجد بن سید امام الدین بن سید امام الدین بن سید جلال الدین بن سید منصور بن سید نظام الدین بن سید خلیل اللہ بن سید حبیب اللہ بن سید خلیل اللہ بن سید شمس الدین بن سید عبداللہ بن سید نور الدین بن سید کمال الدین بن سید اسد اللہ بن سید خسرو بن سید حارث بن سید ابراہیم بن ابو طاہر بن سید حسین بن سید علی الحارثی بن سید ساموں بن سید دیباخ بن حضرت امام جعفر صادق رضوان اللہ علیہم۔

ان کے آباؤ اجداد کو شیراز سے ملک پنجاب میں آئے اور قصبہ شاہ پور آباد کیا۔ ان کے والد بزرگوار کا روضہ بھی شاہ پور میں شرقی جانب ہے۔ بڑے غیور صاحب جذب بزرگ تھے۔ جو کوئی صاحبِ باطن فقیر اس علاقہ میں آتا اس کا فیض سلب کر لیتے۔ ہزاروں کی تعداد میں اُن کے

Marfat.com

پاس ملنگ رہا کرتے تھے۔ نذرانہ ان کا گلتے اور بکری ہُوا کرتی تھی۔ یہ حضرت بی بی جیونی صاحبہؒ کے مُنہ بولے بیٹے تھے۔ ان کا روضہ شاہ پور میں مغربی جانب ہے۔

ان کے تین بیٹے تھے۔ (۱) سیّد کبیرؒ جو روضہ میں مدفون ہیں۔ (۲) سیّد پیر شاہ اُن کے فرزند پیر سیّدن شاہؒ ساکن چوہا تھے جن کا میلا دھوم دھام سے لگتا ہے۔ (۳) سیّد جمالؒ۔ سیّد شاہ محمد شیرازی کی اولاد بہت ہے اور جاگیر دار بھی ہیں، زمانہ حال میں قبر پر قمر علی نام شیعہ ملنگ جاروب کش ہے۔ روضہ کے پاس مسجد اور کنواں بھی ہے۔ راقم الحروف فقیر شرافت عفا اللہ عنہٗ بھی زیارت سے مشرف ہُوا ہے۔

حضرت شیخ مہر علی رانجھاؒ گوشہ نشین رہا کرتے تھے قبر موضع جادہ ضلع سرگودھا میں ہے۔ حضرت بی بی بھاگ بھری صاحبہؒ حضرت سخی بادشاہؒ کی والدہ تھیں سخاوت و کرامت میں لاثانی تھیں فقیروں و درویشوں کو اکثر طعام پکا کر کھلایا کرتیں۔ ایک مرتبہ ایک سیر دُودھ میں نصف پاؤ چاول پکا کر چالیس ملنگوں کو کھانا کھلایا۔ اُن کے سیر ہو جانے کے بعد بھی کچھ کھر بچ رہی۔ پنڈت دنی چند برہمن۔ موضع بھلا کریالہ میں سکونت رکھتے تھے۔ مائی ندھاں۔ یہ پنڈت دنی چند کی اہلیہ تھیں۔"

وصال

۱۰ محرم الحرام ۹۸۶ھ بمطابق ۸ مارچ ۱۵۷۹ء بعہد سلطان جلال الدین اکبر موضع کھرول متصل خوشاب میں آپ کا وصال ہُوا۔ مزارِ پُر انوار خوشاب شریف میں بجانب شرق پختہ سڑک کے کنارے زیارت گاہِ خلق ہے

قادر سخی چوں گشت داخل در بہشت
گفت ہاتف سالِ وصلش فردوس بہشت ۹۸۶ھ

ا

Marfat.com

حضرت شیخ بدر الدّین چشتیؒ

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی اولاد احفاد سے ولیٔ کامل و صوفی اکمل حضرت شیخ بدر الدین چشتیؒ قصبہ چٹی شیخاں ضلع سیالکوٹ کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔ راجپوتانہ کے معروف قبیلہ لکھویرہ جوئیانے جب ماڑی حضرت شوق الٰہیؒ سے نقل مکانی کر کے شہر فرید[1] نام کا قصبہ آباد کیا تو انہوں نے اس قلعہ کا سنگِ بنیاد حضرت شیخ بدر الدین چشتیؒ کے مبارک ہاتھوں سے رکھوایا۔

جوئیا راجپوت کے اکابرین نواب لونے خاں اور اُن کے دو[2] بھائی وسل اور بر راجپوتانہ بیکانیر میں شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے دستِ اقدس پر مشرف باسلام[3] ہوئے تھے۔ اِس قدیم ارادت و عقیدت کی بناء پر[4] اس قلعہ کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے اس کا نام شہر فرید رکھا گیا۔ اس علاقہ کے چند حکمران بھی فرید خاں نام کے ہوئے ہیں مگر اغلب گمان یہ ہے کہ اس قصبہ کا نام شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے اسم مبارک کی نسبت سے رکھا گیا ہے۔

حضرت شیخ بدر الدین چشتیؒ نے اس مقام پر درس و تدریس و رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ اور آپ کی اصلاحی و تبلیغی کوششوں سے بہت سے غیر مسلم حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ کی کثیر اولاد چٹی شیخاں ضلع سیالکوٹ میں آباد ہے اور چٹی شیخاں شہر فرید سے تقریباً تین سو میل کی مسافت پر ہے مگر ہر دور میں آپ کی اولاد سے کوئی نہ کوئی فرد چٹی شیخاں سے

---

[1] زبانی روایات میں پہلے اس کا نام ابراہیم گڑھ بتایا جاتا ہے [2] گزیٹیر بہاولپور [3] ٹرائبز اینڈ کاسٹ پنجاب

[4] اولیائے بہاولپور صـ ۶۵

Marfat.com

ترکِ سکونت کر کے آپ کے مزارِ پُر انوار پر موجود رہا ہے اور خدمت گزاری و سجادہ نشینی کے فرائض اَدا کر رہا ہے۔

حضرت شیخ بدر الدین چشتیؒ کے سجادہ نشینان میں ایک خدا رسیدہ بزرگ حضرت شیخ اللہ دتہ چشتیؒ نواب علی خاں کھوہرہ کے معاصر تھے۔ ساکنانِ شہرِ فرید اُن کی نیکی و پارسائی اور بہت سی کرامات و خوارق العادات بیان کرتے ہیں۔

حضرت شیخ اللہ دتہ چشتیؒ

قوم سے کا رمضان نامی ایک شخص حضرت شیخ اللہ دتہؒ کے لنگر کے مویشیوں کا چرواہا تھا۔ وہ ہر سال پاک پتن شریف میں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے عرس مُبارک پر جانے کیلئے تیاری کرتا تھا مگر حضرتِ شیخ اُسے ہر بار فرماتے کہ اس دفعہ نہیں اگلے سال چلیں گے۔ ایک مرتبہ عرسِ مُبارک کے دِن قریب آگئے اور رمضان خادم نے کہنا شروع کر دیا کہ یا حضرت! اگر آپ نہیں جانا چاہتے تو مجھے اجازت بخش دیں میں دوسرے لوگوں کے ساتھ چلا جاؤں گا۔ حضرت شیخ نے فرمایا اس مرتبہ ہم دونوں عرس مُبارک پر جائیں گے یہ سُن کر رمضان مطمئن ہو گیا اور لنگر کے مویشی چرانے چلا گیا۔ عرس مبارک حضرت بابا صاحبؒ کی ایک شب گزر گئی اور دوسری رات باقی تھی رمضان خادم حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور اُن کے سامنے مالمویشی ہانکنے والی لاٹھی پھینک دی جو ملازمت سے استعفیٰ دینے کی علامت تھی اور عرض کیا کہ اب ہم پاک پتن شریف کیسے جائیں گے، جبکہ صرف ایک رات باقی ہے اور ساٹھ میل کی مسافت درمیان ہے۔ پچھلے سالوں کی طرح اِس سال بھی آپ نے عرس مُبارک کی حاضری اور بہشتی دروازہ سے گزرنے کی سعادت سے مجھے محروم رکھا۔

حضرت شیخ اللہ دتہؒ نے اپنے خادم کو آزردۂ خاطر دیکھا تو اُس کے ہمراہ اپنے مکان سے باہر تشریف لائے۔ چند قدم کے فاصلہ پر شورہ سازی کا ایک ویران ٹیلہ تھا۔ وہاں پہنچ کر رمضان خادم سے فرمایا! پاکپتن شریف پہنچنا مشکل نہیں ہے مگر شرط یہ ہے کہ آمد و رفت کے اس راز کو کبھی فاش نہ کرنا یا کم از کم میری زندگی میں ظاہر نہ کرنا البتہ میری وفات کے بعد تمہاری صوابدید

Marfat.com

پر منحصر ہے۔

رمضان خادم نے حضرت شیخ سے وعدہ کیا کہ جناب کی حیاتِ مبارکہ میں اس راز کو فاش نہ کروں گا۔ اس پر حضرت شیخ نے ٹیلہ پر کھڑے ہو کر خادم سے فرمایا "آنکھیں بند کرلے"۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا "اب آنکھیں کھول لے" رمضان خادم اور حضرت شیخ پاک پتن شریف پہنچ چکے تھے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ!

غالب و کار آفریں، کارکشا، کارساز

میاں رمضان حضرت شیخؒ کے ساتھ پاک پتن شریف میں جنتی دروازہ سے گزرا اور پھر اسی صورت میں واپسی ہوئی اور حضرت شیخ اللہ وتہؒ کی حیاتِ مبارکہ تک اس راز کا امین و محافظ رہا۔ اُن کی وفات کے بعد اس راز سے پردہ اُٹھا دیا۔

ایک پہلوان کا واقعہ

حضرت شیخ اللہ وتہؒ کی حیاتِ مبارکہ میں کہیں سے ایک قوی الجثہ پہلوان شہر فرید میں آگیا۔ اُسے اپنے فنِ کشتی اور زورِ بازو پر بہت گھمنڈ تھا اور اُس نے اپنے پاؤں میں تین چار فٹ لمبی زنجیر ڈال رکھی تھی جو اس علاقہ کی روایات میں اس بات کا کھلا چیلنج تھی کہ جس شخص میں پہلوان سے کشتی لڑنے کی ہمت ہو وہ زنجیر پر اپنا پاؤں رکھدے اور مقابلہ کے لیئے سامنے آئے۔

مسمی بہار قوم داد پوترہ نام کا ایک شخص حضرت شیخ اللہ وتہؒ کا مرید تھا اور فنونِ کشتی سے زیادہ واقف بھی نہ تھا وہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت! تین چار روز سے ایک پہلوان شہر فرید میں آیا ہوا ہے اور پاؤں میں زنجیر ڈالے اکڑ اکڑ کر بازاروں میں پھر رہا ہے۔ یہ پہلوان واپس جا کر کیا کہے گا کہ شہر فرید کے علاقہ میں کسی شخص میں مجھ سے کشتی لڑنے کی ہمت نہ تھی اور کسی نے میرے پاؤں کی زنجیر پر اپنا پاؤں رکھنے کی جرأت نہ کی۔ اس بات سے پورے علاقہ کی بدنامی ہوتی ہے۔ میں تو آج اس پہلوان کی زنجیر پر پاؤں رکھ کر مقابلہ کا اعلان کرتا ہوں۔

Marfat.com

حضرت شیخ نے فرمایا: کوئی کسی زُعم میں مبتلا ہے تو رہنے دو اور تم خواہ مخواہ ٹانگ نہ اُڑاؤ۔ چھیتا مرید بضد ہوگیا اور کہنے لگا! آپ میری پیٹھ پر ازراہِ کرم تھپکی دیں میں انشاء اللہ کل اِس پہلوان سے ضرور کُشتی لڑوں گا۔ حضرت شیخ مسکرائے اور بہار خاں داد پوترہ کی پیٹھ پر دستِ مُبارک سے تھپکی دی۔ راسخ العقیدہ مرید اللہ دتہؒ، محمدؐ، چار یارؓ، حاجیؒ، خواجہؒ قطبؒ، فریدؒ کا نعرہ لگاتا ہُوا اُٹھا اور پہلوان کو تلاش کرکے اُس کے پاؤں کی گھسٹتی ہُوئی زنجیر پر اپنا پاؤں رکھ کر اگلے دن کیلئے کُشتی کے مقابلہ کا اعلان کر دیا۔

لڑا دے ممولے کو شہباز سے

قصبہ میں منادی ہوگئی رات بھر ڈیروں میں عظیم الجثہ، قدآور پہلوان اور لاغر بدن، پست قامت بہار داد پوترہ کی کُشتی پر تبصرے ہوتے رہے۔ شہر سے باہر کُشتی ایک کھُلے میدان میں ہُوئی۔ ہزاروں کا مجمع تھا۔ حضرت شیخ اللہ دتہؒ بذات شریف موجود تھے۔ مُرید نے پہلوان کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے۔ ہزاروں لوگوں نے دیکھا حضرت شیخؒ نے اپنے شانہ کی چادر کو مروڑا دیا اور دیو پیکر پہلوان چاروں شانے چت زمین پر آگرا۔ میاں بہار داد پوترہ اُس کے سینہ پر سوار تھا۔ پورا مجمع تالیوں کی آواز سے گُونج اُٹھا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں!

تقطیع البدن

میاں نہال خاں ملکیرہ علاقہ شہر فرید کا مشہور آدمی اور حضرت شیخ اللہ دتہؒ کا مرید تھا اُس نے اپنے رشتہ داروں سے حضرت شیخؒ کا ایک واقعہ اِس طرح بیان کیا ہے کہ کچھ عرصہ سے آپ نے شہر سے باہر ایک ویرانہ میں رات بسر کرنیکا معمول بنالیا تھا۔ ایک رات مجھے خیال آیا کہ حضرت شیخؒ آبادی سے دُور ذکر و فکر میں مشغول رہتے ہیں میں بھی اُن خدمت میں حاضر ہوکر شب بیداری کروں گا اور علی الصبح اُن کے ہمراہ واپس شہر آجاؤں گا۔ یہ ارادہ کرکے ایک رات میں اُن کی خلوت گاہ کی جانب چل پڑا جب میں اُن کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ

Marfat.com

حضرت شیخؒ کے اعضائے جسم بکھرے پڑے ہیں یہ خوفناک منظر دیکھ کر میں واپس شہر کی جانب بھاگا اور شہر کے چند معززین کو بیدار کر کے اُن سے کہا کہ کسی سنگدل نے حضرت شیخ کو بڑی سفاکی سے قتل کر دیا ہے اور نعش کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں۔ میری بات پر سب لوگ حیران ہو گئے اور اُنہوں نے کہا کہ حضرت شیخ اللہ دتہؒ پورے علاقہ کے لئے قابلِ احترام شخصیت ہیں اُن سے کسی کو عداوت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ سب کچھ کیسے ممکن ہے۔ حضرت شیخؒ کے منتشر اعضائے بدن میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے اس لئے معززینِ شہر کو ساتھ لے کر اُن کی خلوت گاہ پر آیا اور وہاں پہنچ کر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی کہ حضرت شیخ اللہ دتہؒ زندہ و سلامت عبادت میں مشغول تھے۔

شہر فرید میں ایسی بہت سی چشم دید کرامات و خوارق حضرت شیخ اللہ دتہؒ اور دیگر سجادہ نشینانِ حضرت شیخ بدر الدین چشتیؒ کے بارے میں لوگوں کے دلوں پر نقش ہیں۔

قصبہ چٹی شیخاں ضلع سیالکوٹ کی مسل حقیقت ۱۸۶۵ء میں لکھا ہوا ہے کہ عہدِ مغلیہ میں پاک پتن شریف کی طرف سے حضرت شیخ بدر الدین چشتیؒ سیر کرتے ہوئے یہاں آئے۔ آپ کی آمد سے پہلے اس علاقہ میں گوجر قوم آباد تھی۔ اُن کی کسی گوت کے نام پر اس مقام کو کالو چٹی کہا جاتا تھا اور وہ تمام لوگ اس جگہ سے ترکِ سکونت کر کے کہیں چلے گئے تھے حضرت شیخ بدر الدین چشتیؒ نے اس قدیم گاؤں کے کھنڈرات پر نیا گاؤں چٹی آباد کیا جس کو آپ کے خاندانِ شیوخ قریش کی نسبت سے لوگ "چٹی شیخاں" کہنے لگے۔

حضرت شیخ بدر الدینؒ کی اولاد یہاں آباد ہو گئی مگر وہ خود پاک پتن شریف اور چشتیاں شریف کی سرزمین کو اپنے دل سے نہ بھلا سکے اور بالآخر اپنے بزرگوں کے جوارِ پُر انوار میں تدفین کی ابدی سعادت حاصل کرنے کے لئے چٹی سے واپس آگئے۔

فاضل گرامی و مصنف اولیائے بہاولپور نے آپ کی تاریخ وفات ۲۱ ذوالحجہ ۱۰۱۶ھ رقم کی ہے۔ قصبہ شہر فرید کی جنوبی سمت میں سڑک کے کنارے ایک پختہ چار دیواری میں دو مقبرہ جات اور مسجد شریف کی عمارات ہیں۔ مسجد شریف سے ملحق روضہ میں مستورات کے مزارات ہیں اور اس روضہ سے متصل جنوبی روضہ میں غربی جانب سے پہلا مزار حضرت شیخ بدر الدین چشتیؒ کا ہے۔

Marfat.com

اُن کے پہلو میں دوسرا مزار حضرت شیخ محمودؒ کا ہے۔ اسی ترتیب سے تیسرا مزار حضرت شیخ غلام رسولؒ کا ہے۔ چوتھے صاحبِ مزار بزرگ کا اسمِ گرامی معلوم نہیں ہو سکا۔ پانچواں مزار حضرت شیخ اللہ دتہؒ کا ہے جن کا سنِ وصال ۱۹۰۱ء ہے۔

نواب شاہ محمّد رضا فاروقی چشتیؒ

مغلیہ دورِ حکومت میں شاہ محمد رضا فاروقی کے زیرِ اثر و اقتدار بہت سے مواضعات پر محیط چٹی شیخاں کی ریاست قائم ہو گئی تھی۔ شاہ محمّد رضا نیک دل، فیاض طبع اور رعایا پرور حکمران تھے۔ محکمہ مال میں اُن کے ورثاء کے پیش کردہ نسب نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت شیخ بدرالدّین چشتیؒ کے بھائی یا بھتیجے کی اولاد سے تھے۔ مسل حقیقت ۱۸۶۵ء بندوبست اراضی موضع چٹی شیخاں ضلع سیالکوٹ میں اُن کا شجرہ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

شاہ محمّد رضا۔ بن شیخ عبدالفتاح بن شیخ مودُود بن شیخ اشرف۔ بن شیخ عبداللہ بن شیخ رکن الدّین بن شیخ علاؤالدّین بن شیخ حسین شاہ بن حضرت شیخ تاج الدّین سرورؒ بن شیخ المشائخ حضرت شیخ بدرالدّین سلیمانؒ بن شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدّین مسعود گنج شکرؒ۔

حاکم چٹی شیخاں شاہ محمّد رضا فاروقی مُغلیہ سلطنت کے دورِ انحطاط میں بھی شاہی خاندان کے وفادار و غمگسار رہے اور ملک و ملت کی یکجہتی و خوشحالی کے لئے کوشاں رہے چٹی شیخاں کی ملحقہ ریاستوں سے اُن کے خوشگوار تعلقات تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اُن کا جزوِ ایمان تھی۔

مُغل بادشاہوں کے مخزونہ میں ایک عرصہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی آل اطہارؓ کے تبرّکات محفوظ تھے مگر حوادث زمانہ سے یہ تبرّکات عالیہ بعض غیر معروف ہاتھوں میں منتقل و منتشر ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ایسے موقعہ پر شاہ محمّد رضا فاروقیؒ کا جذبۂ ایثار و محبت کام آیا۔ اُنھوں نے یہ نوادرات و تبرکات خطیر ہدیہ پیش کر کے اپنے تحویل میں لے کر محفوظ کرنے کا کارنامہ انجام دیا۔

Marfat.com

تبرّکاتِ عالیہ نبویّہ کا لیس منظر

منقول[1] ہے کہ امیر تیمور گورگاں نے آٹھویں صدی ہجری کے اواخر میں ممالکِ اسلامیہ پر لشکر کشی کی اور دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ طویل ہو گیا تو شہر کے امراء و فضلاء اور سادات کرام جمع ہوئے اور بہت سے تحائف و تبرکات لے کر امیر تیمور کے دربار میں تشریف لائے اور تمام تحائف پیش کر کے جان و مال کی امان طلب کی۔ ان تحائف میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے چند تبرکات بھی شامل تھے۔ اِس طرح یہ تبرکاتِ عالیہ تیموری خاندان کے قبضہ میں آ گئے۔

ملکہ زمانی کے بطن سے سلطان محمد شاہ بادشاہ دہلی کی ایک دختر تھی جس کا نام مُغلانی بیگم تھا اور وہ احمد شاہ دُرانی والئی کابل کے لڑکے سے بیاہی گئی تھی۔ مغلانی بیگم کابل میں سخت علیل ہو گئی اُس کی والدہ ملکہ زمانی نے بیمار بیٹی کو ملنے کیلئے کابل جانے کا ارادہ کر لیا اور سفر پر روانہ ہونے سے پہلے ملکہ زمانی نے جو رخت سفر تیار کیا اُس میں قدیم تبرکات بھی اپنے ساتھ لے لئے اور قافلہ تیار کر کے کابل کو روانہ ہو گئیں۔

دورانِ سفر سیالکوٹ کے قریب اس قافلے پر سکھوں نے حملہ کر دیا اور تمام مال و اسباب لُوٹ لیا مگر تبرکاتِ عالیہ اُن کی لُوٹ مار سے محفوظ رہ گئے۔ ملکۂ زمانی اس حادثہ کے بعد ریاست جموں میں داخل ہو گئیں۔ جموں کے قیام کے دوران خبر ملی کر کابل میں اُس کی بیٹی مغلانی بیگم کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کی نعش کو دہلی بھجوایا جا رہا ہے ستم بالائے ستم کہ میت والے قافلے کو بھی سیالکوٹ کے قریب گوجر سنگھ وغیرہ سکھوں نے لوٹ لیا۔ مغلانی بیگم کی نعش جموں پہنچی تو ملکہ زمانی بے سرو سامان انتہائی پریشانی کے عالم میں تھیں۔ ایسے حالات میں ملکہ زمانی نے

---

[1] حدیقۃ الاولیاء: صہ ۲۴۴ از مفتی غلام سرور لاہوری

Marfat.com

جموں کے ایک سوداگر کے پاس تبرکات رہن رکھے اور اسّی ہزار روپے زرِ رہن زادِ راہ کے لئے حاصل کر کے دہلی روانہ ہو گئیں۔

اس قافلہ نے واپس آتے وقت جموں سے نیچے اُتر کر چٹی شیخاں کے قریب پڑاؤ کیا۔ چٹی شیخاں کے نواب شاہ محمد رضا چشتی فاروقی اور ملحقہ ریاست رسول نگر کے حاکم چودھری پیر محمد اور اُن کے فرزندان ملکہ عالیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی ملکہ عالیہ تبرکات اُنہیں عطا کر دیں۔ وہ اسّی ہزار روپے جموں کے سوداگر کو ادا کریں گے اور بیس ہزار روپے ملکہ عالیہ کو پیش کریں گے۔ چنانچہ ملکہ زمانی نے تبرکات کی سند اُن کے نام لکھ دی اور اجازت دیدی کہ جموں کے سوداگر کو اسّی ہزار روپے[1] ادا کر کے تبرکات حاصل کر لیں اس طرح یہ تبرکات شاہ محمد رضا چشتی فاروقی اور چودھری پیر محمد کی ملکیت میں آ گئے ؎

جمادِ چند دادم جاں خریدم

بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

ترجمہ:- مَیں نے چند پتھر کے ٹکڑے دیئے اور جان خرید لی۔ بحمد اللہ یہ جان کس قدر ارزاں اور سستی خریدی۔

منقول ہے کہ راجہ رنجیت سنگھ کے باپ مہان سنگھ نے ریاست رسُول نگر پر حملہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا اور چودھری پیر محمد کے لڑکے غلام محمد سے تبرکات بھی چھین لئے جو بعد خرید بوقت تقسیم اُن کے حصّہ میں آئے تھے۔ تبرکات کا دوسرا حصّہ شاہ محمد رضا فاروقی کی ملکیت میں رہا۔ اور اُن کے وصال کے بعد یہ تبرکات اُن کے فرزندان شیخ سوندھا، شیخ فضل الٰہی اور شیخ جیون کے تصرف میں آ گئے۔ راجہ رنجیت سنگھ کے دورِ حکومت میں فقیر نور الدین کو چٹی شیخاں کی تسخیر کے لئے لاہور سے روانہ کیا گیا۔ اُس دور میں پورے پنجاب اور شمالی ہندوستان پر راجہ رنجیت سنگھ کی حکومت تھی اور مسلمان والیانِ ریاست ایک ایک کر کے زیرِ نگیں ہو چکے تھے۔ شاہ محمد رضا کے فرزندان شیخ سوندھا، شیخ فضل الٰہی، شیخ جیون نے بھی اطاعت قبول کر لی اور حکومت سے دستبردار ہو گئے۔

---

[1] حدیقۃ الاولیاء تالیف مفتی غلام سرور لاہوری۔

فقیر نور الدین نے شیخ سوندھا اور شیخ فضل الہٰی سے تبرکات عالیہ حاصل کر لئے اور اُن کی سندات و دستاویزات تحریر کرالیں اور اس طرح یہ بیش بہا خزینہ شاہ محمد رضاؒ کے ورثاء کے ہاتھوں سے نکل کر فقیر خاندان اور راجہ رنجیت سنگھ کی ملکیت میں آگیا۔

ایک ایمان افروز واقعہ[1]

راجہ رنجیت سنگھ بھی تبرکات عالیہ کی حفاظت کرتا رہا۔ اُس نے یہ تبرکات قلعہ مکیریاں میں اپنی ساس رانی سدا کور کے پاس ایک بالاخانہ میں رکھ دیئے تھے جسکی نچلی منزل میں بارود بھرا ہوا تھا ایک مرتبہ اتفاق سے قلعہ میں آگ لگ گئی اور تمام عمارات جل گئیں جب آگ بارود خانہ کے نزدیک پہنچی تو خود بخود ختم ہو گئی۔ اس واقعہ سے رانی سدا کور بہت متاثر ہوئی اور پہلے سے زیادہ تبرکات کی حفاظت کرنے لگی۔ بعد ازاں راجہ رنجیت سنگھ نے تبرکات واپس طلب کئے مگر رانی سدا کور نے اپنی عقیدت کی بنا پر انہیں واپس کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

جب سکھوں کا دورِ حکومت ختم ہوا اور انگریز غالب آگئے تو یہ تبرکات بعض دوسرے نوادرات کے ساتھ بادشاہی مسجد میں رکھ دیئے گئے۔ جہاں عوام و خواص اُن کی زیارت سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔

---

[1] حدیقۃ الاولیاء اردو ترجمہ مرتبہ مفتی غلام سرور لاہوری صفحہ ۲۴۶

Marfat.com

حضرت شیخ چنن رح

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے چھ بیٹوں میں سے اُن کے فرزند دوم حضرت شیخ حسین شاہ کی اولاد چشتیاں شریف میں آباد ہوئی۔ بروئے شجرہ نسب گیارویں صدی ہجری میں اس مقام پر حضرت شیخ فتح علی بن حضرت شیخ ظفر الدین فاروقیؒ کا خاندان پھلتا پھولتا دکھائی دیتا ہے۔ عہدِ اکبری میں حضرت شیخ فتح علیؒ کے رفقا میں قریبی موضع شاہ آدم المعروف شہادم شاہ کے سادات کرام کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ رحمؒ مشہدی کا نام نامی بھی آتا ہے۔ چشتیاں شریف کے شمال مشرقی گوشہ میں ایک برساتی ٹوبھ (تالاب) شاہ شرحموں یعنی حضرت شاہ رحم کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت شیخ درگاہیؒ، حضرت شیخ ماہیؒ، حضرت شیخ چننؒ فرزندان حضرت شیخ فتح علیؒ چشتیاں شریف کے مالکان اراضی و مشاہیرِ زمانہ سے تھے۔

حضرت شیخ چننؒ سب بھائیوں سے چھوٹے تھے، جنکی طبیعت عام لوگوں سے مختلف تھی۔ درویشانہ مزاج و فقیرانہ اوصاف کے مالک تھے۔ لوگ آپ سے دُعا کی استدعا کرتے اور آپ جس آدمی کیلئے دُعا کے ہاتھ اُٹھاتے بفضلہ تعالیٰ اس کا مقصد پورا ہو جاتا۔ ایام جوانی میں آپ نے قلعہ کی شمالی فصیل کے باہر کچی اینٹوں سے ایک مسجد شریف تعمیر کرائی۔ آپ کا زیادہ وقت اسی مسجد کے صحن میں بسر ہوتا تھا ایک مرتبہ مالکانِ اراضی نے اپنی ضرورت کیلئے بیلو کے ایک درخت کو کاٹنا چاہا، تو حضرت شیخ نے انہیں منع فرمایا کہ "اس درخت کا سایہ مسجد میں نمازیوں کے لئے فائدہ بخش ہے لہٰذا اسے نہ کاٹا جائے"۔ مالکانِ اراضی نے حضرت شیخ کی بات نہ مانی اور کہا کہ یہ درخت حدودِ مسجد میں نہیں اور بالحاظ پیمائش ہماری ملکیت ہے۔ یہ جواب سُن کر حضرت شیخ چننؒ نے فرمایا! "اچھا آج شام ہو چلی ہے کل سویرے آکر کاٹ لینا"۔ اگلے دن صبح کے وقت جب لوگ اوزار لے کر درخت کاٹنے آئے تو دیکھا کہ بیلو کا درخت اپنی جگہ پر

Marfat.com

نہیں رہا، بلکہ حدودِ مسجد میں منتقل ہو چکا ہے۔ یہ کرامت دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے درخت کاٹنے سے باز رہے اور حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے۔ پیلو کا درخت آج بھی اسی مقام پر موجود ہے۔

حضرت شیخ چنن رح اپنے جدِ محترم کے آستانہ عالیہ کی چار دیواری میں مدفون ہیں۔ جدید مجلس خانہ کی جنوبی سمت میں آپ کا مزار پُر انوار بلا سقف ہے۔ اسی موقعہ پر مجلس خانہ کے برآمدہ میں سنگِ مرمر کی مرقدِ معنبرہ حضرت خواجہ محمود بخش صاحب سجادہ نشین قبلہ عالم رح کی اہلیہ محترمہ حضرت بی بی ملوک صاحبہ رح کی ہے۔

Marfat.com

سر آسمان جاہ

امرائے پائیگاہ سابق ریاست حیدرآباد دکن میں نواب محمد مظہر الدین خاں المعروف سر آسمان جاہ نابغۂ روزگار شخصیت تھے۔ فرماں روائے حیدرآباد دکن نے انہیں رفعت جنگ، بشیر الدولہ، عمدۃ الملک، اعظم الامراء، امیر کبیر اور آسمان جاہ کے خطابات سے نوازا اور ملکہ برطانیہ نے انہیں "کے سی آئی ای" کا اعزاز دیا تھا۔ متحدہ ہندوستان کے عوام و خواص ان کی بیش بہا قومی و ملی خدمات پر انہیں حامی الاسلام کہتے تھے۔

سر آسمان جاہ فیاض طبع، بلند اخلاق، نیک نہاد، خوش جمال، رقیق القلب[1] اور اہلِ علم کے قدردان تھے سنہ ۱۳۰۴ھ میں وہ حیدرآباد کی وزارتِ عظمیٰ کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ اُن کے عہدِ وزارت میں دیگر قابلِ تحسین اُمور کے علاوہ سرکاری خزانہ سے اہل علم و ادب کے معقول وظائف مقرر ہوئے جن میں مولوی عبدالحق حقانی، مولوی عبدالحق خیر آبادی، مولوی عبدالحق کانپوری اور خواجہ الطاف حسین حالی کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

سر آسمان جاہ کی ذاتی جاگیر حیدرآباد میں چھ اضلاع پر محیط تھی جس کی آمدنی اُس دور میں بیس لاکھ روپے سالانہ تھی۔ اس آمدنی سے معقول رقم ملتِ اسلامیہ کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتی تھی۔ حرمین الشریفین، دار الخیر اجمیر، اکبرآباد اور بعض دوسرے مقامات پر سر آسمان جاہ نے مصارفِ کثیرہ سے سرائے اور خانقاہیں تعمیر کرائیں سنہ ۱۳۰۸ھ میں اُنہوں نے سلطان الہند خواجۂ خواجگان، غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ اجمیر شریف میں ایک عظیم الشان سماع خانہ تعمیر کرایا۔ خواجہ غریب نواز[2] سے گہری عقیدت و وابستگی کی بناء پر اپنے بیٹے کا نام اُن کے اسم مبارک پر معین الدین رکھا۔ سر آسمان جاہ بزرگانِ دین کی زیارات و

---

[1] تاریخ خاندان امرائے پائیگاہ: بحوالہ صمصام شیرازی صفحہ ۱۸۱، [2] تاریخ خاندان پائیگاہ مرتبہ نواب حسن یار جنگ صفحہ ۱۸۰

Marfat.com

اعراس مُبارک کی تقریبات کے لئے اپنی آمدنی سے ایک لاکھ روپے سالانہ تاحیات بلاکم و کاست خرچ کرتے رہے۔ پاک پتن شریف میں جب وہ اپنے جدِّ محترم شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے تو اُنہوں نے زائرین کے آرام و قیام کی خاطر ساہیوال ریلوے اسٹیشن کے قریب ایک سرائے بنوانے کا ارادہ کیا اور اِس کارِ خیر کیلئے ڈیڑھ ایکڑ اراضی خرید کر لی۔[۱] مگر زندگی نے وفا نہ کی۔ سر آسمان جاہ مرحوم اس کی تکمیل نہ کرا سکے اور ۲۶ صفر ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۸۹۸ء کو عالمِ فانی سے راہیِ عالمِ جاودانی ہوئے۔ گزیٹیئر بہاولپور میں مرقوم ہے کہ:

"Shaikh Taj-ud-Din had many sons. One of whom Shaikh Ahmad went to Hyderabad Daccan, sir Asman Jah, the late Vazir of Hyderabad State being one of his descendant".

ترجمہ: "(حضرت) شیخ تاج الدینؒ کے کئی فرزند تھے۔ اُن میں سے ایک (حضرت) شیخ احمد حیدر آباد دکن تشریف لے گئے۔ سر آسمان جاہ (مرحوم) جو ریاست حیدر آباد کے وزیر تھے آپ ہی کی اولاد تھے۔"

مخطوطِ آصفیہ کی رُو سے اُمرائے پائیگاہ کے جدِّ امجد نواب ابو الخیر خاںؒ[۲] متوفی ۲۶ ربیع الاوّل ۱۱۶۲ھ جلیل القدر بزرگ قاضی الاولیاء حضرت شیخ قاضی مہذب الدین فاروقیؒ مدفونہ کیچ شریف ضلع بیڑ نظام کی اولاد سے تھے۔ تاریخ کی ورق گردانی سے عیاں ہوتا ہے کہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی اولاد اطرافِ دکن میں اعزاز و اقتدارِ دینی و دُنیاوی اور اوضاع و اطوارِ عسکری و رُوحانی سے بصد شان و شوکت صدیوں تک جلوہ افروز رہی کیونکہ اُن کے مورثِ اعلیٰ بھی اقلیمِ علم و عرفان و شمشیر و سنان کے تاجدار تھے۔

---

[۱] حسبِ ارشاد حضرت حاجی میاں بختیار سید محمد دامت برکاتہٗ پاک پتن شریف

[۲] ماہنامہ اُردو اکتوبر ۱۹۵۱ء بحوالہ حدائق الاولیاء مخطوطِ آصفیہ در رسالہ تاریخ حیدر آباد

Marfat.com

فقر و شاہی واردات مصطفےؐ است !

ایں تجلی ہائے ذات مصطفےؐ است !

ترجمہ: فقر اور شاہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہیں اور یہ ذات مصطفےؐ کی تجلیات ہیں۔

Marfat.com

سجّادہ نشینانِ کرام

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے اکثر سجادہ نشینان مجذوبانہ احوال و کیفیات رکھتے تھے اور مستجاب الدعوات تھے۔ عوام میں اُن کی بے شمار کرامتیں مشہور ہیں۔ حضرت دیوان محمد بخش صاحب بے اولاد لوگوں کو پیلو کے درختوں سے پتے توڑ کر دیدیا کرتے تھے اور ان پتوں کی تعداد کے مطابق اُنہیں بارگاہِ ایزدی سے اولاد عنایت ہو جاتی تھی۔ اُن کے فرزند دیوان شرف الدین صاحبؒ مسند نشین ہوتے ہی کیف و جذب میں مستغرق ہو گئے تھے۔ اُن کی باتوں کا مفہوم بڑی مشکل سے سمجھ میں آتا تھا۔ زبان میں لکنت اور ہاتھ پاؤں میں رعشہ کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ اُن کے حلقۂ مریدین میں قبولیتِ دعا کی بہت سی روایات مشہور ہیں۔ دیوان شرف الدین صاحب مرحوم چھوٹے بچوں پر خصوصی شفقت فرماتے اور اُنہیں مٹھائی تقسیم فرماتے تھے بعض اوقات بچے اپنی معصومانہ شرارت سے دریافت کرتے کہ بابا آپ کی وفات کب ہو گی؟ حضرت اُنہیں جواب دیتے "ستائیس رمضان المبارک"۔ بچے دوبارہ دریافت کرتے کہ وہ کونسا سال ہوگا تو آپ ہنستے اور مسکراتے رہتے اور دوسرے سوال کا جواب نہ دیتے۔ چنانچہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ بروز منگل اُن کا وصال ہوا۔ حضرت بابا تاج سرورؒ کے آستانہ عالیہ میں واقع مسجد حضرت خواجہ قبلہ عالمؒ کے ملحق بدیوار اُن کی تدفین ہوئی۔

موجودہ سجادہ نشین دیوان غلام قطب الدین صاحب حضرت دیوان شرف الدینؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں اور حافظ قرآن مجید ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب اٹھارہ واسطوں سے تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ تک پہنچتا ہے اور سلسلہ روحانی میں خواجۂ ملت حضرت غلام نظام الدین محمودی سلیمانی تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ عاطفت سے وابستہ ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ انہیں سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق و استقامت نصیب فرماتے آمین۔

Marfat.com

قبرستانِ چشتیاں شریف

چشتیاں شریف کا قبرستان اتنا ہی قدیم ہے، جتنی اس علاقہ میں حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کی تشریف آوری قدیم ہے۔ ساتویں صدی ہجری کے تقریباً وسط میں جب اجودھن (پاکپتن شریف) سے ہجرت کر کے اس علاقہ میں کثیر تعداد مسلمان آباد ہوئے تو اس سرزمین پر ایک وسیع و عریض قبرستان کا آغاز ہوا۔ ان مسلمانوں کے رہائش پذیر ہونے سے بیش سال پہلے اس مقام پر شیخ الشیوخ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی قیام گاہوں کے نزدیک بھی چند قبور موجود تھیں۔ موجودہ زمانے میں اپنی وسعت کے لحاظ سے پاکستان میں مکلی ٹھٹھہ کے بعد یہ سب سے بڑا شہرِ خموشاں ہے، جہاں آٹھ سو سال سے اہلِ اسلام کی تدفین ہو رہی ہے۔

صدہا سال کی آندھیوں اور بارشوں کے سبب مٹی اُڑ جانے سے اس قبرستان میں بعض جگہ اعضائے انسانی زمین کے اُوپر بچھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور کہیں کہیں اُوپر نیچے ریت کے ٹیلوں میں تہہ در تہہ قبور بنی ہوئی ہیں، جو امتدادِ زمانہ سے بے نام و نشاں ہوتی رہیں اور عدم خبری میں ان کے اُوپر دوبارہ و سہ بارہ تدفین ہوتی رہی۔ اس قبرستان میں ہزاروں اولیاء اصفیاء علماء حفاظ، مردانِ صف شکن، جوانانِ تیغ زن، عساکرِ اسلام اور شہدائے کرام محوِ خواب شیریں ہیں جن کی حیاتِ جاوید کے شواہد و آثار مختلف ادوار میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

سنو ٹوٹی ہوئی قبروں سے پچھلی داستانوں کو
جہاں خاموشیاں کرتی ہیں باتیں یہ وہ محفل ہے

عزیز لکھنوی

Marfat.com

اہلِ قبور کے تصرفات

روضہ حضرت بابا تاج سرورؒ کی ملحقہ مسجد تعمیر کرنے کی غرض سے بنیادیں کھودی جارہی تھیں اور بہت سے لوگ جمع تھے جب مسجد کے برآمدہ کی بنیاد کھودنے لگے تو چند قبروں کے نشانات ظاہر ہوئے روضہ عالیہ کے اتنے قریب یقیناً شہدائے جنگ راجپوتانہ کے مزارات تھے اُن کے جسد ہائے مُبارک سات سو سال زیرِ زمین رہنے کے بعد بھی صحیح و سلامت تھے اور اُن کے کھدّر کے کفن تک محفوظ تھے تھوڑی سی تگ و دو کے بعد اُن کے جسد ہائے مُبارک دوسری جگہ منتقل کر دیئے گئے مگر سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی جب ایک عظیم المرتبت ہستی نے اپنے کفن و جسد اطہر کو ہاتھ بھی نہ لگانے دیا اور از خود برآمدہ کی بنیاد والی جگہ سے دُور ہو گئے۔

حضرت میاں عبدالصمد صاحب خلف الرشید حضرت حاجی عبدالغفور صاحب مہاروی فرماتے ہیں کہ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمدؒ کی اولاد امجاد سے حضرت میاں عبدالغفور ابن حضرت حافظ غلام نبی صاحب فضائل علومِ دین سے بہرہ ور شخصیت تھے اُن کا معمول تھا کہ جمعرات کو حضرت خواجہ قبلۂ عالمؒ کے مزار پُر انوار کی زیارت کے لئے مہاراں شریف سے چشتیاں شریف آتے تھے۔ اور حدودِ قبرستان میں داخل ہوتے وقت بلند آواز سے دلائل الخیرات کی تلاوت کرتے ہوئے گزرتے تھے، ایک مرتبہ اُنہیں تلاوت کے دوران متشابہ پیش آیا تو کسی صاحبِ مزار نے ماقبل دیگر متشابہ دُور کر دیا میاں عبدالغفور صاحب مزار سے ماقبل کی آواز سُن کر گھبرا گئے اور ہانپتے کانپتے چشتیاں شریف میں اپنے ڈیرہ پر پہنچے جہاں اُنہیں شدید بخار ہو گیا، اُن کے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ اتفاق سے چشتیاں شریف آئے ہوئے تھے اُنہوں نے میاں عبدالغفور صاحب کے خوف زدہ اور بیمار ہونے کی خبر سُنی تو اُن کی مزاج پُرسی

Marfat.com

کے لئے ڈیرہ پر تشریف لائے، انہیں پانی دم کر کے پلایا اور فرمایا: "صاحبزادہ صاحب آپ اتنی سی بات پر خوف زدہ ہو گئے ہیں۔ یہاں تو ایسے ہزاروں مردانِ راہ و واصلانِ بارگاہ مدفون ہیں۔ جن سے بالمشافہ گفتگو کی جا سکتی ہے۔"

اُستادیم حضرت حافظ اللہ جوایا صاحبؒ فرماتے تھے کہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے سے پہلے بنگلہ فاضلکا اور فیروز پور سے ایک ٹرین رات کے بارہ بجے چشتیاں شریف آتی تھی۔ ایک مرتبہ بہاولنگر سے میں اس ٹرین پر سوار ہوا اور رات کے بارہ بجے چشتیاں ریلوے اسٹیشن پر اُتر گیا۔ اگرچہ بستی چشتیاں شریف اور ریلوے اسٹیشن کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے اور اس ایک میل میں پورا قبرستان ہے۔ مگر میں نے ارادہ کر لیا کہ اسٹیشن پر رات گزارنے کی بجائے گھر پہنچ کر آرام کروں گا۔ لہٰذا کلامِ پاک کی تلاوت کرتا ہوا قبرستان کے وسط سے گزرا۔ قرآن خوانی کے دوران مجھ سے سہو ہو گیا، جس پر کسی صاحبِ مزار نے مجھے آگاہ فرما دیا۔ میں نے آیاتِ کریمہ کو صحیح کر کے مکرر پڑھا۔ مگر اس واقعہ سے میرے ذہن پر ایک خوف سا چھا گیا اور میں سردی کے موسم میں بھی پسینہ سے شرابور ہو گیا۔

روضہ عالیہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے جنوب میں بظاہر سفید زمین تھی اور وہاں کسی قبر کا نام و نشان نہ تھا ایک میت کی تدفین کے لئے اس موقعہ پر چند اشخاص قبر کھودنے لگے۔ جب وہ تین فٹ گہرائی میں پہنچے تو وہاں ایک صدیوں پرانی قبر کے آثار ظاہر ہوئے اور کھدائی کے وقت اتفاق سے اس مزارِ کہنہ کی لحد میں ایک سوراخ ہو گیا، جس سے عطر بیز و فرحت بخش خوشبو آنے لگی اور آہستہ آہستہ یہ خوشبو دُور دُور تک پھیلتی گئی۔ اتنے میں جنازہ اُٹھائے دوسرے لوگ بھی آ گئے۔ تمام حاضرین نے اس دلآویز خوشبو کو محسوس کیا اور بڑی دیر تک محظوظ ہوتے رہے۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے صاحبِ مزار کے لئے ایصالِ ثواب کیا اور مزار معنبرہ کو مٹی سے ڈھانپ دیا۔

امتدادِ زمانہ سے مسمار شدہ قبروں پر عرس مبارک کے ایام میں تھیٹر اور ناٹک کمپنیوں نے ڈیرے ڈال دیئے۔ عوام کو یہ فعل سخت ناگوار گزرا۔ مگر محکمانہ اجازت و اختیار کے سامنے سب لوگ بے بس ہو گئے اور قبرستان میلہ گراؤنڈ بن گیا۔ ایک رات کسی صاحبِ مزار نے

Marfat.com

خواب میں تھیٹر کے مالک کو خرافات سے منع فرمایا اور اپنے پامال شدہ مزار کی نشان دہی فرمائی۔ سورج نکلتے ہی وہ تھیٹر والا ساز و سامان اُٹھا کر حدودِ قبرستان سے باہر نکل گیا اور جاتے وقت خواب میں نشان دہی والی جگہ پر ایک اونچا چبوترہ اور مزار بنا کر گیا۔ اس کے بعد آئندہ چند برسوں میں اللہ تبارک تعالیٰ کے فضل و کرم سے میلہ گراؤنڈ بھی اس مقام سے منتقل ہو گیا۔

ربّ العزت کا فرمان واضح ہے کہ

"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ٥"

ترجمہ:- جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے۔

اس قدیم قبرستان میں ہزاروں ایسے بزرگانِ دین کے مزارات ہیں جن سے تاریخ نے ہر دور میں اغماض کیا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ اُن عظیم ہستیوں کے اسمائے گرامی کیا تھے اور انہوں نے راہِ حق میں کتنے قابلِ قدر و لائقِ تحسین کارنامے انجام دیئے۔ قدِ آدم بلند و بالا بے شمار پختہ مزارات سلطان شمس الدین التمش اور سلطان غیاث الدین بلبن کے دور کے مقابر سے گہری مماثلت رکھتے تھے۔ اُن کی ساخت و تعمیر ہندوستان میں ازمنۂ وسطیٰ کے مسلمان اکابرین اور امراء و سلاطین کی عظمتِ رفتہ کی یادگار تھی۔ مگر اب سیم و تھور کے اثرات سے یہ مزارات روز بروز نیست و نابود ہوتے جا رہے ہیں ۔

نہ ہر نقش لوحے بماند ولیک
جزائے عمل ماند و نامِ نیک

ترجمہ: ہر تختی کا نقش باقی نہیں رہتا، لیکن عمل کی جزا اور نیک نام ہمیشہ دُنیا میں باقی رہتے ہیں۔

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرودہؒ کا قبرستان ساڑھے سات سو سال سے اقوامِ راجپوتانہ

Marfat.com

اور دریائے ستلج کے نواحی قبائل کی تدفین کا مرجع و مرکز رہا ہے۔ بیکانیر اور انوپ گڑھ (بھارت) کے باشندگان تقسیم ملک سے پہلے اس قبرستان میں اونٹوں پر میتیں لایا کرتے تھے اور دریائے ستلج کے ساحلی مقامات سے کشتیوں کے ذریعے جنازے لا کر دفن کئے جاتے تھے۔ عمر رسیدہ اشخاص اپنے عزیز و اقارب سے وصیت کرتے تھے کہ انہیں حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے جوارِ رحمت آثار میں سپردِ خاک کیا جائے۔ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ فرمایا کرتے تھے کہ "دریں قبرستان[1] بسیار صلحاء خفتہ اند" ترجمہ: "اس قبرستان میں بہت سے صلحا سو رہے ہیں"۔

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین حضرت خواجہ شاہ محمد علرف المعروف حضرت بھائی جانؒ (متوفی ۶ ذالحج ۱۳۹۲ھ مدفونہ اسلام آباد) ۱۹۶۲ء[2] میں چشتیاں شریف کے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے شرفیاب ہوئے تھے۔ اُنہوں نے قبرستان کی جانب اپنے نورِ بصیرت سے دیکھتے ہوئے فرمایا کہ یہاں ایک لاکھ[3] سے زائد اولیاء اللہ کے مزارات ہیں ؎

دفن ہیں ان خاک کے تودوں میں وہ آنکھیں وہ دِل
منکشف تھے جن پہ اسرار و رموزِ آب و گل!

ایک مرتبہ حضرت خواجہ قبلۂ عالم نور محمد مہارویؒ وفورِ عقیدت و کمال محبت سے گویا ہوئے کہ "انشاء اللہ[4] میری قبر اسی جنت البقیع میں ہوگی"۔

حضرت مولانا گل محمد چشتی شیروی رقمطراز ہیں کہ

"مزارِ حضرت تاج سرورؒ دراں شہر بگنبد عالی است۔ و دراں گورستان از دُور دُور مردگاں را دفن کنند بمشہوری ایں کہ مدفونان آں گورستان از سوالات ملائکہ مامون باشند"

ترجمہ: حضرت تاج سرورؒ کا مزار اس شہر میں بلند گنبد والا ہے اور اس قبرستان میں لوگ دُور دُور سے مردوں کو دفن کرنے آتے ہیں۔ اس مشہوری کی بنا پر کہ اس قبرستان کے مدفون ملائکہ کے سوالات سے محفوظ رہتے ہیں

---

[1] مناقب المحبوبین فارسی صفحہ ۲۳ [2] بروایت حضرت حاجی رحیم خاں تشاری المعروف رحمانی بابا دامت برکاتہٗ سکنہ بامہ ضلع اوکاڑہ
[3] تلخیص ترجمہ مناقب المحبوبین صفحہ ۵۱ حضرت پیرزادہ نیر افتخار احمد چشتی صاحب دامت برکاتہٗ [4] گلزارِ فریدی مخطوطہ صفحہ ۹

Marfat.com

حضرت سید نور شاہؒ کے تیسرے بھائی حضرت سید چراغ شاہؒ اپنے والدِ بزرگوار حضرت سید ہاشم علی شاہ کی خدمت میں پاک پتن شریف میں مقیم رہے۔ اُن کا مزار قبرستان پیر سلطان محلہ کرم پورہ میں واقع ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

درگاہِ معلّٰی
قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ
چشتیاں شریف،

Marfat.com

Marfat.com

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رح

غیاث العاشقین، سند الواصلین، قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رح کو سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی ترقی و ترویج میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اُنہوں نے احیائے دین و ملت و سلسلہ چشتیہ کی توسیع و اشاعت اور معاشرہ کی اصلاح و تربیت کے لئے جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ تونسہ شریف، کوٹ مٹھن شریف، حاجی پور شریف، سیال شریف، جلال پور شریف، مکھڈ شریف اور گولڑہ شریف کی خانقاہوں کے چراغ آپ کے فیضان و عرفان سے روشن ہوتے ہیں۔ آپ کا مزارِ فیض آثار شمع خانوادۂ فریدیہ و سراج دودۂ بدریہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتی شہید رح کے قبرستان چشتیاں شریف میں واقع ہے ؎

صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم !

پیدائش اور خاندان !

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رح کھرل پنوار راجپوت خاندان کے عظیم سپوت تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۴۲ھ (۱۲، اپریل ۱۷۳۰ء) کو مہار شریف سے بجانب مشرق کچھ میل کے فاصلہ پر بستی چوٹالہ میں ہوئی جو تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر میں ایک غیر معروف گاؤں ہے۔ آپ کی پیدائش گاہ پر اب ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر ہے۔ آپ کے والدِ بزرگوار کا اسمِ گرامی میاں ہندال خاں اور والدہ محترمہ کا اسمِ مبارک بی بی عاقل خاتون تھا جو میاں کمال خاں قوم جھٹہ کی دختر نیک اختر تھیں۔ اُن کی آبائی رہائش بستی پھولڑہو (نزد فورٹ عباس ضلع بہاولنگر) میں تھی جو پاکستان اور ہندوستان کی سرحد پر

Marfat.com

ایک تاریخی مقام ہے۔

میاں ہندال خاں کی نرینہ اولاد ملک برہان، ملک سلطان، حضرت خواجہ نور محمدؒ اور ملک عبدل تھے۔ ایک دختر عفت مآب بی بی قائم خاتون تھیں جن کی شادی و مناکحت میاں اسلام خاں ساہو کا (جوئیا) سے ہوئی تھی۔ صاحب گلشن ابرار نے حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمدؒ کا شجرہ نسب اسطرح بیان کیا ہے:

حضرت خواجہ نور محمدؒ بن ہندال خاں بن طاطار بن فتح بن محمود بن مُرّہ بن عزیز بن ڈاتا بن دنیا بن کوبھہ بن چتّر بن سالار بن اُوہَر بن واسو بن گورا بن جگ سین بن کج سین بن ستریک بن اجیت بن دیورائے بن گدگُن[1] شہید بن سُتوا بن بدھ بن بوہل بن باھرو بن کھرل بن کھیوا بن رانو بن دھوہڑ بن جبل بن جمع بن آہرا بن ہوٹا بن رائے دیون بن چالک بن سنگھی بن راجہ کرن بن سُورج بن قشب بن قاسم بن مولراج بن راجہ جگ دیو بن اُودے دیپ بن پنوار بن بنسیر بن قیصر بن ہرمز بن نوشیرواں عادل۔

خواب میں بشارت

بستی چوٹالہ میں جس روز حضرت خواجہ نور محمدؒ کی پیدائش ہوئی اُن کی والدہ محترمہؒ نے خواب دیکھا کہ اُن کے گھر میں ایسا چراغ روشن ہوا ہے جس کی روشنی چار دانگ عالم میں پھیل رہی ہے اور ایک خوشبو تے دلآویز سے در و دیوار معطر ہو رہے ہیں۔ اس خواب سے اُن کے ذہن پر خوف سا چھا گیا کہ شاید یہ روشنی اور خوشبو اس گھر میں جنات کی علامت ہے۔ چند دنوں بعد اس بستی میں ایک بزرگ حضرت حافظ شیخ احمد قادری دودوے[2] والے المشہور ساوے وچیرے والے یعنی سبز دستار باندھنے والے تشریف لائے، مائی صاحبہ نے اُنہیں

---

[1] بستی ہندو نزد صوابو ضلع گنگا نگر بھارت میں آپ کا مزار ہے۔ [2] مناقب المحبوبین فارسی ص ۵۶

[3] قصبہ دودہ کمالیہ کے نزدیک ضلع فیصل آباد میں ہے۔

Marfat.com

اپنا خواب سُنایا تو اُنہوں نے فرمایا: "یہ خواب بہت مُبارک ہے۔ اس گھر میں ایسا فرزند سعید پیدا ہُوا ہے۔ جس کے فیضانِ رُوحانی سے ایک عالم منور ہوگا۔"[۱]

ایک اور خوشخبری

ہانسی شریف کے رہنے والے ایک بزرگ حضرت شیخ محمد ماہؒ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی اولاد امجاد سے تھے اُن کا طریق کار تھا کہ تبلیغی مقاصد کے لئے محوِ سفر رہتے تھے اور پندرہ سولہ درویش اُن کے ہمرکاب ہوتے تھے۔ کسی سے کوئی نذرانہ قبول نہ کرتے تھے۔ لوگوں میں مشہور تھا کہ اُنہیں دستِ غیب سے سب کچھ ملتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ محمد ماہؒ حضرت خواجہ قبلہ عالمؒ کے بچپن میں مہار شریف تشریف لائے ہُوئے تھے حضرت خواجہ صاحبؒ کی والدہ صاحبہؒ اُنہیں گود میں لئے کسی معالج کے پاس جا رہی تھیں حضرت شیخ محمد ماہؒ نے دریافت کیا کہ آپ اس بچّے کو کہاں لے جا رہی ہیں؟ اُنہوں نے عرض کیا کہ بچہ بیمار ہے اس کے لئے دوائی لینے جا رہی ہُوں حضرت شیخؒ نے مائی صاحبہ کو فرمایا: "اِس کو اپنے گھر میں واپس لے جاؤ۔ یہ لڑکا شرق و مغرب کا معالج ہوگا۔ اِس کو کسی کے علاج کی ضرورت نہیں ہے۔"[۲]

تحصیلِ علوم[۳]

چار سال چار ماہ کی عمر میں حضرت خواجہ قبلہ عالمؒ حافظ محمد مسعود صاحب مہار کے مدرسہ میں داخل ہُوئے اور قرآن پاک حفظ کیا۔ حفظِ کلامِ پاک کے بعد والدین اور بھائیوں نے چاہا کہ آپ کاروبار میں مشغول ہو جائیں مگر آپ کے دل میں مزید تعلیم حاصل کرنے کی تڑپ تھی اس لئے

۱؎ مخزنِ چشت ۲؎ حضرت خواجہ قبلۂ عالمؒ تحصیل علوم کے بعد ایک مرتبہ مہار شریف سے دہلی جاتے ہُوئے ہانسی شریف میں حضرت شیخ محمد ماہؒ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ اُنہوں نے بڑی شفقت فرمائی اور دلائل الخیرات کا ایک نُسخہ مرحمت فرمایا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے دہلی پہنچ کر نُسخہ اپنے شیخ محترمؒ کو پیش کیا اور اُنہوں نے اس کے پڑھنے کی اجازت فرمائی۔ (مخزنِ چشت)

۳؎ نافع السالکین۔ ۴؎ گلشنِ ابرار

Marfat.com

قریبی موضع بھڈیراں میں تشریف لے گئے۔ یہاں چند کتابیں پڑھنے کے بعد موضع بلاقہ سے آپ نے ڈیرہ غازی خاں کی طرف رجوع کیا اور وہاں شرح ملاجامیؒ تک پڑھا۔ اس کے بعد حضرت محکم الدین سیرانیؒ کی رفاقت میں عازمِ سفر لاہور ہوئے ؎

ترا سفینہ کہ ہے بحرِ بیکراں کیلئے

زمانۂ طالب علمی کی مشکلات

حصولِ علم میں آپ کو بڑی دشواریوں کا سامنا ہوا۔ لاہور میں آپ کا وقت بڑی عسرت و تنگی سے گزرا۔ فاقہ کشی و زنبیل گردانی کی نوبت آگئی۔ غریب الوطنی و مسافری نے بہت سے مسائل و مشکلات پیدا کر دیئے۔ نہ کوئی رہائش گاہ نہ زادِ راہ، نہ کوئی واقف کار و پُرسانِ حال مگر توکل بر خدا تعالیٰ اور حسبِ فرمانِ واجب الاذعان "علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی جانا پڑے" لہٰذا بڑی ہمت و پامردی اور ذوق و شوق سے سُوئے منزل گامزن رہے۔

ایک رات زبردست بارش ہوئی۔ لاہور کی گلیوں میں کیچڑ پھیل گیا۔ دِن فاقہ سے گزرا تھا رات سر پر آگئی۔ بھوک لگی ہوئی تھی۔ مدرسہ سے باہر آئے تاکہ کسی سخی کے دَر پر صدا لگائیں۔ اپنے جیسے مفلوک الحال متعلّم حضرت میاں محکم الدین سیرانیؒ ساتھ تھے۔ بارش میں پاؤں پھسل گیا اور کیچڑ میں لت پت ہو گئے دِل شکستہ ہو کر دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھاتے کر

"یاربّ العزت! اپنی رحمت و عنایت سے گداگری کی اس مصیبت سے نجات عطا فرما!"

دُعا کو شرفِ قبولیت نصیب ہوا اور اس کے بعد گزر بسر اوقات کی سبیل پیدا ہو گئی اور تاحیات رزق و مال میں خیر و برکت رہی۔

لاہور کے جیّد علماء سے استفادہ کے بعد آپ بیس سال کی عمر میں دہلی تشریف لے گئے اور وہاں مولانا میاں محمّد قاسم سے تحصیلِ علم کرنے لگے۔ تھوڑا عرصہ بعد میاں محمّد قاسم صاحب دہلی سے اپنے وطن روانہ ہو گئے اور اُن سے تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس لئے آپ نواب غازی الدین خاں کے مدرسہ میں داخل ہو گئے اور ایک صاحب نسبت چشتی بزرگ حضرت حافظ برخوردار سے فقہ کی کتاب قطبی کا درس لینے لگے۔ اُن کے مربیانہ و مشفقانہ سلوک کی بدولت فکرِ معاش سے بھی

Marfat.com

آزاد رہتے تھے۔ اسی عرصہ میں ایک شاہی منصب دار بزرگ حضرت میاں فتح محمد جو بظاہر ملازمت پیشہ تھے مگر بباطن فقیر منش وصوفی نہاد تھے۔ آپ سے والہانہ راہ ورسم رکھنے لگے حضرت میاں فتح محمد دہلی میں ہر جمعرات کو ختم کلام پاک کراتے اور ہر خاص وعام کو دعوتِ طعام دیتے تھے۔ حضرت خواجہ قبلۂ عالمؒ اُن کے مکان پر تلاوتِ سُورتِ یٰسین کیا کرتے اور اُن کے بزرگوں کے لئے دُعائے مغفرت کیا کرتے تھے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت حافظ برخوردار جی آپ سے جُدا ہو گئے شاید اُنہوں نے دہلی سے سکونت تبدیل کرلی تھی۔ مشفق اُستاد کی یاد نے آپ کو بے سکون کر دیا۔ رات کو نیند نہ آتی۔ حوض کے کنارے کروٹیں بدلتے رہتے اور فراق ومحبت کے اشعار پڑھتے رہتے۔ میاں فتح محمد شاہی عہدہ دار آپ کے واقفِ حال تھے۔ انہوں نے سوالاکھ بار درود پاک پڑھنے کا مشورہ دیا۔

درود پاک کا وظیفہ قریب الاختتام تھا کہ ایک خیر خواہ محمد اصلح ساکنہ بھیرہ (خوشاب) نے آپ کی وجۂ پریشانی معلوم کرتے ہوئے کہا کہ دکن کے ایک مظہر الطاف ومصدرِ اعطاف، بحرِ علوم دینی وروحانی پیرزادہ حضرت مولانا محمد فخر الدین فخرِ جہاں اورنگ آباد سے دہلی میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور اُنہوں نے اذنِ عام فرمایا ہے کہ جو شمعِ علم کے پروانے ہیں اُن کے دربار میں آئیں اور استفادہ کریں۔ ایک طالب علم ساتھی قلندر بخش نے بھی تصدیق کی کہ پیرزادہ صاحب سرچشمۂ فیض ومنبعِ خیر ہیں اور مَیں بھی اُن کے دجلۂ علم وفضل وجود وسخا سے سیراب ہو رہا ہُوں۔ اس گفتگو سے حضرت خواجہ قبلۂ عالمؒ کو سکون آگیا جیسے اُن کی رُوح سالہا سال سے اسی شیخ محترم کو ملنے کیلئے بے قرار تھی اور شہر بشہر وکو بکو اسی گوہرِ مقصود ومنزلِ مراد کی تلاش میں سرگرداں تھی۔

بارگاہِ مُرشدِ ارشد میں

مؤلف خلاصۃ الفوائد نے بارگاہِ محبُ النبیؐ حضرت مولانا فخر الدین فخرِ جہاںؒ میں حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کی اوّلین حاضری کا بیان اُن کی زبانِ حقیقت ترجمان سے اس طرح سُنا ہے کہ:

"اگلے دن صبح ہم دونوں (یعنی حضرت خواجہ نور محمدؒ اور قلندر بخش)

لہ تلخیص وترجمہ مناقب المحبوبین صفحہ ۹۵

اُن کی خدمت میں گئے۔ جب حویلی کے نزدیک پہنچے خوشحال نام ایک خادم حویلی کے دروازہ پر بیٹھا تھا۔ کہنے لگا آنجناب (حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاںؒ) خانم بازار گئے ہیں۔ ہم دونوں واپس آ گئے۔ دُوسرے دن میں ظہر کے وقت تنہا گیا۔ جب حویلی کے دروازے پر پہنچا تو ایک دربان بیٹھا تھا اور لوگ آجا رہے تھے۔ مَیں آگے گیا تو حویلی کے اندر ایک دروازہ تھا اور دروازہ کے اندر ایک دالان تھا۔ اُس دالان میں حضرت مولانا فخر الدینؒ ایک تخت پوش پر تشریف فرما تھے جس پر سفید چاندنی بچھی ہوئی تھی اور بڑا گاؤ تکیہ رکھا ہوا تھا۔ اِدھر میری حالت یہ تھی کہ کپڑے میلے اور سَر کے بال بڑھے ہوئے تھے۔ مَیں نے اپنا حال دیکھا اور متفکر ہوا کہ خدا کرے اس بزرگ پیرزادہ کے پاس میرے پڑھنے کی کوئی صورت نکل آئے۔

چونکہ بندہ دروازہ کے سامنے کھڑا تھا حضرت مولانا صاحبؒ کی نظر مُبارک مجھ پر پڑی۔ بندہ کو آگے طلب کیا۔ جب مَیں نزدیک گیا تو آپ اُٹھے اور تخت پوش سے اُتر کر بڑی تعظیم کے ساتھ اِس طرح معانقہ کیا کہ جیسے ہم یارانِ قدیم مدت سے جُدا تھے اور اب ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے ہیں۔ پھر فقیر کا ہاتھ پکڑا اور تخت پر اپنے پاس بٹھایا اور پُوچھا؟ کونسا وطن ہے؟ مَیں نے کہا پاک پتن کے قریب۔

پاک پتن کا نام سُن کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا: "حضرت بابا صاحبؒ کی اولاد سے ہو؟" مَیں نے عرض کیا کہ نہیں، پُوچھا "یہاں کیسے آئے ہو؟" عرض کیا کہ مَیں نے سُنا ہے کہ آپ تعلیم دیتے ہیں۔ مَیں بھی اُمیدوار ہوں۔ پُوچھا "پہلے کہاں پڑھا ہے؟" مَیں نے عرض کیا میاں برخوردار جی کے پاس۔ فرمایا، "ہمارا پڑھانا مدت سے موقوف ہے اِس لئے بہتر ہے کہ ابھی اُنہیں سے پڑھو۔ فارغ ہو کر یہاں آجایا کرو۔" مَیں نے عرض کیا آپ کے اور اُن کے درمیان بہت فاصلہ ہے آمد و رفت میں وقت ضائع ہوگا۔ پھر

Marfat.com

آپ مسکرائے اور یہ شعر پڑھا ۔

مابرائے وصل کردن آمدیم

نے برائے فصل کردن آمدیم

ترجمہ ، ہم وصل کرانے آئے ہیں ۔ جُدائی ڈالنے کے لئے نہیں آئے اور فرمایا تم میرے پاس ہی پڑھو ۔ پھر بڑی نوازش فرماکر پڑھانا شروع کردیا ۔ سُبحان اللہ علوم کا سمندر تھے ۔

شرفِ ارادت

محب النبی حضرت مولانا فخرِ جہاںؒ کی خدمت میں رہ کر آپ نے فقہ کی کتاب قطبی کا درس لینا شروع کردیا ۔ تکملہ سیر الاولیا کی روایت کے مطابق دیگر درسی کتب کے علاوہ آپ نے حدیث کی سند بھی حاصل کی اور دہلی میں حضرت مولانا صاحبؒ کی تشریف آوری کے چھ[1] ماہ بعد اُن کی بیعت سے مشرف ہوئے ۔ حلقہ ارادت میں داخل فرمانے سے پہلے حضرت مولانا فخرِ جہاںؒ حضرت خواجہ نور محمدؒ کو ساتھ لے کر بارگاہِ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ میں پیش ہوئے اور اُن کے مزارِ پُرانوار کے سامنے دلی دُعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ حضرت خواجہ نور محمدؒ کو مرید کیا ۔ رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ سے دو ماہ قبل حضرت مولانا صاحبؒ نے آپ کو شرفِ بیعت سے نوازا اور اسی سال ۱۴ ذیقعد کو اپنے ہمراہ لیکر دہلی سے پاک پتن شریف عازم سفر ہوئے ۔

---

[1] محب النبی حضرت مولانا فخرِ جہاںؒ نے محرم ۱۱۶۵ھ میں پاک پتن شریف کے سجادہ نشین حضرت دیوان محمد یوسفؒ سے اُن کی علالت کے دوران ملاقات کی تھی اور اُن کی خدمت میں سیفِ خراسانی نذر کئے تھے ۔ اس ملاقات کے چند ماہ بعد دس جمادی الاوّل ۱۱۶۵ھ کو حضرت دیوان صاحب انتقال فرما گئے ۔ لہٰذا ایسی معتبر روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مولانا صاحبؒ نے ۱۱۶۴ھ میں دہلی سے پاک پتن شریف کا سفر اختیار کیا اور حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ ماہِ ذیقعدہ اسی سال یعنی ۱۱۶۴ھ میں اُن کی بیعت سے مشرف ہوئے ۔ خلاصۃ الفوائد کی روایت ہے کہ حضرت قبلۂ عالمؒ نے ۱۱۹۹ھ میں فرمایا کہ میری بیعت کو پینتیس ۳۵ سال کا عرصہ ہو چکا ہے ۔ اس مصدقہ روایت سے بھی سال بیعت ۱۱۶۴ھ ہی برآمد ہوتا ہے ۔

Marfat.com

سلسلۂ روحانی بتوسط

۱۔ شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

وصال: ۵ محرم ۶۶۴ھ بعض روایتوں میں ۶۶۸ھ اور ۶۷۰ھ ہے۔

مزارِ پُرانوار پاک پتن شریف

فرید الدین کو گنج شکر بود	چوں در ذاتِ خدا شد محو مطلق
بہ تظہر گفت ہاتف سال نقلش	فرید الدین ولی واصلِ حق ! ۶۷۰ھ

۲۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

وصال: ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ مزار فیض آثار دہلی شریف (بھارت)

نظامِ دو گیتی شہ ماؤطین	سراج دو عالم شدہ بالیقین
چوں تاریخ جستم وفاتش زغیب	ندا داد ہاتف شہنشاہِ دیں ۷۲۵ھ

۳۔ شمس العارفین حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

وصال: ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ مزار مبارک دہلی شریف (بھارت)

قبلۂ حق نصیر الدین محمود	سال نقلش بگو تو با تکرار
کن رقم ماز رحلت آنشاہ	طالب اللہ واقفِ اسرار ۷۵۷ھ

۴۔ حضرت شیخ کمال الدین علامہ رحمۃ اللہ علیہ

وصال: ۲۷ ذیقعدہ ۷۵۶ھ مزار مبارک دہلی شریف (بھارت)

چوں کمال الدین ولی با صفا	رفت از دُنیا بفردوس بریں
رحمتِ حق گو وصال آنجناب ۷۵۶	ہم بفرما متقی اہلِ یقیں! ۷۵۶

لہ مناقب المحبوبین سلہ مفتی غلام سرور لاہوری

Marfat.com

۵۔ حضرت شیخ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

وصال ۲۱ جمادی الاول ۸۱۷ھ مزارِ مبارک محلہ برکات پورہ پیران پٹن (نہروالا)

شیخ دنیا و دیں سراج الدین — رفت چوں از جہاں بباغ جناں

سال ترحیل او ز دست اہل جلوس — ہم دگر صاحبِ کرامت داں!

۶۔ حضرت شیخ علم الدین رحمۃ اللہ علیہ

وصال ۲۶ صفر ۸۲۹ھ مزارِ مبارک پیران پٹن گجرات (بھارت)

محلہ بیرپورہ المعروف برکات پورہ اپنے والد کے گنبد میں

کرد رحلت چو از جہان فنا — شد بدارالسلام علم الدین

تاج ابرار گفت ہاتف غیب! — عارفِ متقی بگو یقین!

۷۔ حضرت شیخ محمود راجن رحمۃ اللہ علیہ

وصال ۲۲ صفر ۹۰۰ھ مزارِ مبارک پیران پٹن محلہ مبارک پورہ

روزِ جمعہ بوقت طلعت صبح — کہ تنزل کند دراں غفار

بست و دویم صفر زصد نہ سال — بحر او دمید سوئے دار قرار

۸۔ حضرت شیخ جمال الدین جمن شہید رحمۃ اللہ علیہ

وصال ۲۰ ذوالحجہ ۹۴۰ھ مزار مبارک محلہ نور پور شاہ پور احمد آباد بھارت

دریائے سابرمتی کے کنارے

؎ شہیدِ خنجرِ تسلیم عمر جاوداں دارد

۹۔ حضرت شیخ حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ

وصال ۲۸ ذیقعدہ ۹۸۲ھ مزار مبارک احمد آباد گجرات (بھارت)

آں سراج الاولیاء شیخ حسن — قطبِ دوراں سید و سالارِ چشت

چوں بحق پیوست تاریخ وصال — گفت ہاتف بود گلزارِ بہشت

۹۸۲

ا۔ مفتی غلام سرور لاہوری

Marfat.com

۱۰۔ حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

وصال ۲۹ ربیع الاول ۱۰۲۰ھ مزار مبارک احمد آباد (بھارت)

بعظمت شد چو در خلد معلّے   محمد اعظم آں فرخندہ انجام

وصالش فضل اسلام است پیدا ۱۰۲۲ھ   وگر از دل عیاں شد شیخ اسلام ۱۰۲۲ھ

۱۱۔ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ

وصال: ۲۸ صفر ۱۱۰۱ھ مدینہ منورہ (سعودی عرب)

دوسری روایت میں ۲۷ صفر ۱۱۴۱ھ جنت البقیع حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ کے مزارِ اقدس کے نزدیک

شیخ یحییٰ عابدِ شب زندہ دار !   گشت چوں زندہ بجنّات النعیم

کن رقم عاشق سنحی تاریخ او ۱۱۴۱ھ   نیز یحییٰ جنّتی مستقیم ! ۱۱۴۱ھ

۱۲۔ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ

وصال ۲۴ ربیع الاوّل ۱۱۴۲ھ جہاں آباد (بھارت)

فضل وکمال بیش بود !   مرہم قلب ریش بود !

سال وصالش گفت ہاتف   قطب زمانہ خویش بود ! ۱۱۴۲ھ

۱۳۔ حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

وصال: ۱۲، ذیقعدہ ۱۱۴۲ھ مزار مبارک اورنگ آباد (بھارت)

چوں از دنیا بفردوس بریں است   نظام الدین ولی پاک محبوب

وصالش طرفہ شیخ العالمین است ۱۱۴۲ھ   دگر و ما نظام الدین مطلوب ۱۱۴۲ھ

۱۴۔ محبّ النبی حضرت شیخ مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ

وصال ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ

بگذاشت فخر دیں چوں مہماں سرائے فانی   در آستانہ جاوداں قطبِ جاودانی

سال وصال آں ماہ از غیب چوں بجستم   تاریخ گفت ہاتف خورشید دو جہانی ۱۱۹۹ھ

۱۵۔ قبلۂ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

وصال: ۳ ذوالحجہ ۱۲۰۵ھ مزار مبارک چشتیاں شریف

حضرت نور محمد نورِ حق : جلوہ گر شد چوں بگلزار جناں
سال ترحیلش بقول معتبر : نورِ عرفاں آفتاب دیں بخواں
۱۲۰۵

Marfat.com

منازلِ سفر

محب النبی حضرت مولانا فخر جہاںؒ دہلی سے اپنے تین رفقا حضرت خواجہ نور محمدؒ، میر کلو اور خوشحال خاںؒ کے ساتھ پا پیادہ پاک پتن شریف روانہ ہوئے۔ اس سے پہلے آپ نے کبھی سواری کے بغیر سفر نہ کیا تھا اور بڑے لطیف مزاج و نفیس طبع بزرگ تھے مگر شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے بے پناہ عقیدت و محبت کے باعث اس مرتبہ آپ نے سینکڑوں میل پا پیادہ طے کر کے حاضری دینے کا ارادہ فرمالیا۔

دورانِ سفر آپ کے پاؤں میں چھالے پڑ جاتے تو آبلوں پر مہندی لگا لیتے۔ جب بہت زیادہ تھکاوٹ ہو جاتی تو راستے میں قیام فرما لیتے ابھی مکمل آرام و آسائش نہ کر پاتے کہ پھر روانہ ہو جاتے۔ اس حال میں آپ دہلی سے پانی پت آئے اور حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ، خواجہ شمس الدین ترکؒ اور سید جلال الدینؒ کے مزارات کی زیارت سے باریاب ہوتے چار رات پانی پت میں قیام فرمایا اور پھر لاہور روانہ ہوئے۔ وہاں حضرت مخدوم داتا گنج بخشؒ کے مزارِ فیض آثار کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔ میر محترم اللہ نقشبندیؒ سے ملاقات ہوئی۔ لاہور میں حضرت مولانا فخر جہاںؒ کے حکم سے حضرت خواجہ نور محمدؒ نے بازار سے بہت سے سیب خراسانی خرید کر ساتھ رکھ لئے اور آٹھ دن بعد لاہور سے منزل مقصود پاک پتن شریف کی جانب روانہ ہو گئے۔

ڈیڑھ ماہ سفر میں گزرا۔ محرم کا چاند نظر آیا تو حضرت مولانا صاحبؒ پاک پتن شریف کے قریب کسی گاؤں میں پہنچ چکے تھے۔ اگلے دن پہر رات بیدار ہوتے پہلے پا پیادہ چل رہے تھے۔ اب ننگے پاؤں ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کو کچھ بتائے بغیر برق رفتاری سے پاکپتن شریف

۱؎ خزینۃ الاصفیا ۲؎ خزینۃ الاصفیا ۳؎ خلاصۃ الفوائد

Marfat.com

حاضر ہوتے اور عرس مبارک کی محفل سماع میں شامل ہو گئے۔

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمدؒ اور دوسرے ہمسفر بیدار ہوتے تو مرشد ارشد کا بستر خالی تھا اور اُن کے نعلین قریب پڑے تھے۔ بات سمجھ میں آ گئی۔ ساتھیوں نے جلدی سے سامان سمیٹا اور آپ کے پیچھے پیچھے تیز قدموں سے روانہ ہوئے مگر راستے میں آپکو کہیں نہ پا سکے۔ بالآخر آستانہ عالیہ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر میں پہنچ کر محفل سماع میں مرشد والا قدر کو مسرور و شادماں دیکھا اور دلوں کو قرار آ گیا۔

Marfat.com

قیامِ پاکپتن شریف

عرس مبارک کی تقریبات و رسومات کا آغاز ہو چکا تھا۔ شیخ الشیوخ حضرت بابا صاحبؒ کے سجادہ نشین حضرت دیوان محمد یوسف صاحب (متوفی دس جمادی الآخر ۱۱۶۵ھ) علیل تھے اُن کے معالج نے انہیں سیب استعمال کرنے کا مشورہ دیا تھا مگر پاک پتن شریف میں سیب نایاب تھے۔ حضرت مولانا فخرِ جہاںؒ نے بوقتِ ملاقات حضرت دیوان صاحب کو لاہور سے خرید کردہ سیب خراسانی پیش کئے تو وہ بہت خوش ہوئے اور بڑی خاطر و تواضع فرمائی۔ ایک حجرہ میں ٹھہرایا جہاں ہر شب آپ ایک ہزار رکعت[1] نمازِ نفل پڑھتے رہے۔ پاک پتن شریف میں حضرت مولانا صاحبؒ عرس مبارک کے بعد مزید قیام کا ارادہ رکھتے تھے۔ اِس لئے حضرت خواجہ نور محمدؒ کو فرمایا کہ آپ مہار شریف جا کر اپنے عزیز و اقارب سے مل آئیں۔ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمدؒ بارہ تیرہ برس کی جدائی کے بعد مہاراں شریف میں اپنی والدہ ماجدہؒ اور دیگر خویش و اقارب سے ملے۔ مگر ہفتہ عشرہ بعد واپس پاک پتن شریف پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور حسب الحکم مرشدِ گرامی آستانۂ عالیہ حضرت بابا صاحبؒ[2] کے برجِ نظامی میں مشغول عبادت ہو گئے کچھ عرصہ پہلے حضرت مولانا فخرِ جہاںؒ نے آپ کے بارگاہِ قطب الاقطابؒ میں ارادت سے مشرف فرمایا تھا۔ اَب بارگاہِ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ میں ہزاروں نیک خواہشات و دعوات کے ساتھ خلافت کی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔ اِس موقعہ پر جس قدر لوگ مرید ہونے کیلئے آئے حضرت مولانا صاحبؒ نے انہیں حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ سے بیعت ہونے کا حکم دیا۔

---

1. مشائخ چشت 2. گلشن ابرار

Marfat.com

عرس مبارک حضرت بابا صاحبؒ کے بعد حضرت مولانا صاحبؒ نے حضرت خواجہ نور محمدؒ سے فرمایا کہ میرا ارادہ پاک پتن شریف میں مزید دو ماہ قیام کرنے کا ہے لہٰذا آپ ایک بار پھر اپنے گھر جائیں اور اپنے عزیزوں میں رہیں۔ جب میری واپسی کے دن قریب آئیں تو از خود پاک پتن شریف آجانا۔ قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمدؒ نے تعمیل ارشاد کی اور اپنے گھر تشریف لے گئے اور تقریباً ڈیڑھ دو ماہ بعد مہاراں شریف سے واپس پاک پتن شریف آ گئے۔

تلوار کا چوری ہونا

قیام پاکپتن شریف میں حضرت مولانا فخر جہاںؒ کی خدمت میں مہمان بکثرت آتے رہے اور آخری ایام میں سامان خورد و نوش ختم ہو گیا۔ حضرت خواجہ نور محمدؒ لنگر کے منتظم اعلیٰ تھے۔ اُنہوں نے رات کے وقت عرض کیا کہ اگلے دن کے لئے کھانے پینے کا سامان توشہ خانہ میں نہیں ہے۔ حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا "کل سویرے میری تلوار فروخت کر کے مہمانوں اور درویشوں کو کھانا کھلا دینا"۔ اتفاقاً اُسی رات چور آئے اور تلوار اُٹھا کر لے گئے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے صبح سویرے عرض کیا حضور! رات کو تلوار چوری ہو گئی۔ حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا "الحمد للہ! ہمارے تو کل کو تلوار فروخت کرنے سے نقصان کا اندیشہ تھا"۔

چوروں نے حضرت مولانا صاحب کی تلوار نواب ہاشم خاں ہانس کو فروخت کر دی۔ چوروں کا خانہ خراب تو ہونا ہی تھا تلوار خرید کرنے سے ہاشم خاں بھی بیمار ہو گیا۔ اُس کی مزاج پرسی کرتے ہوئے ایک واقفِ حال دانا دوست نے کہا یہ تلوار مسروقہ جو تم نے خرید کر اپنے گھر میں رکھی ہوئی ہے ہندوستان کے ایک خدا رسیدہ ولیِ کامل کی ملک ہے۔ اگر اسے پاس رکھو گے تو کبھی شفایاب نہ ہو گے۔ ہاشم خاں نے اپنے دوست سے کہا تلوار لے جاؤ اور اُن کی خدمت میں پیش کر کے میری صحت کاملہ کے لئے عرض کرو۔ ہاشم خاں کا دوست تلوار ساتھ نہ لایا مگر دُعا کے لئے حاضرِ خدمت ہو گیا۔ حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا: "اُس کے پاس ہماری تلوار کا رہنا اچھا ثابت نہ ہو گا۔ اُس کو کہہ دے اگر بہتری چاہتا ہے تو اس تلوار کو صاحبِ سجادہ

حضرت گنج شکرؒ کی نذر کردے۔ حسب ارشاد نواب ہاشم خاں سکنہ ملکہ ہانس نے فی الفور حضرت سجادہ نشین صاحب کی خدمت میں تلوار پیش کر دی اور بیماری سے صحت یاب ہو گیا۔ میاں غلام فرید مہاروی (وفات ۱۲۸۶ھ) سے منقول ہے کہ سجادہ نشین پاک پتن شریف (حضرت دیوان اللہ جوایا صاحبؒ) کے عہد میں یہ تلوار اُن کے اسلحہ خانہ میں موجود تھی۔

مراجعت دہلی

محب النبی حضرت مولانا فخر جہاںؒ دو ماہ گیارہ دن آستانہ عالیہ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ میں قیام پذیر و شرف اندوز ہو کر اندازاً ۱۳ ربیع الاوّل ۱۱۶۵ھ کو دہلی روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کا متاہل زندگی میں بھی معمول رہا کہ سال میں آٹھ یا نو ماہ اپنے شیخِ محترم کی خدمت میں دہلی رہا کرتے اور تین یا چار ماہ اپنے مسکن مہار شریف قیام فرما ہوتے۔ اس طرح بحیثیت مجموعی پینتیس ۳۵ سال اپنے شیخِ محترم کی حیات ظاہری میں اُن کے دامنِ عاطفت سے وابستہ رہے۔

Marfat.com

محبّ النّبی حضرت مولانا محمد فخر الدین فخرِ جہاںؒ کے اوصافِ حمیدہ

حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا۔

"حضرت مولانا صاحبؒ کی ذات شریف کیا کمال کی تھی کہ جس طرح دہلی میں آئے تھے اسی طرح کے پاک وصاف دُنیا سے رُخصت ہو گئے نہ کبھی سے کچھ لینا اور نہ کسی کا کچھ دینا۔ اپنے بعد کوئی نزاع نہ چھوڑا۔ آپ کی بیماری کے دوران ۲۰ دو ہزار روپیہ دکن سے آپ کی خدمت میں آیا۔ اسی وقت اس میں سے ۱۲ بارہ سو اُن قرض خواہوں کو دیدیا جن سے لنگر کیلئے قرض لیا ہُوا تھا اور باقی آٹھ مستحقین میں تقسیم کر دیا۔

حُسن کلام

ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے شیخ محترم بڑے بلند اخلاق و منکسر المزاج تھے۔ اُن کا اندازِ گفتگو اتنا پیارا تھا کہ "ہماری عرض کو کہتے تھے کہ کیا ارشاد ہے اور اپنے ارشاد کو کہتے تھے کہ عرض یہ ہے"

استغناء

حضرت خواجہ قبلۂ عالمؒ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ عالی مرتبت کے اُستادِ محترم مولوی عبدالحکیم صاحب بڑے عالم اور فقیہہ تھے۔ اُن کی چاروں بیٹیوں کے شوہر قضائے الہٰی سے فوت ہو گئے اور وہ بڑی تنگدستی کا شکار ہو گئے۔ اُن کے ایک شاگرد کو علم کیمیا پر کامل دسترس تھی جب وہ فارغ التحصیل ہو کر گھر جانے لگا تو اُسے اپنے اُستاد کی حالتِ زار پر رحم آیا اور اُن کی

Marfat.com

خدمت میں عرض کیا کہ میں نے آپ کے علم کی دولت حاصل کی ہے اور آپ معاشی بدحالی کا شکار رہتے ہیں۔ میرے پاس علمِ کیمیا ہے اُس کا مکمل نُسخہ اور ترکیب ساخت پیش کرنا چاہتا ہوں، تاکہ آئندہ جنابِ والا کو تنگدستی نہ رہے۔ مولوی عبدالحکیم صاحب بہت خوش ہوئے اُن کے سامنے سونا تیار کیا گیا اور وہ بازار میں دکھانے گئے تو زرِ خالص ثابت ہُوا۔ چند یوم بعد یہی نُسخہ لیکر مولوی عبدالحکیم صاحب حضرت مولانا فخرِ جہاںؒ کی خدمت میں آگئے اور فرمایا کہ علمِ کیمیا کا ایک مجرب نُسخہ ہاتھ آیا ہے اور میں آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ محبّ النبی حضرت مولانا محمد فخرالدین فخرِ جہاںؒ نے فرمایا! "مرا خواہشِ ایں کار نیست" (یعنی مجھے اس کام کی خواہش نہیں ہے)۔ آپ کا استغنا و توکل دیکھ کر مولوی عبدالحکیم صاحب نے بھی نُسخۂ کیمیاگری پھاڑ دیا اور حسبِ سابق فقر و فاقہ و تسلیم رضا سے زندگی بسر کرتے رہے۔

سخاوت و مروّت

مطلع الانوار: افتخار الابرار پروفیسر حضرت افتخار احمد صاحب چشتی بحوالہ "تاریخ مشائخ چشت" اپنی تصنیف لطیف میں قبلۂ عالم آپ کے اخلاق و محاسن اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ

"حضرت مولانا صاحبؒ کا اخلاق نہایت اعلیٰ تھا۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ مصیبت میں ہر ایک کی مدد کرتے تھے۔ ایک دفعہ حج کے ارادہ سے روانہ ہُوئے۔ ایک بڑھیا نے عرض کیا کہ میری بیٹی کی شادی ہے اور میرے پاس کوئی انتظام نہیں ہے۔ آپ نے سب سامان اُسے دیدیا اور واپس دہلی آگئے۔ پیرا آپ کا خاکروب تھا۔ وہ چند دن نہ آیا۔ آپ نے پُوچھا تو پتہ چلا کہ بیمار ہے۔ فوراً اُسے دیکھنے کے لئے اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ حکیم میر حسن کو علاج کیلئے مقرر کیا اور فرمایا!

"میاں پیر محمد! تم جو دو روز نہیں آئے اور فقیر سے اس زمانے میں

۱؎ خلاصۃ الفوائد

Marfat.com

حال دریافت کرنے میں تاخیر ہوئی اِس کو معاف کر دو"

مناقب محزیہ میں ہے کہ آپ نہایت صادق القول بزرگ تھے اظہارِ شیخت وبزرگی سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ جب کسی دعوت یا جلسہ میں تشریف لے جاتے تو لوگوں کو ساتھ چلنے کی اجازت نہ دیتے۔ فرماتے تھے کہ اِس سے نمائش ہوتی ہے۔ کوئی آپ کی تعریف کرتا تو ناپسند فرماتے۔ کوئی مرید اگر ہاتھ باندھ کر یا گردن جھکا کر ادب کا اظہار کرتا، ناخوش ہو جاتے۔ آپ کی صحبت بابرکت جادو کا اثر رکھتی تھی۔ جو آپ کے پاس آجاتا یا زیارت سے مشرف ہو جاتا، متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ مخالف آئے اور عاشق بن کر گئے۔ جرائم پیشہ و گنہگار حاضر ہوئے اور ولی و متقی بن کر نکلے۔ بعض قتل کرنے کے ارادے سے آئے اور خود آپ کی نگاہِ ناز کے شہید ہو گئے۔ گردن کش ایذا پہنچانے کیلئے آئے اور حلقہ بگوش ہو کر واپس لوٹے"

تاریخ مشائخ چشت میں لکھا ہے کہ ایک افغانی آپ کی خانقاہ میں آیا اور آپ پر حملہ کر دیا خدام نے ہاتھ پکڑ لئے۔ آپ نے فرمایا ہاتھ چھوڑ دو اور اپنا سر مبارک زمین پر ڈال کر فرمایا:

"ما حاضریم ہر چہ بخاطر شماست بکنید"

ترجمہ: "ہم حاضر ہیں جو کچھ تمہارے جی میں ہے کرو"

وہ شخص اُس وقت شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لایا۔ اُس کے دیکھتے ہی آپ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا "صاحب! بخیر و عافیت"؟

ان الفاظ کا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ اخلاق کا وہ ہتھیار جو پہلی بار اچٹتا ہوا لگا تھا اپنا کام کر گیا اور اُن لوگوں نے "سنگ ہائے حویلی" پر اپنے سر اور پیر کوٹ کوٹ کر معافی مانگی"

Marfat.com

شجاعت اور عسکری صلاحیت

محب النبی حضرت مولانا محمد فخر الدین فخر جہاںؒ اوائلِ عمر سے ہی شب بیدار تھے۔ دکن میں فوجی ملازمت کے دوران دن کے وقت آپ روزہ کے باوجود جنگی مشقوں میں حصہ لیتے اور رات کو اپنے خیمہ میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ نظام الدولہ ناصر جنگ اور ہمت یار خاں جیسے سپہ سالاروں کی معیت میں آپ دکن کی فوجی مہمات میں شریک ہوتے رہے۔ تیغ زنی[۱]، تیر اندازی اور فنِ پلتھ میں آپکو بڑی مہارت حاصل تھی، دہلی میں تشریف آوری سے چند سال پہلے پنجاب کی ریاست گڑھ مہاراجہ میں آپ فوج کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو گئے تھے۔ ایک لڑائی میں آپ کی شجاعت اور روحانی تصرف کی بدولت گڑھ مہاراجہ کے حاکم کوڑے لال نے رئیس ٹوڑنہ کو شکست دیدی اور میدانِ جنگ میں آپ کے خوارق العادات دیکھ کر بہت زیادہ معتقد ہو گیا۔ حضرت مولانا صاحبؒ اپنی فضیلت و بزرگی کو مخفی رکھتے تھے افشائے راز پر آپ نے ملازمت چھوڑ دی اور گڑھ مہاراجہ سے براستہ اجمیر شریف اپنے وطن اورنگ آباد تشریف لے گئے ایک فارسی قطعہ کی رُو سے چند سال بعد ۱۱۶۲ھ میں آپ اورنگ آباد سے دہلی میں[۲] رونق افروز ہوئے حضرت موصوف اخلاق و محاسن میں "جامعِ جمیع علوم و فنون" تھے۔

کیا خطر اُس کو راہِ دیں میں ظفر
رہنما جس کا فخرِ دیںؒ ہو جائے

۱؎ مشائخِ چشتؒ ۲؎ خلاصۃ الفوائد

Marfat.com

نگاہِ آئینہ ساز میں

ہمدم دیرینہ حضرت میاں عبدالصمد صاحب مہاروی خلف الرشید حضرت خواجہ حاجی عبدالغفور مہارویؒ سے منقول ہے کہ "قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے والدین نے اُن کا نام 'بہبل' رکھا تھا۔ محبّ النبی حضرت مولانا محمد فخرالدین فخرِ جہاں دہلویؒ کی نظرِ کیمیا اثر نے آپ کو 'بہبل' سے 'خواجہ نور محمد' بنا دیا اور شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے درِ اقدس پر وانہ وار گردش کے طفیل آپ 'قبلۂ عالم' کے لقبِ عالی سے مشہور ہوئے"

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کو خلافت تفویض فرمانے سے پہلے ایک دن حضرت مولانا فخرِ جہاں دہلویؒ اپنی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے وضو فرما رہے تھے اور اُن کے چہرہ پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت خواجہ مہارویؒ مؤدبانہ انداز میں اُن کے قریب کھڑے تھے۔ حضرت مولانا صاحبؒ نے اُن کی دلجوئی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "تمہارے آباؤ اجداد کیا کام کرتے ہیں؟" آپ نے عرض کیا: "مال مویشی چراتے، اُن کا دودھ دوہتے اور کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ مگر اَب میرے لئے جو جناب کا حکم ہوگا وہی کاروبار کروں گا" حضرت مولانا صاحبؒ نے کچھ دیر سکوت فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا: "اَب میں تمہیں اپنا کسب سکھاؤں گا" یعنی سلسلۂ عالیہ چشتیہ کا علم و حکمت تمہارے سپرد کروں گا۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد فخرالدین فخرِ جہاںؒ اپنی خانقاہ میں فروکش تھے۔ نگاہِ التفات بار بار حضرت خواجہ نور محمدؒ پر مرکوز ہو رہی تھی کہ زبانِ مبارک سے گویا ہوئے "اے نورِ محمد مخلوقِ خدا کو آپ سے کام پڑے گا" خواجہ صاحبؒ نے عجز و انکسار سے عرض کیا حضور! "میں ایک کمترین پنجابی ہوں۔ کس طرح اس اعلیٰ مرتبہ کے لائق سمجھا گیا ہوں" یہ سن کر حضرت مولانا صاحبؒ

ؔ خلاصۃ الفوائد

Marfat.com

خاموش ہو گئے اور مزید کچھ نہ فرمایا۔ مگر پاک پتن شریف کے عرصۂ قیام میں اس ارشاد کو عملی جامہ پہنا دیا۔ یعنی خلافت و نیابت کے انعاماتِ کثیرہ سے نواز دیا اور آپ کو مہار شریف میں مسندِ علم و طریقت بچھانے کا حکم دیا جہاں طالبانِ حق کی کثیر تعداد حلقہ بگوش ہو کر کسب فیض کرنے لگی۔ شیخ محترمؒ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ حقیقت بن کر سامنے آگیا۔ ہجوم خلق کے دنوں میں ایک آدمی مہار شریف سے دہلی شریف جانے لگا۔ قبلہ عالمؒ حضرت خواجہ نور محمدؒ نے اُس آدمی کو پیغام دیا کہ

"حضرت جی کے پیریاں پڑ لیو اور کہیو اساں روشنی اچھی ڈٹھی"

یہ مسرت افزا، رُوح پرور پیغام سُن کر محب النبی حضرت مولانا صاحبؒ وجد و کیف میں آگئے۔ اس پیغام کو قاصد کی زبانی بار بار سُنتے رہے اور زبانِ دُرفشاں سے تحسین و آفرین کے کلمات اظہار فرماتے۔ چنانچہ اُن کی توقع کے عین مطابق مرید و خلیفۂ رشید نے اطراف و جوانب میں نورِ علم و عرفان خوب پھیلایا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت مولانا صاحبؒ اپنے محبوب مرید کی یاد میں اکثر یہ ہندی دوہرہ پڑھا کرتے تھے:

تن مٹکے من چھیر نا سُرت ملوؤں مار!
مکھن لے گیا پنجابی چھاچھ پیو سنسار!

منقول ہے کہ شیخ و مرید کے ظاہری و باطنی تعلقات میں روز بروز اضافہ دیکھ کر بعض دیرینہ خدام کے دلوں میں رشک پیدا ہو گیا اور اُنہوں نے ایک دن موقع پا کر حضرت مولانا صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ قبلہ! یہ پنجابی جو آپ کی خدمت میں رہتا ہے، کھرل قبیلے کا فرد ہے اور مشہور واقعہ ہے کہ اس قوم میں مرزا نام کا ایک شخص جھنگ سیال کے سردار کی صاحبِ جمال بیٹی "صاحباں" کو ورغلا کر اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ سیالوں کے لشکر نے تعاقب کر کے اُسے ساندل بار میں جا لیا تھا اور قتل کر دیا تھا۔ چونکہ یہ نور محمد بھی اُسی قبیلہ سے ہے، اس لئے اِس کا یہاں رہنا مناسب نہیں ہے۔ حضرت مولانا صاحبؒ اُن کی باتوں پر مُسکرائے اور فرمایا:

۱؎ مناقب المحبوبین فارسی ص۲۰ ۲؎ مناقب المحبوبین ص۲۰

Marfat.com

"مرزا کھرل یک تن صاحباں را در عشقِ خود مبتلا ساختہ بود و ہمراہ خود برده بود۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایں پنجابی ما اکثر جہاں را در عشقِ خود مبتلا ساختہ باخود ہمراہ خواہد برد"

ترجمہ: "مرزا کھرل نے تو صرف ایک صاحباں کو اپنے عشق میں مبتلا کیا تھا۔ انشاء اللہ ہمارا یہ پنجابی ایک جہان کو اپنے عشق میں مبتلا کرے گا اور اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا۔"

ایک موقع پر حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا: "اگر یہ پنجابی میرے پاس نہ آتا تو میں اِس دُنیا سے اپنے ارمان اپنے دِل میں ہی لے کر رخصت ہو جاتا"۔ حضرت قبلۂ عالمؒ کے حُسن سیرت وخوبیٔ کردار کے ساتھ ساتھ توطنِ پاک پتن شریف کی نسبتِ عالیہ بھی حضرت مولانا فخرِ جہاںؒ کے لئے ہمیشہ پُرکشش اور ناقابلِ فراموش رہی۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے۔ "اے نورِ محمد سُبحان اللہ کہاں دکن اور کہاں پاک پتن۔ پروردگار کی قدرت دیکھو کہ مجھے دکن سے لائے اور تمہیں پاک پتن سے۔ پھر یہ شعر پڑھا:

حسنؓ زبصرہ، بلالؓ از حبش، صہیبؓ از روم
زخاکِ مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است

ترجمہ: حسنؓ بصرہ سے، بلالؓ حبش سے اور صہیبؓ روم سے آکر فیضیاب ہوتے مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ خاکِ مکہ سے ابوجہل پیدا ہوا۔

پانچ وصیتیں

تکمیلِ سلوک کے بعد حضرت مولانا صاحبؒ نے آپ کو پانچ وصیتیں فرمائیں:

اوّل: اگر میری وفات کی خبر ملے تو دہلی نہ آنا۔

دوم: اُس مُلک میں (یعنی اپنے آبائی وطن میں) ہندوستانی لباس نہ پہننا۔

سوم: اگر کوئی شخص تمہیں تکلیف پہنچائے تو درگزر کرنا اور اُس کے ساتھ بھلائی کرنا۔

Marfat.com

چہارم : اُس علاقہ میں جب تم سکونت پذیر ہو گئے تو آپ کی طرف علماء سادات اور حضرت گنج شکرؒ کی اولاد رجوع کریں گے۔ اُن کا ادب و احترام بجالانا اور اُن کی تعظیم و تکریم کرنا۔

پنجم : ایک امیر ملک تمہارے دامن سے وابستہ ہوگا اُس کی اور اُس کے مُلک کی نگہداشت کرنا۔

قبلۂ عالمؒ نے ان احکامات کو دل و جان سے قبول کیا، اپنے لئے شعلِ راہ سمجھا اور تاحیات اُن پر عمل پیرا رہے۔

فیضانِ گنج شکرؒ

مہار شریف میں قیام فرمانے کے بعد آپ نے عمرِ عزیز کے پندرہ سال شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی زیارت کے مجاہدہ میں صَرف کر دیئے۔ مرشدِ گرامی کا ارشاد تھا کہ اسی بارگاہِ عالی جاہ سے رُوحانی ترقی و فروغِ سلسلہ کو چار چاند لگیں گے۔ پاک پتن شریف مہار شریف سے براہِ راست چالیس کوس (یعنی ساٹھ میل) کی مسافت پر ہے۔ منگل کے دن حضرت قبلۂ عالمؒ مہار شریف سے روانہ ہوتے جمعرات کو پاکپتن شریف میں حاضری ہوتی بعد نمازِ جمعہ واپسی فرماتے اور اتوار کی شام کو مہار شریف میں پہنچ جاتے۔ سوموار کا دن گھر رہنا نصیب ہوتا اور منگل کو پھر روانگی ہو جاتی۔ منقول ہے کہ گرمی، سردی، بیماری، کمزوری کوئی چیز بھی آپ کے اِس معمول اور وظیفہ میں کبھی حائل نہ ہوتی۔

پندرہ سالہ حاضریوں کی کل مسافت تقریباً ترانوے ہزار چھ سو میل بنتی ہے حضرت قبلۂ عالمؒ نے وادیٔ عشق و عقیدت کی بادیہ پیمائی و دشت نوردی میں گزار دیئے اور یُوں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے فرمان "ایں دَر گرفتہ ای محکم گرفتہ ای" پر عملاً کار بند رہے۔ پندرہ سال بعد شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے حکم مِلا کہ "اب یہاں آنے کی تکلیف نہ اُٹھایا کرو اور (چشتیاں شریف میں)" ہر جمعہ میرے پوتے حضرت تاج سرورؒ کی زیارت کیا کرو۔ اِس کا مقصد واضح تھا کہ وہ میرے ہی نورِ نظر اور

---

[1] فوائد الفواد جلد اوّل ستائیسویں مجلس [2] مناقب المحبوبین

Marfat.com

قائمقام ہیں اور وہاں بھی وہی فیوض و برکات پاؤ گے جو یہاں حاصل رہے۔

حضرت خواجہ قبلۂ عالمؒ نے اس فرمان رُوحی کو وصول کرنے کے بعد پاک پتن شریف جانا موقوف کر دیا اور تادم زلیست ہفتہ میں ایک بار چشتیاں شریف تشریف لے جاتے رہے۔ مہار شریف، چشتیاں شریف سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت خواجہ قبلۂ عالمؒ کا معمول تھا کہ شمع خانوادۂ فریدیہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے احترام میں مہار شریف سے پاپیادہ چشتیاں شریف کا سفر اختیار فرماتے تھے۔ ضعفِ بدن کا یہ حال تھا کہ پانچ میل کا پورا سفر تسلسل کے ساتھ نہ کر سکتے تھے اور آدھا سفر طے کر کے پیلو کے ایک سایہ دار درخت کے نیچے کچھ دیر آرام فرمانے بیٹھ جاتے تھے۔ اس نشست گاہ کو "آدھی والی جال" کہتے ہیں اور یہ مقام بہت متبرک سمجھا جاتا ہے۔

آپ کے لنگر خانہ میں سواریوں کی کوئی کمی نہ تھی۔ خدام و مریدین کے لئے سُبک رفتار گھوڑے اور تازہ دم اُونٹ ہمہ وقت موجود رہتے تھے۔ اگر آپ چاہتے تو وابستگانِ دامن آپکو سواری تو کجا عماری میں بٹھا کر اور اپنے کندھوں پر اُٹھا کر چشتیاں شریف لے آتے۔ مگر آپ کے دِل میں جگر گوشۂ حضرت بابا فرید، شیر بیشۂ تجرید حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہیدؒ کی اِس قدر عقیدت و محبت تھی کہ انتہائی کمزوری اور ضعیفی کی حالت میں بھی اُن کی زیارت کیلئے بروز جُمعہ بلاناغہ تشریف لے جاتے رہے۔ آپ کا دستور تھا کہ حُدودِ موضع چشتیاں شریف میں داخل ہوتے وقت احتراماً جُوتے اُتار لیتے اور پا برہنہ حاضری دیا کرتے اور نمازِ جُمعہ اُن کے آستانۂ عالیہ کی ملحقہ مسجد میں ادا کرتے۔ قبل ازیں پاک پتن شریف کی حاضریوں میں بہت سے سوار آپ کے ہمسفر ہُوا کرتے تھے۔ چشتیاں شریف میں اُس سے بھی زیادہ خلفاء و مریدین آپ کی تقلید و تائید میں ننگے پاؤں بارگاہِ شمع خانوادۂ فریدیہ، سراجِ دودۂ بدریہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری دیتے اور نمازِ جمعہ ادا کرتے۔

نذر و نیاز کا معمول

قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ آستانۂ عالیہ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ پر

Marfat.com

کبھی خالی ہاتھ نہ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ اجمیر شریف کی طویل مسافت طے کر کے آپ وطن واپس تشریف لا رہے تھے۔ اِس سفر میں حضرت حافظ محمد جمال صاحبؒ ملتانی ہمراہ تھے زادِ راہ تقریباً ختم ہو چکا تھا قبلۂ عالمؒ چشتیاں شریف پہنچ کر "جمال فرد عالم گنج شکرؒ" حضرت شیخ بابا تاج الدین سرورؒ کے آستانۂ عالیہ پر آئے اور بوقتِ زیارت حضرت حافظ محمد جمال صاحب سے فرمایا: "کچھ رقم باقی ہے؟" حافظ صاحب نے عرض کیا حضرت ایک روپیہ چار آنے۔ فرمایا! یہ رقم خانقاہ کے مجاور کو دے دو۔"

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری دامت برکاتہم حضرت بابا صاحبؒ کے عزیز و اقارب کی عظمت و توقیر بیان کرتے ہوئے تعارف ملمات میں تحریر فرماتے ہیں کہ

> "شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے دُور کی نسبت غلامی اِس دُنیا کی سروریوں پر غایت درجہ فضیلت رکھتی ہے اور اُن سے اقرب نسبت رکھنے والوں پر لاتعداد تاج شاہی اُن کے قدموں کی خاک بننے کے آرزومند ہیں اور بڑے بڑے بادشاہ اُن کے در کی حاضری کو فخر و مباہات قرار دیتے ہیں۔"

اوضاع و اطوار

حضرت قبلۂ عالمؒ احکامِ شریعت کے سخت پابند تھے۔ گھر میں ہوں یا سفر میں نماز با جماعت ادا کرتے۔ تعدیلِ ارکان میں بہت غلو فرماتے حتیٰ کہ مستحب بھی ترک نہ کرتے۔ وضو میں بڑی احتیاط فرماتے مگر بے جا پانی ضائع نہ فرماتے۔ کسی دوسرے شخص کے ہاتھوں وضو کرنے سے احتراز فرماتے اور اکثر خود وضو فرماتے۔ ہر وضو کے ساتھ مسواک استعمال کرتے اور اپنے مریدین کو نمازِ تہجد کی تاکید فرماتے۔

کھانا بہت کم کھاتے اور تکلیف نہ کرتے جو کچھ میسر آتا تناول فرماتے۔ سادہ اور درویشانہ

لہ ترجمہ و تلخیص مخزنِ چشت ص ۲۳۶

Marfat.com

لباس زیب تن فرماتے۔ آپ کے شیخ محترم کا فرمان تھا کہ لطیف غذا استعمال کرنے سے دل پر لطیف انوار وارد ہوتے ہیں۔ زیادہ وقت دو زانوں ہو کر تشریف فرما رہتے اور مربع ہو کر بہت کم بیٹھتے تھے۔ آخری عمر میں نقاہت بدن کے سبب تکیہ لگا کر بیٹھنے لگے تھے۔ چھوٹوں اور بڑوں پر یکساں شفقت و محبت فرماتے، تمام لوگوں کی معروضات سنتے اور ہر سائل کو اطمینان بخش جواب مرحمت فرماتے۔ خویش و اقارب سے حسنِ سلوک فرماتے اور علماء کی تعظیم و تکریم بجالاتے آپ کے لنگر سے درویشوں کے علاوہ غرباء و مساکین کو کھانا تقسیم ہوتا۔ ہر شخص کی ہمدردی و دلجوئی فرماتے۔ آپ کا اندازِ گفتگو حکیمانہ تھا۔ مطالعہ کتب کا شوق تھا۔ نفحات الانس، فقرات، شرح لمعات، عشرۂ کاملہ اور فصوص الحکم آپ کے زیرِ مطالعہ رہتی تھیں۔

ارشاداتِ عالیہ

۱۔ حضرت خواجہ قبلۂ عالمؒ نے فرمایا[1]: "ہر کام کا مدار ایمان پر ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی استقامتِ ایمان کے بعد ہے چاہے کوئی جمعرات کو فوت ہو جائے یا رمضان میں۔"

۲۔ فرمایا کہ انسانِ کامل جانِ عالم ہے اُس کا فوت ہو جانا گویا کُل جہان کا فوت ہو جانا ہے۔" ایک شخص نے پوچھا کہ اولیاء اللہ کے احوال قبر میں کیسے ہوتے ہیں؟۔ فرمایا! "اولیاء اللہ کا جسد روح کا حکم رکھتا ہے، جہاں اُن کی روح ہو گی وہاں اُن کا جسم ہو گا۔ چنانچہ ابدال کا عالم یہی ہے، کہ جب اُن کی روح پرواز کرتی ہے تو جسم بھی ساتھ ہی پرواز کرتا ہے اس لئے کہ روحانیت اُن کے جسم پر غالب ہے۔ حق تعالیٰ کی مشیت سے جہاں اولیاء کی ارواح ہوتی ہیں وہیں اولیاء کے جسد بمنزلِ ظل ہمراہ ہوتے ہیں اور اُن کی روح کا تعلق اپنی قبر کے ساتھ صرف بقدرِ موالست ہوتا ہے۔"

۳۔ اپنے شیخ محترم کے وصال پر فرمایا: "ایسے شخصوں[2] پر لفظ (ممات) بھی نہیں آسکتا

---

[1] تلخیص و ترجمہ مناقب المحبوبین ص۱۱۵ [2] خلاصۃ الفوائد

Marfat.com

بلکہ یہ ایک مفارقت ہے اور اس مفارقت سے اللہ تعالیٰ اُن کا فیض بند نہیں کرتا۔"

۴۔ اگر کوئی شخص اللہ کی مخلوق کو خوشحال کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو نے مجھے خوشحال کیا۔

۵۔ آپ نے فرمایا پیٹ بھر کر کھانا مذموم نہیں جیسے ریاضت و عبادت، تلاوتِ قرآن، درود اور بیداری سے ہضم کیا جائے۔ بلکہ اُس سے بہتر ہے جو سیر ہو کر نہیں کھاتے اور غفلت کے عالم میں بھوکے سو جاتے ہیں اور وہ سیر ہو کر کھانے والا جو عبادت و ریاضت میں بسر کرتا ہے اس کا سب کچھ نور ہو جاتا ہے۔"

۶۔ "ولی اللہ حال اور ماضی کا علم رکھتا ہے، مگر توجہ شرط ہے۔"

۷۔ فرمایا "کوئی چھ ہزار برس زندگی لایا ہو یا سات ہزار برس بہر حال یہاں سے چلنا ہی ہے اور ہر ایک کیلئے ایک میعاد مقرر ہے۔ انسان ہر دن جو بڑا ہوتا ہے اسی قدر اُس کے ایام حیات کم ہوتے چلے جاتے ہیں آخر مسافر کی منزل طے ہو کر رہتی ہے۔"

۸۔ فرمایا، "السخاوت عند القلت والعفو عند القدرت" یعنی یہ دو کام بہت اچھے ہیں ایک سخاوت ناداری کے وقت اور دوسرا معاف کر دینا قدرتِ انتقام کے باوجود۔"

۹۔ فرمایا! "کلام کسی کی رُوح سے معین کر کے پڑھنا درست ہے اور اگر کسی دوسرے کی رُوح کو بخشا جائے تو مضائقہ نہیں مگر میرے شیخ حضرت مولانا صاحبؒ ہمیشہ اس نیت کے ساتھ پڑھتے تھے کہ جس شخص کی رُوح سے مخصوص کر لیتے اُسی کو بخشتے۔"

۱۰۔ ایک مجلس میں حافظ عبداللہ نے عرض کیا کہ درود شریف کسی دوسرے کی نیت سے پڑھنا کیسا ہے، کیونکہ درود شریف ملکیتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے پڑھنے کے ساتھ ہی بارگاہِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں راجع ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "درود شریف مرنے والے کی طرف سے نیا بنا کر پڑھنا چاہیئے۔"

۱۱۔ فرمایا "فقراء کا کام ہر کسی کو اچھا کہنا اور دعا کرنا ہے اس کے بعد جو کچھ بھی کسی پہ آنا ہے آ کر رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کام میں نہ انبیاء کو دخل ہے اور نہ اولیاء

Marfat.com

کہ وہ خدا ہے اپنا کام جمال سے کرتا ہے اور جلال سے بھی۔"

۱۲- فرمایا کہ "عالم لوگ جب کسی چیز کو حلال سمجھتے ہیں تو اُسے بہت کھاتے ہیں جیساکہ بھینس کا دُودھ دو کٹورے بھر کر کے پی جاتے ہیں حالانکہ نیم کٹورہ پر ہی اکتفا کیا جاسکتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وُہ شریعت کے باطن پر نگاہ نہیں رکھتے صرف ظاہر کو ہی دیکھتے ہیں۔ دراصل اہم ترین کام قلتِ طعام و منام اور قلتِ کلام و ترکِ صحبت عوام ہے۔"

۱۳- فرمایا: "مَنْ تَعَبَّدَ اللّٰهَ فِی الْخَلْوَةِ حَصَّلَ الْمُرَادَ بِالْخَطَرَاتِ۔" ترجمہ: جس نے خلوت میں اپنے رب کی عبادت کی اُس نے خطرات سے مراد حاصل کرلی۔

۱۴- فرمایا: "اگر کوئی سالک اپنے کو (شیخ کی) خدمت میں نیا آیا ہُوا سمجھے اور ہر دن کو روزِ اوّل کہے تو اس کا کام انجام تک پہنچے گا اور اگر یہ دوسرے دن کو دوسرا روز جاننے لگا تو وہ تباہی میں پڑے گا۔"

۱۵- فرمایا کہ رات کو کنوئیں چلنے کی آواز سُنتا ہُوں تو سوچتا ہُوں کہ یہ لوگ ساری رات کنوئیں چلاتے ہیں اور رات بھر جاگتے ہیں اور یہ شب بیداری و زحمت صرف چند دانوں کے لیئے ہے اور وہ بھی اگر فصل آفاتِ سماوی سے بچ رہے۔ مگر افسوس کہ خُدا کی بندگی کی خاطر کوئی شخص اتنی محنت نہیں کرتا اور جو شب بیدار رہ کر راہِ سلوک پر چلتے ہیں وہ حق تعالیٰ کی عنایت سے مقصود تک پہنچ جاتے ہیں اور کبھی محروم نہیں رہتے۔

۱۶- میاں صاحبؒ (یعنی حضرت خواجہ نُور محمد نارو والہؒ) کے وصال کے بعد اُن کے دوستوں میں سے ایک شخص نے قبلۂ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ بعض علماء اور بزرگانِ خلیفہ صاحبؒ (حضرت نور محمد نارو والہؒ) کے مزار پر چراغ روشن کرنے سے منع کرتے ہیں اور جو کوئی اُن کے مزار پر آکر سرود وغیرہ بجاتا ہے اس کو بھی روکتے اور آنے نہیں دیتے۔ اس بارے میں جو ارشاد ہُو عمل کیا جائے۔ آپ نے فرمایا "میاں صاحب جس جگہ کے تھے وہاں جا پہنچے۔ تم کسی کو خانقاہ پر آنے سے منع مت کرو کیونکہ قدیم رسم ہے کہ تمام بزرگان کی خانقاہ پر ہر قسم کے لوگ آتے ہیں اور سرود

Marfat.com

بجلتے ہیں۔ اور چراغاں بھی ہوتا ہے چنانچہ حضرت خواجہؒ خواجگانؒ کے مزار پر ہمیشہ چراغاں کیا جاتا ہے؛

۱۷۔ فرمایا" ایک دن مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کسی جانب سوار ہو کر جا رہے تھے کہ ایک یہودی نے انہیں سلام کیا اور پاؤں مبارک کو چوما، حضرت مولانا رومؒ گھوڑے سے اُتر پڑے یہودی کے پاؤں کو بوسہ دیا اور بے حد تعظیم کی اور پھر سوار ہوئے آپ کے بعض خدام نے عرض کیا کہ حضرت اِسقدر تواضع ایک یہودی کے ساتھ کیوں روا رکھی گئی ہے جواباً فرمایا وُہ یہودی ہے اور مَیں محمدیؐ مرد ہُوں۔ نہیں چاہتا کہ ہم محمدیؐ لوگوں سے ایک یہودی تواضع میں سبقت لے جائے؛

۱۸۔ ایک دِن کسی نے عرض کیا کہ غریب نواز امراضِ نفسانیہ کی بھی کوئی دوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کتب تصوّف میں ان کی بہت دوائیں تحریر ہیں مگر کوئی ان کا طالب صادق نہیں پس ظاہراً ہر شخص اپنے کو مریض کہتا ہے مگر حقیقتاً ان امراض کے ازالہ کی دوا نہیں کرتا ورنہ طبیب بہت ہیں ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد!

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

ترجمہ، کب کوئی ایسا عاشق ہُوا ہے کہ یار (محبوب) نے اس کے حال پر نظر نہ کی ہو۔ اے خواجہ درد نہیں ہے ورنہ طبیب تو موجود ہے۔

۱۹۔ فرمایا:" شیخ اپنے سے اُس (مرید) شخص کو دُور کر دیتا ہے جو دوسروں کی تکمیل و تلقین کے قابل ہوتا ہے اور جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے لیکن جو شخص خود پرورش طلب ہو وہ دوسروں کی تربیت کس طرح کر سکے گا۔ اِس لئے شیخ اُسے اپنے سے ہرگز دُور نہیں کرتا؛

۲۰۔ آپ کی مجلس میں ایک شخص نے عرض کیا کہ مُردوں کی رُوحیں دس سال تک واپس گھر میں آتی رہتی ہیں اور جو کچھ اُن کی ارواح کو دیا جاتا ہے وُہ بھی اُنہیں پہنچ جاتا ہے۔

لہ گلشن ابرار

Marfat.com

اِس پر دوسرے شخص نے کہا شاید صالح لوگوں کی رُوحیں گھر میں آتی ہوں گی۔ جو لوگ کہ خود گرفتار ہوں اُن کی رُوحیں کس طرح گھروں میں واپس آتی ہوں گی؟ حضرت قبلۂ عالمؒ نے فرمایا کہ: "تمام قِسم کے آدمیوں کی رُوحیں واپس گھروں میں آتی ہیں" اور یہ بھی فرمایا کہ "فاتحہ دینا ارواح کو بھی مرغوب ہے اور اُن کی نیاز کھانا پکا کر تقسیم کرنا بہت مفید ہے کہ خُدا تعالیٰ اِس طعام کا عوض دنیا میں بہت جلد عطا فرماتا ہے" بعدہٗ تبسم ہو کر فرمایا "جاہل فاتحہ دینا نہیں جانتے اور عالم روٹی دینا نہیں جانتے"

۲۱۔ فرمایا: "لِقَاءُ الْخَلِیْلِ شِفَاءُ الْعَلِیْلِ" ترجمہ: دوست کی ملاقات بیمار کیلئے شفا ہے۔

۲۲۔ فرمایا: "وجود کو شریعت کے مطابق کرنا اور دل کو اُس سے منسلک کر لینا۔ اتباعِ شریعت ہے۔

۲۳۔ شہبازِ طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ مسجد خدا بخش مہاراں شریف میں خوش الحانی سے مثنوی پڑھ رہے تھے۔ حضرت خواجہ قبلۂ عالمؒ قریب آئے تو آپ خاموش ہو گئے حضرتؒ نے فرمایا: "مجھے بھی سناؤ کیا پڑھ رہے تھے" عرض کیا ؎

کمالِ صنعتِ مشاطہ شاید
کہ روئے زشت را زیبا نماید

ترجمہ: مشاطہ کی صنعت کا کمال یہ ہے کہ بدصورت چہرہ کو دلکش بنا دے۔ قبلۂ عالمؒ نے فرمایا اب ہم سے بھی سنو ؎

مگو کہ پیر شدی ذوقِ عاشقیت نماند
شراب کہنہ ما مستیٔ دگر دارد !!

ترجمہ: یہ نہ کہہ کر تو بوڑھا ہو گیا ہے اور اب ذوقِ عشق نہیں رہا، ہماری پرانی شراب ایک خاص مستی رکھتی ہے۔

نیز علائقِ دُنیا سے اظہارِ ناپسندیگی کرتے ہوئے فرمایا:

ما فقیراں را تماشائے چمن در کار نیست!
داغ ہائے سینۂ ما کمتر از گلزار نیست!

ترجمہ: ہم فقیروں کو باغ کا تماشا درکار نہیں ہے، ہمارے سینہ کے

Marfat.com

داغ باغ سے کم نہیں ہیں۔

۲۴۔ خواجہ نور محمد نارو والاؒ آپ کی زیارت کے لئے ڈیرہ غازی خاں سے چل کر آئے۔ کسی نے اُن سے پوچھا آپ سواری پر آئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا! پا پیادہ حاضر ہوا ہوں قبلہ عالمؒ یہ گفتگو سن رہے تھے انہوں نے فرمایا ؎

شوقِ طوافِ کعبہ اگر دامنت کشد!

اسبابِ زادِ راہ شود شد نہ شد نہ شد!

ترجمہ: کعبہ کے طواف کا شوق اگر تیرا دامن کھینچ لے اور تجھ پر غالب آ جائے تو زاد راہ ہو نہ ہو اس راستے میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی

منیر الاذکار میں لکھا ہوا ہے کہ قبلہ عالمؒ وصال سے قبل کبھی کبھی یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

مرا زندہ پندار چوں خویشتن

من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن!

ترجمہ: مجھے اپنی طرح زندہ ہی خیال کر۔ اگر تو جسم سے آئے گا تو میں جان میں آجاؤں گا۔

Marfat.com

علالت

آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ مطابق ۴ مئی ۱۷۸۵ء کو وصال فرمایا آپ کو اپنے شیخ محترم سے بے پناہ محبت تھی۔ جس دن آپ کو حضرت مولانا صاحبؒ کے وصال کی خبر ملی اسی روز سے آپ مغموم رہنے لگے۔ اکثر ٹھنڈی سانسیں لیتے وقت گذرتا اور خاموش بیٹھے رہتے۔ ایک رات فرمانے لگے "میں حضرت مولانا صاحبؒ کی مفارقتِ دائمی سے اسقدر افسردہ خاطر ہوں اور میرے دل میں ایسا اندوہ ہے کہ چاہتا ہوں سب سے چھپ چھپا کر کسی جنگل میں چلا جاؤں اور وہاں جا کر بیٹھ جاؤں۔ نہ کوئی میرے نزدیک آئے اور نہ میں کسی کو دیکھوں" حضرت مولانا صاحبؒ کے وصال سے آپکو گہرا صدمہ ہوا جس سے آپ نہ صرف غمگین بلکہ علیل رہنے لگے اور دن بدن کمزور ہوتے گئے۔

چند سال بعد آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ نور محمد نارو والا کا جب ۱۲۰۴ھ میں وصال ہوا تو اُن کی جدائی سے آپ اور زیادہ مغموم و افسردہ خاطر ہو گئے۔ اُن کے وصال پر ایک آہ سرد بھر کر فرمانے لگے ؎

عُرفی چہ نشستہ کہ یاراں رفتند!
تو پیادہ ماندی و شہ سواراں رفتند!

ترجمہ۔ عُرفی کیسے بیٹھے ہو جب کہ یار دوست چلے گئے ہیں۔ تو پیادہ رہ گیا ہے اور شہ سوار جا چکے ہیں۔

اربابِ صدق و صفا کے دلوں کو منور کرنیوالے، عوام النّاس کے اخلاق سنوارنے والے کعبۂ نیاز منداں و قبلۂ حاجتمنداں حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ ۶۳ سال کی عمر میں ۳ ذوالحجہ ۱۲۰۵ھ کو فردوس مقیم ہوئے ؎ حیف[1] واویلا جہاں بے نور گشت
۱۲۰۵ھ

---

[1] نواب محمد غازی الدین خاں

Marfat.com

مقامِ تدفین

شدید علالت کے دنوں میں احباب و اقرباء کے مابین حضرت خواجہ قبلۂ عالمؒ کے مزار کی جگہ بھی موضوعِ سخن رہی۔ بیشتر خلفاء و مریدین یہ چاہتے تھے کہ آپ کی عقیدت و محبت اور معمولاتِ زیست کے مطابق قبرستان جگر گوشۂ حضرت بابا فریدؒ و شیرِ بیشۂ تجرید حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہیدؒ میں آپ کی تدفین مبارک ہو۔ مگر کچھ حضرات بعد از وصال آپ کے جسدِ متبرک کو مہار شریف سے باہر کسی دوسرے مقام پر منتقل کرنے کے حق میں نہ تھے۔

بالآخر ایک دن حافظ محمد الیاس صاحب سیال نے جو آپ کے مصاحب خاص تھے حضرت قبلۂ عالمؒ کی خدمت میں عرض کر دیا کہ "حضور کے مدفن کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہے۔ کہاں ہونا چاہیئے؟" چونکہ ایک طے شدہ و غیر مبہم اور واضح امر تھا اس لئے حضرت قبلۂ عالمؒ نے اس سوال پر قدرے اظہارِ خفگی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "میں نجومی نہیں ہوں جہاں ہوگا ہو جائے گا" حافظ محمد الیاس نے مزید وضاحت چاہتے ہوئے عرض کیا کہ بعض احباب کی مرضی قبرستانِ حضرت شیخ تاج سرورؒ میں ہے۔ قبلۂ عالمؒ نے اس احسن تجویز کو سراہتے ہوئے فرمایا "ماشاء اللہ"

بعد وصال جس جگہ پر آپ کو غسل دیا گیا وہ جگہ "ساوی مسجد" مہار شریف کے صحن میں اب تک محفوظ ہے۔ تجہیز و تکفین کے بعد عزیز و اقارب و خلفاء و مریدین اور معتقدین نے آپ کے جسدِ مبارک کو اٹھایا اور بلا بحث و تمحیص لختِ جگر حضرت گنج شکرؒ حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہیدؒ کے قبرستان میں لے گئے۔ یہاں اس مقدس مقام پر آپ کی تدفین ہوئی جہاں شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ سلطان العاشقین حضرت مخدوم عثمان مروندی المعروف شہباز قلندرؒ سید السادات حضرت مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاریؒ اور تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتی شہیدؒ بر لبِ دریائے ستلج ایک عرصہ مشغول عبادت رہے تھے اور ان پانچ اولیائے کرامؒ کی نسبت عالیہ سے اس قطعۂ متبرک کو "پنجاں پیراں دی جنڈ" کہا جاتا تھا۔

ا۔ ذکرِ کرام

Marfat.com

حضرت خواجہ قبلۂ عالمؒ کی تدفین کے بعد چند صاحبان نے صلاح و مشورہ کیا کہ اب آپکے جسدِ مبارک کو چشتیاں شریف سے منتقل کرلیں اور مہار شریف میں تدفینِ مکرر و مزارِ نو تیار کریں۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحبؒ کو اِس منصوبہ کا علم ہُوا تو انھوں نے زبانِ دُرفشاں سے فرمایا:

"اکنوں حق تعالیٰ کسے را توفیق نقل نخواہد داد" [1]

ترجمہ: "اب خدا تعالیٰ کسی شخص کو (چشتیاں شریف سے آپکا جسدِ اطہر) منتقل کرنے کی توفیق نہ دے گا"

۱؎ گلشنِ ابرار فارسی

Marfat.com

اولاد و احفاد

حضرت خواجہ قبلہ عالمؒ کے تین صاحبزادے تھے۔ سب سے بڑے حضرت خواجہ نور الصمدؒ دوسرے خواجہ نور احمدؒ اور تیسرے خواجہ نور حسنؒ تھے۔ دو بیٹیاں تھیں۔ بڑی زینب بی بیؒ جو میاں جمال محمد بن غلام محمد قوم لالیکا (جوئیا) کے نکاح میں تھیں۔ دوسری بیٹی صاحب بی بیؒ جن کی شادی و مناکحت سید شیر شاہ سکنہ موضع شہلام شاہ (شاہ آدم شاہ) سے ہوئی تھی۔ دونوں دختران عفت مآب سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ فرزندان گرامی کی اولاد بہت ہے۔ حضرت خواجہ نور الصمد شہیدؒ اور حضرت خواجہ نور احمدؒ کی اولاد قصبہ مہاراں شریف میں رہائش پذیر ہے اور حضرت خواجہ نور حسنؒ کی اولاد قصبہ مگھیراں میں رہائش پذیر ہے۔

حضرت خواجہ قبلہ عالمؒ کے چھیالیس خلفائے نامدار تھے جنھوں نے صوبہ پنجاب، سندھ اور سرحد میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کو از سر نو عروج و ارتقا کی رفعتوں سے ہمکنار کیا اور مخلوقِ خدا کو فیض پہنچایا۔

اِس وقت حضرت خواجہ قبلہ عالمؒ کے آٹھویں سجادہ نشین حضرت میاں نور جہانیاں صاحب محمودیؒ دامت برکاتہ وارثِ نعمت و رونقِ سجادہ ہیں۔ اپنے آباؤ اجداد اور مشائخ کرامؒ کے فیضان کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر میں برکت دے اور تا دیر سلامت رکھے۔ آمین

Marfat.com

حضرت سید محمد علی شاہ المعروف حضرت کالے شاہ

منڈی چشتیاں شریف سے قدیم چشتیاں شریف جاتے ہوئے سڑک کے دائیں کنارے تقریباً تین فرلانگ کے فاصلہ پر آپ کا روضہ تعمیر شدہ ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام سید رحمت علی شاہؒ ہے۔ جن کا مزار ساہیوال کے نزدیک پاکپتن شریف روڈ پر واقع ہے۔

حضرت کالے شاہؒ کے روضہ میں تین مزارات ہیں۔ جنوبی دروازہ سے داخل ہوتے وقت بائیں جانب غربی دیوار کے ساتھ آپ کا مزار ہے درمیان میں دوسرا مزار آپ کے بھائی سید علی شاہؒ کا ہے اور اُن کے ساتھ آخر میں تیسرا مزار سید امیر علی شاہؒ کا ہے جو دونوں بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ سنین وصال معلوم نہیں ہو سکے۔ تیرویں صدی ہجری میں جہان فانی سے عالم جاودانی کا سفر اختیار کیا۔ روضۂ عالیہ کا گنبد ایک عرصہ تک نامکمل رہا۔ شاید ہوا، روشنی اور بارش کے لئے مصلحتاً غیر مسقف رکھا گیا تھا۔ مگر حال ہی میں آپ کے عقیدت مندوں نے گنبد مکمل کر دیا ہے اور ایک خوبصورت برآمدہ و مسجد تعمیر کرائی ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب سید السادات حضرت مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری اُچویؒ تک بیان کیا جاتا ہے۔ آپ کا سالانہ عرس ۲۳ تا ۲۵ شعبان کو منایا جاتا ہے۔

حضرت سید کالے شاہؒ کے تین بیٹے تھے، فرزند اول سید باقر شاہؒ چشتیاں شریف میں مدفون ہیں۔ دوسرے سید حسن شاہؒ اور تیسرے سید حسین شاہؒ قصبہ کرم پور، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی میں مدفون ہیں۔

Marfat.com

حضرت سید سبحان شاہؒ

روضہ حضرت کالیہ شاہؒ کے شمال میں چند گز کے فاصلہ پر حضرت سید سبحان شاہؒ کا چھوٹا سا روضہ ہے اس میں دو مزارات ہیں غربی جانب حضرت سید سبحان شاہؒ اور اُن کی بائیں جانب اُن کے پوتے سید قطب شاہؒ مدفون ہیں۔ حضرت سُبحان شاہ بن سید امام شاہؒ کا سلسلہ نسب تیئس واسطوں سے حضرت سید محمد مکّی بھکریؒ تک بیان کیا جاتا ہے۔ طریقت میں آپ سلسلہ قادریہ سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت سید شکور شاہؒ مدفونہ قصبہ چاولی مشائخ آپ کے خاندان کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں۔

ایک کرامت

چشتیاں شریف میں ایک مرتبہ حضرت سبحان شاہؒ کا مرید حاجی کمہار چوری کے الزام میں سزایاب ہوگیا۔ اور حکام نے اُسے بہاولپور جیل میں بھیج دیا۔ حضرت سبحان شاہؒ اُس کی سزایابی کی خبر سُن کر بہاولپور تشریف لے گئے اور جیل کے باہر ڈیرہ ڈال دیا۔ ایک رات داروغۂ جیل کا بچہ بیمار ہوگیا۔ وُہ آپ کی درویشی و خدا مستی دیکھ کر آپ کے پاس بچہ اُٹھا کر لائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: "مرید بھی بیٹا ہوتا ہے اور میرا ایک مرید اس جیل میں مقید ہے، جب تک وہ رہا نہ ہوگا داروغہ کا بیٹا بیمار ہی رہے گا۔" متعلقین نے شاہ جی کی بات پر یقین نہ کیا اور علاج و معالجہ کی جانب راغب ہُوئے۔ جب ہر طرف سے مایوسی ہُوئی تو حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں آگئے۔ اُن کی تعمیلِ ارشاد کرتے ہُوئے حاجی کمہار کو رہا کر دیا اور بچہ صحت یاب ہوگیا حضرت سبحان شاہ صاحبؒ نے مرید کی رہائی کے بعد اُسے چوری سے تائب ہونے کی تلقین فرمائی اور ساتھ لے کر چشتیاں شریف آگئے۔ آخری عمر میں اسی مرید کے گھر چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں پندرہ رمضان المبارک کو انتقال فرما گئے۔

Marfat.com

چوکھنڈی

حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہیدؒ کے قبرستان میں جہاں جلیل القدر بزرگانِ دینؒ کے مزارات ہیں، وہاں بڑے بڑے اُمراء و رؤسا اور سربراہانِ قبائل کے مقابر بھی پائے جاتے ہیں۔ جو اپنے عہد کے بہادر، شجاع اور دلیر حکمران تھے۔ آپ کے روضۂ عالیہ کی غربی جانب تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک مقبرہ ہے جسے عرفِ عام میں "چوکھنڈی" کہتے ہیں۔ اس میں نواب سلیم خاں لکھویرہ جوئیا اور اُس کا بیٹا نواب فرید خاں اوّل مدفون ہیں۔ جوئیا قبیلہ اس علاقہ میں صدیوں سے آباد ہے اور راجپوتانہ کے مشہور قبائل کی ایک شاخ ہے۔ جوئیہ اور واہیہ چار سو پچاس سال قبل مسیح ہندوستان میں ایک جنگجو قوم کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے اور وہ دریائے ستلج اور سندھ کے مقامِ اتصال پر سکندرِ اعظم سے جنگ آزما ہوئے تھے۔

ساتویں صدی ہجری میں جیت پور، ببپاسر، اودے پور، مہاجن، شیخ سر وغیرہ گیارہ سو دیہات ہندو جوئیا اور مسلم جوئیا کے مقبوضات تھے۔ جو ہریانہ، بھٹنیر، ناگور سے لیکر شمال میں دریائے ستلج کے دونوں کناروں پر وٹوؤں کی سرحد تک پھیلے ہوئے تھے۔ چولستان کا دریا گھاگرا ان کے مقبوضہ علاقوں کے وسط میں بہتا تھا۔

بیکانیر میں صورت گڑھ سے جنوب کی طرف رنگ محل نام کا ایک شہر جوئیوں کا مرکز تھا۔ اس شہر کے آثار اور عالی شان عمارتوں کے کھنڈرات اب تک وہاں موجود ہیں۔ اس میں انسانوں اور حیوانوں کے استعمال کے لیے پانی کے علیحدہ علیحدہ پختہ تالاب اُس دور کی خوشحال معیشت کا پتہ دیتے ہیں۔ ڈاکٹر ٹسا توری کی تحقیق میں رنگ محل

---

[1] ٹاڈ راجستھان ص ۱۳۲۰ وقائع راجستھان جلد دوم ص ۷۰

[2] مختصر تاریخ قوم جوئیا مرتبہ مہر محمد حیات جوئیا ص ۸

[3] وادیٔ ہاکڑہ اور اُس کے آثار ص ۳۴ مرتبہ صدیق طاہر صاحب

Marfat.com

اس علاقہ کا اصلی ثقافتی مرکز تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ۱۸۰۰ء میں مہاراجہ صورت سنگھ والی بیکانیر نے جب صورت گڑھ کا شہر بسایا تو اُس نے شہر کے صدر دروازہ کو رنگ محل قلعہ کی منقش اینٹوں سے مزین کیا۔

دریائے گھاگرا کے کنارے سوہن کوٹ کا قلعہ ایک جوئیا سردار سوہانہ نے تعمیر کرایا تھا۔ اس کے علاوہ بھیرو پال، پوگل، کوٹلی، سانپلی، ولہر، پھولڑہ جوئیوں کے مشہور قلعے تھے۔ جاٹوں اور بھٹیوں سے ان کی بے شمار جنگیں ہوئیں۔ راجپوتانہ، بیکانیر، جیسلمیر کے بہت سے مقامات کئی بار میدان کارزار بنے۔ بقول ٹاڈ "راجپوت اپنے مقبوضہ علاقوں اور قلعوں کو بچانے کے لئے آگ اور خون کی ہولی کھیلے اور بہت کشت و خون ہوا"[2]

جوئیا حلقہ اسلام میں

۶۳۵ھ کے لگ بھگ جوئیا قبیلے کا معروف سردار لونے خاں اور اُس کے دو[3] بھائی "بر" اور "وسیل" اپنے عظیم قبیلے کے ہزاروں افراد کے ساتھ شیخ الاسلام والمسلمین مروّج دین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے دستِ اقدس پر مسلمان ہو کر اُن کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ لونے خاں حضرت بابا صاحبؒ کا صادق العقیدہ مرید تھا۔ مہاجن، پھنڈیرن، لون کرن سر، کھلہراں، آدھاسر، سردار شہر، ویران اور شیخ سر کے تبلیغی دوروں میں وہ اپنے شیخؒ کا ہم سفر اور خدمت گار رہا۔ اخلاص مند مرید کی خدمات پر حضرت بابا صاحبؒ بہت خوش ہوئے اور اُسے افرادی قوت کی دعا دیتے ہوئے فرمایا: "لوناں دوناں چگوناں" یعنی لونے خاں کی اولاد بکثرت ہو اور پھلے پھولے۔ اس دعا کی تاثیر سے لونے خاں کو بارگاہِ ایزدی سے بارہ فرزند

۱۔ مختصر تاریخ قوم جوئیا ص، ۲۔ ٹرائبز اینڈ کاسٹس پنجاب ص ۲۱۲

۳۔ ٹرائیبز اینڈ کاسٹس پنجاب ص ۲۱۲

۴۔ شجرہ نسب خاندان جوئیا کھوریرہ

Marfat.com

عطا ہوئے اور اس کا بڑا بیٹا لکھو خاں اپنی قوم کا مشہور سردار تھا۔

لونے خاں راجپوت تھا یا عرب النسل

بعض جوئیے اپنے قبیلہ کو عرب النسل کہتے ہیں۔ مگر تاریخی شواہد میں جوئیا قدیم اقوام ہند کی ایک شاخ ہے۔ راجپوتانہ کے گوشہ گوشہ میں اس کی قدامت وسکونت کی داستانیں بکھری پڑی ہیں۔ تاریخ کی ورق گردانی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں سکندر اعظم کی آمد کے وقت جوہیہ اور واہیہ قبائل موجود تھے۔ "مختصر تاریخ جوہیا" کے مصنف مہر محمد حیات جویا متوطن جویا آباد ضلع جھنگ لکھتے ہیں،

"کرنل ٹاڈ صاحب اس قوم کو سری کرشن جی کی اولاد سے بتاتے ہیں۔ یہ قوم کافی مدت تک بھٹنیر، ناگور اور ہریانہ کے علاقہ میں حکمران رہی اور اب بھی یہ قوم راجپوتانہ اور ملحقہ علاقوں میں کثیر تعداد میں موجود ہے۔ بیکانیر وغیرہ کے باسی آزادی کے بعد ہجرت کر کے زیادہ تر ریاست بہاولپور اور ضلع منٹگمری میں آباد ہو گئے ہیں۔ آزادی سے پہلے مسلم جویا بیکانیر کے سارے علاقے میں پھیلے ہوئے تھے۔ جے پور وغیرہ علاقوں میں رہنے والے اب تک ہندو مذہب پر قائم ہیں۔"[1]

"تاریخ قوم راجپوت" کے مصنف شہادت علی خاں صاحب کی رائے میں یہ کورو پانڈو کی نسل خیال کیے جاتے ہیں۔ ایک روایت کی رو سے راجہ پورس جس نے دریائے جہلم کے کنارے سکندر اعظم کا مقابلہ کیا تھا وہ جوعیہ (جوئیا) راجپوت تھا۔ بھیرہ کا قصبہ بھی انہی کا آباد کردہ ہے اور ان کا قدیم مرکز تھا۔ ایک زمانے میں یہ قوم ستلج سے مارواڑ تک کے علاقوں تک قابض تھی۔ ملتان بار اور جنگل کے سردار مشہور تھے۔"

"ٹرائبز اینڈ کاسٹس آف پنجاب" میں انگریز مورخ سر ڈینزل ایبٹسن

---

[1] مختصر تاریخ جویا

Marfat.com

لکھتے ہیں :

" Bawa Farid-ud-Din Shakar Ganj converted Luna, Ber and Wisul to Islam and blessed Lunan saying "lund, dunan, chaunan," i.e., may lunan posterity multiply.

These three brothers wrested the fortress of Bhatinda from the Slave Kings of Dehli and ruled its territory, with Sarsa and Bhatner, independently".

ترجمہ : "حضرت بابا فرید الدین شکر گنج نے "لونا" "بر" اور "وسیل" کو مسلمان کیا اور لونا کے لئے لونا ، دونا ، چونا کی دعا کی یعنی لونا کی اولاد پھلے پھولے ۔ ان تینوں بھائیوں نے دہلی کے خاندان غلاماں کے بادشاہوں سے بٹھنڈہ کا علاقہ چھین لیا اور سرسہ و بھٹنیر پر آزادی سے حکومت کرتے رہے"

بقول جنرل کننگھم جوئیا کی کچھ تعداد جدڈ کی پہاڑیوں میں بھی موجود ہے جہاں وہ جودیہ یا یودیہ کے نام سے شناخت کئے جاتے ہیں ۔ محکمہ مال کے کاغذات میں جوئیا کو راجپوت گوت لکھا جاتا ہے ۔ ان حقائق کی روشنی میں لونے خاں عرب النسل نہیں ، راجپوت قوم کا سپوت تھا ۔ اور اس کا شجرہ[1] نسب اس طرح بیان کیا جاتا ہے ۔ لونہ خاں بن گراج بن جھنگ بن سانمہ بن ہانسرہ بن سیہنول بن اے سی بن نیھے سی بن ساوت بن جوگنی پتھرال بن ساہن پال بن جوئیہ

مذہبی تعصب کی بناء پر غیر مسلم جوئیوں نے مسلمان جوئیوں کے خلاف متعدد بار محاذ آرائیاں کیں ۔ لاہر نام کے ایک غیر مسلم جوئیا نے جے سنگھ کے تعاون سے کھر بارہ (بیکانیر) کے مقام پر لونے خاں سے جنگ[2] کی تھی ۔ ساتویں صدی ہجری میں حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور چشتی کی قیادت میں جن نو مسلم راجپوت اقوام نے کافروں سے جہاد کیا ۔ ان میں جوئیا قبیلہ بھی شامل تھا ۔ کہا جاتا ہے کہ لونے خاں کو اس کے غیر مسلم بھتیجے "چونڈرا" نے شہید کیا تھا اور اس کی قبر کھر بارہ کے قبرستان

---

[1] شجرہ نسب لکھوبرہ جوئیا بمقام شہر فرید ، ضلع بہاولنگر

[2] ٹرائبز اینڈ کاسٹس پنجاب

Marfat.com

میں ہے جہاں حضرت میاں عیسیٰؒ ایک بزرگ مدفون ہیں۔

لکھوخاں لونے خاں کے بعد اُس کا بیٹا لکھوخاں جانشین ہوا۔ رنگ محل کا قلعہ اُس کی راجدھانی تھا۔ بیکانیر میں قصبہ لکھوسر بھی اُس کے نام سے منسوب ہے اُس کی اولاد کو لکھویرا کہا جاتا ہے۔ جو زیادہ تر قصبہ شہر فرید ضلع بہاولنگر میں آباد ہیں لکھوخاں کی دوسری بیوی غیر مسلم راجپوت خاندان سے تھی جس کی اولاد ناراض ہو کر اپنے ننھیال چلی گئی اور ہندو مذہب اختیار کر لیا۔ بیکانیر میں اِس نسل کے ہندوؤں کو لکھو پوتہ کہا جاتا ہے

میدان کارزار

ساتویں صدی ہجری میں بھٹیانہ، ناگور اور ہریانہ کے مقامات پر جوئیوں کی بھٹیوں[1] سے بے شمار لڑائیاں ہوئیں۔ اِس کے بعد دسویں صدی ہجری میں راجپوتانہ کے جاٹ اور گدارے جوئیوں کے خلاف متحد ہو گئے۔ اِس کی تفصیل کچھ اِس طرح ہے کہ اُدتیا[2] کے ایک رئیس اور گداروں کے سردار پانڈو نے جوئیوں سے دشمنی کی بناء پر جے پور کے راٹھور راجہ سے ایک معاہدہ تحریر کر کے الحاق کر لیا۔ اِس معاہدہ میں شرطِ اوّل[3] یہ تھی کہ راٹھور جوئیوں کے مقابلہ میں جاٹوں اور گداروں کی امداد کریں گے۔ چنانچہ دسویں صدی ہجری کے اوائل میں جوئیوں کے مقبوضات ایک بار پھر جنگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ گئے۔ جے پور کے راجہ جودھا کے بیٹے راؤ بیکا نے موہلوں کو شکست دینے کے بعد جاٹوں اور گداروں کو ساتھ ملا کر مسلم اور غیر مسلم جوئیوں کے خلاف جنگی کارروائیوں کا آغاز کر دیا۔ اُس وقت راجپوتانہ میں گیارہ سو دیہات جوئیوں کے زیرِ تسلط تھے۔ راؤ بیکا نے سب سے پہلے کچھی واڑہ پر حملہ کر کے چوراسی[4] دیہات پر قبضہ کر لیا اور سردار شیر سنگھ

---

[1] مختصر تاریخ قوم جویا مرتبہ مہر محمد حیات جویا متوطن جویا آباد ضلع جھنگ [2] راجستھان بھارت کا ایک شہر ہے۔

[3] وقائع راجستھان [4] مختصر تاریخ قوم جویا ٹاڈ راجستھان

Marfat.com

جوئیا کی راجدھانی بھوروپال پر متعدد حملوں کے بعد کامیابی حاصل کر لی۔ اسی طرح بھٹیوں سے اُس نے بھاگور چھین لیا اور جیسلمیر کے راجہ جیت سی کو میدانِ جنگ میں شکست دیکر گرفتار کر لیا۔ ان جنگوں میں راٹھوروں کے حوصلے بہت بڑھ گئے اور اُنھوں نے حصار پر حملہ کر کے سارنگ خاں نامی ایک افغان سردار کو بھی شہید کر دیا۔

مُسلم اور غیر مُسلم اقوام سے محاذ آرائیوں کے بعد راؤ بیکا راجپوتانہ کے تیس ہزار[1] دیہات اور وسیع علاقہ پر حکومت کرنے لگا۔ اُس نے مفتوحہ علاقہ میں جاٹوں کے سردار نیر کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر ۱۵[2] بیساکھ ۱۵۴۵ بکرمی کو بیکانیر کے نام سے ایک نیا شہر آباد کیا جو متحدہ ہندوستان میں ریاست بہاولپور کی ہمسایہ ریاست کا دارالحکومت تھا اور اب بھارتی صوبہ راجستھان کا مشہور شہر ہے۔

نقلِ مکانی

راجپوتانہ میں روزمرہ کی جنگوں کے علاوہ جغرافیائی حالات میں بھی بڑی تبدیلیاں رُونما ہوئیں۔ دریائے گھاگرا خشک ہوگیا۔ مون سون کا رخ بدل گیا اور قلت باراں سے ہر سال قحط پڑنے لگا۔ ایسے ناسازگار حالات میں جوئیا سردار نے دسویں صدی ہجری میں اپنے آبائی مستقر رنگ محل کو خیرباد کہا اور راجپوتانہ کی شمالی سرحد پر دریائے ستلج کے کنارے ایک نیا قصبہ آباد کیا جس کا نام سلیم گڑھ رکھا۔ کچھ عرصہ بعد اس قصبہ میں صاحبِ کرامت بزرگ حضرت شوق الٰہی تشریف فرما ہوئے اور انھوں نے نواب سلیم خاں کے جانشین کو سلیم گڑھ سے غربی جانب آٹھ میل کے فاصلہ پر ایک نیا شہر بسانے کا حکم دیا۔

سلیم خاں لکھویرا کے بیٹے نواب فرید خاں اوّل نے سلیم گڑھ سے ترکِ سکونت کر کے مغرب میں دوسرا قصبہ شہر فرید[3] کے نام سے آباد کیا اور وہاں ایک عظیم الشان قلعہ تعمیر کرایا۔ جس کا سنگِ بنیاد تاج العارفین حضرت شیخ بابا تاج الدین سرور شہید چشتیؒ کی اولاد امجاد سے ایک بزرگ حضرت شیخ بدرالدین چشتیؒ نے اپنے دستِ مبارک[4]

۱؎ وقائع راجستھان ۲؎ وقائع راجستھان ص ۲۰۰ مرتبہ ٹھاکر اجیر سنگھ شاہپورہ

۳؎ زبانی روایتوں میں قصبہ شہر فرید کا ابتدائی نام سلیم گڑھ بیان کیا جاتا ہے۔ ۴؎ گزیٹیر بہاولپور

سے رکھا۔ راجپوتانہ کے قدیم رنگ محل کی یاد میں لکھوبیرے اس قلعہ کو بھی "رنگیل" یعنی رنگ محل کہتے تھے۔[1] "وادیٔ ہاکڑہ اور اُس کے آثار" کے مصنف صدیق طاہر صاحب قلعہ شہر فرید کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس خوبصورت محل کے کئی رہائشی حصّے اور خوبصورت باغات بیان کیے جاتے ہیں۔ اپنی آرائش اور دلکشی کے اعتبار سے محل کے کمرے قابلِ دید تھے۔ جنہیں اپنے زمانہ کے ممتاز ترین معماروں نے تعمیر کیا تھا۔ پتھر اور آرائشی ٹائلیں دُور دُور سے منگوائی گئی تھیں۔ رئیس لال خاں کے عہد میں رنگیل محل غیر معمولی آتش زدگی سے برباد ہو گیا تھا۔ آگ بارُود کے ذخیرہ کی وجہ سے لگی تھی۔ جو محل کے ایک کمرہ میں رکھا گیا تھا۔"

بعض روایات میں ہے کہ شہر فرید کے قلعہ کی اس عظیم الشان عمارت کو شبِ برات کے موقعہ پر آتش بازی کے ناشائستہ کھیل سے آگ لگی تھی جس سے محل کا بیشتر حصّہ خاکستر ہو گیا۔ اس کے بعد نواب فرید خاں دوم نے اپنے عہد میں اس قلعہ کو از سرِ نو مرمت کرایا، جس کی ایک خوبصورت سر بفلک فصیل ۱۹۷۰ء تک عہدِ رفتہ کی یاد دلاتی تھی مگر اب زمین بوس ہو کر معدوم ہو چکی ہے۔

مُلتان کی عملداری میں

شہر فرید ایک عرصہ تک ملتان کی صوبے داری میں بھی رہا۔ مرہٹوں نے جب ملتان پر حملہ کیا تو نواب ولی محمد خاں خوگانی صوبیدار ملتان شکست کھا کر شہر فرید میں پناہ گزین ہوا اور مرہٹوں[2] نے صالح محمد خاں کو ملتان کا صوبے دار بنا دیا۔ بالآخر

---

[1] وادیٔ ہاکڑہ اور اُس کے آثار ص ۱۶۵

[2] تاریخ ملتان جلد دوم ص ۲۷۶ مرتبہ مولانا نور احمد خاں صاحب فریدی۔ ڈسٹرکٹ گزیٹیئر ایڈ کاسٹس پنجاب مرتبہ سر ڈینزل ایبٹسن

Marfat.com

احمد شاہ ابدالی نے صالح محمد خاں کو معزول کر دیا اور نواب ولی محمدؒ خاں کو دوبارہ ملتان کا صوبہ دار بنا دیا۔

علاقہ شہر فرید کے محصولات پر لکھویرے اپنا حق قدیم[۱] سمجھتے تھے اور صوبے دار ملتان کو اکثر و بیشتر محاصل ادا نہ کرتے تھے۔ ۱۱۴۴ھ المطابق ۱۷۳۱ء میں نواب حیات اللہ خاں صوبے دار ملتان نے نواب صادق محمد خاں عباسی اول کو کہا کہ لکھویرے محاصل ادا نہیں کرتے، اُن سے جنگ کی جائے۔ نواب صادق محمد خاں بانیٔ ریاست بہاولپور نے صوبے دار ملتان کی اعانت سے شہر فرید پر حملہ کر دیا۔ اس لڑائی میں طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ نواب فرید خاں دوم کے بھائی معروف خاں اور علی خاں میدانِ جنگ میں کام آئے۔ اور نواب فرید خاں گرفتار کر لئے گئے۔ اس فتحیابی کے بعد جنوب میں بیکانیر کی سرحد تک اور شمال میں پاک پتن شریف کی جاگیر تک نواب صادق محمد خاں اوّل کا قبضہ ہو گیا اور نواب فرید خاں لکھویرہ کی ریاست بہاولپور کی ریاست میں مدغم ہو گئی۔ بعد ازاں شاہانِ عباسی نے لکھویروں کی ذاتی جاگیر میں بحال کر دیں اور انہیں درباری اعزازات بھی دیئے۔

لکھویر امراء نے اپنے عہدِ اقتدار میں تاج العارفین حضرت شیخ باباؒ[۲] تاج الدین سرور شہیدؒ کی اولاد کو ایک[۳] جاگیر کا نذرانہ دیا تھا۔ جو اب تک اُن کے خاندان کی ملکیت چلا آرہا ہے۔

---

۱ صبحِ صادق ص۵۔

۲ صاحب ذکرِ کرام لکھتے ہیں کہ "اس علاقہ کے عام لکھویرے اور جمیشے آپ کے بہت معتقد ہیں۔ ہندو و مسلمان یہاں حاضر ہو کر منتیں مانتے ہیں۔ نمازِ استسقاء کے بعد خانقاہ پر حاضر ہو کر قربانی کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔"

۳ کاغذات محکمہ مال موضع چشتیاں شریف۔

اقوامِ راجپوت اور مشائخ چشت

راجپوت قبائل ہندوستان کا بازوئے شمشیر زن تھے اور میدانِ جنگ میں بہادری وجواں مردی کی یادگار امثال قائم کرتے تھے۔ قرونِ وسطیٰ میں مسلمان سلاطین نے اپنی بے پناہ جرأت وعسکری قوت سے انہیں زیرِ نگیں تو کر لیا مگر استحکامِ سلطنت میں بڑی دشواریاں پیدا ہوگئیں۔ اقوامِ ہند مسلمان بادشاہوں کو "غیر ملکی حکمران، غاصب لٹیرے" سمجھتی تھیں۔ اُن کے متعصب ذہنوں میں عساکرِ اسلام کے خلاف نفرت وانتقام کے شعلے بھڑک رہے تھے۔
دُور اندیش نگاہوں میں ہندو اکثریت پر مسلم اقلیت کا اقتدار غیر مستحکم اور مستقل خدشات سے معمور تھا۔

ایسے ناساز گار ماحول اور کشمکشِ اقتدار کے دور میں اُمتِ مسلمہ کی عقدہ کشائی کیلئے بزرگانِ دین بالخصوص خواجگانِ چشت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اپنے وطنِ عزیز سے ہجرت کر کے دیارِ ہند میں رونق افروز ہوئے۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو حکمران طبقہ سے بہت دُور رکھتے تھے

لہ صاحب ذکرِ کرام لکھتے ہیں کہ "اِس علاقے کے عام کھوہرے اور جوئیے آپ کے بہت معتقد ہیں۔ ہندو و مسلمان یہاں حاضر ہوکر منتیں مانتے ہیں نمازِ استسقا کے بعد خانقاہ پر حاضر ہوکر قربانی کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں"

لہ کاغذات محکمہ مال موضع چشتیاں شریف۔

Marfat.com

مگر وہ تعمیرِ ملت و استحکامِ مملکتِ اسلامیہ کے لئے اپنی مساعیٔ جمیلہ بروئے کار لے آئے اور اُنہوں نے ایسے دلنشیں انداز سے مذہبِ اسلام کے حقائق و معارف بیان کئے کہ غیر مسلموں کی بہت بڑی تعداد کے دلوں سے اہلِ اسلام کے خلاف نفرتوں اور کدورتوں کا غبار دُھل گیا اور وُہ اولیاء اللہ کے حُسنِ اخلاق و عمل کے گرویدہ ہوکر دِن بدن حلقۂ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

پاکستان و ہندوستان میں اسلامی معاشرہ کی ترقی و ترویج سلاطین سے کہیں زیادہ اولیاء اللہ و بزرگانِ دین کی تبلیغی مساعی و فیضانِ محبت کی رہینِ منت ہے۔ اُن کی خانقاہیں و آستانے بنی نوعِ انسان کی فلاح و اصلاح کے لئے ایک عظیم ادارے کی حیثیت رکھتے تھے۔ آشفتہ حال و شکستہ دِل افراد بزرگانِ دین" کے سادہ، پُرکیف، پاکیزہ اور پُرسکون ماحول میں طمانیتِ قلب و تسکین رُوح کے سامان پاتے ۔ اُن کے دربارِ گوہر بار کا ایمان افروز منظر اور اُنکی دِل آویز و مجسم اخلاق شخصیت پر آنے والے کے دِل و دماغ پر مرتسم ہوجاتی تھی اور کچھ کہے سُنے بغیر بھی لوگ اعمالِ صالح کی جانب راغب ہوجاتے تھے۔

حلقۂ درویشاں و حق پرستاں ہر نو وارد کی راہ میں آنکھیں بچھاتا تھا اور اپنی نانِ جویں کا نصف حصہ بیگاہ آنے والوں مسافروں کی نذر کر دیتا تھا۔ آٹھویں صدی ہجری کے ایک بزرگ کاشفِ اسرار، ناظرِ انوار، قدوۃ الکبریٰ حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانیؒ چشتی بزرگوں کے محامد و محاسن کا آنکھوں دیکھا حال اس طرح بیان کرتے ہیں کہ

"وُہ شہر والے اور دیہاتوں میں رہائش اختیار کر کے باطلانہ عقائد رکھنے والوں کو اسلام کی حقانیت سے روشناس کراتے ہیں دولتِ دُنیا اور دولتمندوں سے اجتناب کرتے ہیں اور اپنی باطنی توجہ سے مرید کا دِل حبِّ دُنیا سے بیزار کر دیتے ہیں فقر و فاقہ و ریاضت و مجاہدہ میں زندگی بسر کرتے ہیں فقیروں اور مسکینوں کی صحبت میں بیٹھتے ہیں۔ اُن کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ خود صاحبِ سماع ہوتے ہیں اور اہلِ سماع کو دوست رکھتے ہیں، اپنے پیرانِ عظام کے عرس مناتے ہیں۔ امراء سے زیادہ فقراء کی تعظیم کرتے ہیں۔ کھانا کھلاتے وقت اُن کے ہاتھ خود دُھلاتے ہیں اور

Marfat.com

خود ہی اُن کے آگے کھانا رکھتے ہیں اور امیروں کو فقیروں سے اُونچا مقام نہیں دیتے :

خواجگانِ چشت کے آستانوں میں نہ سلاطین کے دربار جیسا رُعب و جلال تھا اور نہ اُونچی ذات والے ہندوؤں کا متکبرانہ رویّہ و نفرت آمیز سلوک۔ دین کے بادشاہ مخلوقِ خُدا کے ہمدرد و غمخوار تھے۔ بلاتمیزِ رنگ و نسل انسانوں سے پیار اُن کا شیوہ و شعار تھا۔ ہندو معاشرہ کے دھتکارے ہُوئے اور سلاطین کے زیرِ عتاب آئے ہُوئے مجبُور و بے کس لوگ اُن کے زیرِ سایہ حفظ و امان پاتے تھے اور اُن کے فیضانِ نظر سے بُرے اعمال و عزائم سے تائب ہو جاتے تھے۔

ہندوستان میں تبلیغِ اسلام و اصلاحِ معاشرہ کے لئے بلادِ اسلامیہ سے بہت سی بزرگ ہستیاں تشریف فرما ہُوئیں اور اُن کے دم قدم سے فروغِ دین و ملت کے کام میں پیش رفت بھی ہُوئی۔ مگر چھٹی اور ساتویں صدی ہجری میں رہبرِ اکمل و سالارِ جلیلِ سلسلہ چشتیہ خواجہ خواجگاں نائب الرسُول فی الہند، غریب نواز حضرت خواجہ سیّد معین الدّین چشتی اجمیری کی تبلیغی مساعی کو جو اقوامِ راجپوت میں حیرت انگیز و ہمہ گیر پذیرائی حاصل ہُوئی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ایک محتاط اندازہ میں نوّے لاکھ ہندوؤں نے آپ کے دستِ مُبارک پر اسلام قبُول کیا اور جو غیر مُسلم خوفِ اقرباء سے حلقۂ اسلام میں داخل نہ ہُوئے اُن کی آئندہ نسلیں آج بھی خواجہ غریب نواز کی عقیدت و احترام سے تہی دامن نہیں ہیں ؎

سازو نغمہ سے دکھائی دین کی راہِ عمل !
واہ کیا مُسلم گری ہے خواجۂ اجمیر کی ! (احسان دانش)

خواجۂ غریب نواز کے جانشین اور قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی چشتی کے قائمقام شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فرید الدّین مسعود گنج شکر کی تبلیغی خدمات آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ اُنہوں نے بعض ایسے کافر و مشرک قبائل مُسلمان کئے جن کی ہمت و شجاعت انتقامی جبلت و جنگجویانہ فطرت ہندوستان میں ضرب المثل تھی۔

کہا جاتا ہے کہ اجودھن (موجودہ پاک پتن شریف) چوتھی صدی ہجری کے وسط میں سبکتگین نے فتح کیا۔ اس کے سو سال بعد سلطان ابراہیم ظہیر الدّولہ غزنوی نے اسے دوبارہ فتح

Marfat.com

کیا بایں ہمہ اجودھن میں حضرت باباصاحبؒ کی تشریف آوری کے وقت گنتی کے مسلمان تھے اور مقیمانِ قلعہ میں بھی ہندوؤں کی بھاری اکثریت تھی۔ اجودھن کے گردونواح میں ہندوؤں کے بے شمار دیہات تھے جو نہ صرف طبیعت و مزاج کے سخت گیر تھے بلکہ بول چال اور لب و لہجہ میں بھی تلخ کام و تُرش رُو تھے۔ حضرت مولانا گل محمد چشتی شیرویؒ لکھتے ہیں کہ " اجودھن سخت ترین روئے زمین بود" (اجودھن روئے زمین پر سخت ترین مقام تھا) اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ " اگر مزار باباصاحبؒ در آنجا بنودے احدے مسلمان نہ آمدے "۔ (اگر حضرت باباصاحبؒ کا مزار مبارک اس جگہ نہ ہوتا تو وہاں کوئی مسلمان نہ آتا۔) ہندو مرد اور عورتیں عقائد و رسومات میں اتنے پختہ کار تھے کہ اپنے مذہبی احکام کی تکمیل کرتے ہوئے جانِ عزیز کو بھڑکتے ہوئے شعلوں کی نذر کر دیتے تھے۔ مشہور سیاح ابنِ بطوطہ لکھتا ہے کہ " اجودھن میں ہمارے خیموں کے نزدیک ایک ہندو عورت اپنے خاوند کی نعش کے ساتھ چمٹ کر جل گئی "۔ ایک اور موقع پر لکھتا ہے کہ " ایک عورت نے ستی ہونے سے پہلے۔ آگ کے سامنے ڈنڈوت کی اور پھر اُس میں چھلانگ لگا دی اور یہ وحشت ناک منظر دیکھ کر میں بے ہوش ہو گیا "۔

حضرت باباصاحبؒ نے ایسے سنگلاخ و بنجر اذہان میں کشتِ اسلام کی تخم ریزی و آبیاری کا صعب ترین و مشکل کام انجام دیا۔ اور اپنے جمالِ حسین و مقالِ شکریں سے ایک خطہ نمکین کو بقعۂ شکرستان بنا دیا۔

اجمیر شریف میں خواجہ غریب نوازؒ اور اجودھن میں حضرت باباصاحبؒ کے وُرود و قیام سے ہندوستان میں اسلامی سلطنت قائم و دائم ہو گئی۔ حضرت باباصاحبؒ سے نسبتِ ارادت و عقیدت رکھنے والے نو مُسلم قبائل کی افرادی قوت شمار کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پاک پتن پیش خیمۂ پاکستان ثابت ہُوا اور عجیب اتفاق ہے کہ پاک پتن اور پاکستان میں لفظی تفاوت بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ کے حُسنِ تدبر و عمل سے جو کثرت قبولیت اسلام میں ہوئی وہ ہماری تاریخ کا ایک درخشندہ باب ہے۔ اور یہ حقیقت مُسلمہ ہے کہ شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے دستِ حق پرست پر راجپوتانہ بیکانیر و جیسلمیر اور دریائے ستلج وراوی اور

Marfat.com

پنجاب کے بڑے بڑے قبائل جوئیے[1]، وٹو[2]، سیال[3]، کھرل[4]، گوندل[5]، ٹوانے[6]، شلولی، کنڈی کلیرا، منج ڈھودی، ڈھڈی، چدھڑ، گوجر[7]، ڈوگر[8]، ورک[9]، وڑائچ، رانجھے، جھبے، چیمہ، وریاہ، گھیبہ، کھیڑو، ہراج، ہیر، کاٹھیا[10]، ہنی وال اور جاٹ مشرف باسلام ہوئے، جن کی سینکڑوں ذیلی شاخیں مملکتِ اسلامیہ پاکستان میں ملکی ترقی وخوشحالی میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں اور وطنِ عزیز کی حفاظت وسالمیت کی خاطر اپنے ہموطنوں کے شانہ بشانہ قابلِ فخر کارنامے انجام دیتی رہتی ہیں۔

گویا کہ ؎

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

بعض مؤرخین کے نزدیک ہندو معاشرہ میں ذات پات کے امتیازات اور سماجی ناانصافیوں کے شکار مظلوم، مجبور، حقیر، پسماندہ لوگ اولیاء اللہ کی رواداری، انسان دوستی اور نظامِ اسلام کے عدل وانصاف کے پیشِ نظر حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ بات بھی بڑی حد تک درست ہے مگر اسلام کی حقانیت اور بزرگانِ دین کے حسنِ سلوک ودردمندیٔ مخلوق سے نہ صرف عوام الناس بلکہ بڑے بڑے راجاؤں اور مقتدر وذی جاہ وحشم سرداروں نے بھی اسلام قبول کیا ہے اور ان کے دامنِ عاطفت سے شرفِ وابستگی وارادت بھی حاصل کرتے رہے ہیں بے جا نہ ہوگا اگر اس موقعہ پر چند اکابرین قبائل کے مشرف باسلام ہونے کے مختصر سے واقعات تحریر کر دیئے جائیں۔ جوئیوں کے مورثِ اعلیٰ لونے خاں کے بارے میں تو قدرے تفصیل سے لکھا جا چکا ہے لہٰذا اب دوسرے سربراہانِ قبائل کے احوال و واقعات کتب ملفوظات وتواریخ سے استفادہ کر کے رقم کئے جاتے ہیں۔

۱؎ ٹرائبز اینڈ کاسٹ پنجاب ۲؎ جواہر فریدی ۳؎ اولیائے جھنگ صفحہ ۲۴۶ مرتبہ بلال زبیری

۴؎ حیاتِ گنج شکرؒ مرتبہ پروفیسر غلام سرور رانا ۵؎ گلزار فریدی صفحہ ۳۶ مرتبہ پیر محمد حسین چشتی صاحب

۶؎ جنرل سر عمر حیات خاں ٹوانہ مرتبہ مولانا غلام رسول مہر ۷؎ تاریخ گوجراں صفحہ ۲۵۵ مرتبہ حافظ عبدالحق سیالکوٹی

۸؎ تاریخ قوم راجپوت صفحہ ۱۵۹ مرتبہ شہادت علی خاں ۹؎ گلزار فریدی بحوالہ جواہر گنج صفحہ ۳۶ ، ۳۷

۱۰؎ حیاتِ گنج شکرؒ

Marfat.com

ٹوانہ

ٹوانہ راجپوتوں کا مورثِ اعلیٰ راجہ میلو ریاست وھانگری کا حکمران تھا جس کی حُدود ریاست اجمیر اور مارواڑ (جودھپور) تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اُس کا والد من پال ایک صلحنامہ کی رُو سے سلاطین دہلی کا باج گزار تھا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد حکومت دہلی سے راجہ میلو کے تعلقات ٹھیک نہ رہے اور اُس نے خراج ادا کرنا بند کر دیا۔ ان ایام میں بہت سے راجے خود مختار ہو گئے تھے اور اُنہوں نے آلِ التمش سے تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ باغیانہ سرگرمیوں کو ختم کرنے کیلئے شاہی فوج حملہ آور ہوئی مگر دورانِ جنگ اُس کا سپہ سالار مارا گیا اور وہ پسپا ہو گئی۔ اس واقعہ کو سُنتے ہی سلطان ناصر الدین محمود دوم ابن سُلطان شمس الدین التمشؒ ایک لشکر جرار کے ساتھ بغاوت کچلنے کیلئے دھانگری اور دیگر ملحقہ ریاستوں پر حملہ آور ہوا۔ اِس مرتبہ ہندو راجاؤں کو شکست ہوئی جن میں راجہ میلو بھی شامل تھا اور وہ اپنی باقیماندہ فوج کے ساتھ براہِ راجپوتانہ مُلتان کی جانب فرار ہو گیا۔[1]

ملتان سلطنت دہلی کا ہی صوبہ تھا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صوبے دار ملتان سے راجہ میلو کے ذاتی مراسم تھے۔ اِس لئے صوبیدار نے خوش آمدید کہا، بڑی خاطر تواضع کی مگر بادشاہِ دہلی سے مصالحت کرانے کی ذمہ داری قبول نہ کی کیونکہ راجہ میلو اور اس کے ساتھیوں پر ایک تجربہ کار سپہ سالار اور سینکڑوں مسلمانوں سپاہیوں کی شہادت کا الزام تھا۔ سیاق عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کافی سوچ بچار کے بعد صوبے دار مُلتان نے راجہ میلو کو مشورہ دیا کہ عتابِ شاہی سے بچنے کی ایک ہی صُورت نظر آتی ہے کہ ہم سُلطان ناصر الدین محمود کی خدمت میں سلطانِ بحر و بر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی سفارش سے رحمدلی کی درخواست کریں۔ اس صورت میں یقیناً معافی مل جائے گی۔ اُس وقت خواص و عوام جانتے تھے کہ سلطان ناصر الدین محمود شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کا اخلاص مند مرید ہے۔[2]

---

[1] جنرل سر عمر حیات ص۱۸ [2] گلزار فریدی مخطوط فارسی

راجہ میلو کو صوبے دار ملتان کی تجویز پسند آئی اور وہ اپنے کثیر تعداد ساتھیوں کے ہمراہ ملتان شریف سے دارالامن پاک پتن شریف روانہ ہو گیا۔

اساں سُنیاں پاک پتن والا گل لاندا منیاں چنگیاں نوں

ساجد مہروی

پاک پتن شریف (اجودھن) کی جانب سفر کرتے ہوئے راجہ میلو کے دل میں ہزاروں خدشات کا پیدا ہو جانا ایک فطری امر تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ میں ایک غیر مسلم اور شاہی مجرم ہوں مسلمانوں کے خلاف معرکہ آرائیوں کا ذمہ دار و گنہگار ہوں اور حضرت شیخ بابا فرید منزہ سیرت مسلمان درویش اور امراء سے بےنیاز فقیر ہیں۔ ان کے دربار میں ایک مفرور ہندو راجہ کی درخواست پر التفات کیسے ممکن ہے جبکہ وہ دنیاوی جھگڑوں سے مکمل اجتناب رکھتے ہیں۔ مگر جب وہ پاک پتن شریف پہنچ کر شہنشاہِ فقر کی بارگاہِ عالم پناہ میں باریاب ہوا تو اس کے تمام وسوسے کافور ہو گئے۔ یہاں ہندوؤں اور مسلمانوں پر الطاف و اکرام کی یکساں بارش ہو رہی تھی تعصب یا نفرت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ حضرت بابا فریدؒ کی ذاتِ قدسی صفات کے عاشق و شیدائی تھے۔

ہم آ گئے کہاں پہ یہ کس کا دیار ہے!
پہلو سے دل پکار رہا ہے کوئے یار ہے

راجہ میلو نے شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی خدمت میں اپنی روداد بیان کی اور الطاف کریمانہ کا خواستگار ہوا۔

زندگی غم کی کڑی دھوپ میں دم لینے کو
آپ کے سایۂ دیوار تک آ پہنچی ہے

حضرت شیخ خُلقِ عظیم کے وارث، عطا بخش و خطا پوش تھے مسلمانوں اور ہندوؤں سے بھی خوش اخلاقی، تواضع اور انکسار سے پیش آتے تھے۔ غم زدہ اور شکستہ دلوں سے ہمدردی فرماتے تھے۔ راجہ میلو کے ورود و قیام پاک پتن شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت بابا صاحبؒ نے اسکی جان بخشی و معافی کیلئے بادشاہِ دہلی کو تحریر فرمایا اور وہ تاحکم ثانی

Marfat.com

پاک پتن شریف میں مقیم رہا۔

پایم بہ پیش از سرِ ایں کو نمے رود!!
یاراں خبر دہید کہ ایں جلوہ گاہ کیست!

ترجمہ: میرا پاؤں اس کوچہ کی نکڑ سے آگے نہیں جاتا۔ اے دوستو! مجھے بتاؤ کہ یہ کس کی جلوہ گاہ ہے۔

اِس عرصۂ قیام میں راجہ سیلو اور اُس کے ساتھیوں کو شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحب کی مجالس میں بار بار جانے اور مواعظِ حسنہ سُننے کا اتفاق ہُوا۔ راجہ سیلو جنگ جو، بہادر، مردِ صحرائی جس کی عمر شمشیر زنی اور معرکہ آرائی میں بسر ہُوئی تھی، دربارِ فرید میں ایک نئے پُر امن ماحول سے آشنا ہُوا۔ یہاں خلق و ایثار و محبت و شفقت کے دریا بہہ رہے تھے شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے فیضانِ محبت سے راجہ سیلو اور اُس کے ساتھی وہامی سیال، کھرل، شبلولی، کندی، کلیرا، منیج، ڈھوری، ڈھڈی اور چدھڑ قبائل کے فکری زاویئے بدلنے لگے۔ مجاہدین اسلام سے پنجہ آزمائی کے بعد جب مبلغینِ اسلام سے واسطہ پڑا تو اُنہیں دینِ مبین کے مکمل ضوابط اُصولوں سے آگاہی ہُوئی اور ملتِ اسلامیہ کے صحیح خدوخال سے رُوشناس ہوئے۔

مولانا غلام رسول مہر تحریر کرتے ہیں:

"آخر الامر تاثیرِ ولایت حضرت (بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ) نے اپنا کام کیا اور ۶۳۶ھ[۲] میں بمقام اجودھن (پاکپتن شریف) مشرف باسلام ہو کر

ل۔ جنرل سر عمر حیات خاں ٹوانہ مرتبہ مولانا غلام رسول مہر

۲۔ تحفہ امیر کے مُصنف نے راجہ سیلو اور اُس کے ساتھی قبائل کا ترکِ وطن و قبولیتِ اسلام کا سن ۶۳۷ ہجری قرار دیا ہے مگر تاریخ کے آئینے میں بوجوہات ذیل ۶۳۶ھ ثابت ہوتا ہے۔

ا۔ یہ کہ شیخ الشیوخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ ۶۳۶ھ میں (اجودھن) پاک پتن شریف میں قیام فرما تھے اور ایک مستند روایت کی رُو سے ۶۳۶ھ کے بعد پاک پتن شریف تعلق افروز ہوئے ہیں۔

ب۔ ۶۳۶ھ میں سلطان ناصر الدین محمود کی عمر گیارہ سال تھی اور وہ اس عمر میں کسی فوجی مہم کی سربراہی کے قابل نہ تھے۔

ج۔ کوئی امیر یا التمش کا سپہ سالار ۶۳۶ھ میں ہندوؤں کے ہاتھوں شہید نہیں ہُوا۔

البذا معاصر مورخ قاضی منہاج سراج مؤلف طبقات ناصری کے بیان کی روشنی میں یہ حقیقت کچھ اس طرح واضح ہوتی ہے کہ سلطان ناصر الدین محمود کے عہدِ حکومت میں ایک ترک امیر ملک بہاؤ الدین ایبک نے نواح رنتھمبور میں گیارہ ذوالحجہ ۶۳۵ھ کو ایک معرکہ میں ہندوؤں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا اور اس واقعہ شہادت کے ایک ماہ بعد ۶۳۶ھ میں سلطان ناصر الدین نے ہندو راجاؤں کے خلاف فوج کشی کی جن میں راجہ سیلو بھی شامل تھا اور وہ افواج شاہی سے شکست کھانے کے بعد پہلے ملتان شریف اور بعد ازاں پاک پتن شریف میں شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی بارگاہ میں حاضر ہُوا اور اُن کے فیضانِ محبت سے مسلمان ہو گیا۔

Marfat.com

(رائے میلو نے) سلسلہ چشت میں بیعت اختیار کر لی۔ رائے میلو کے تمام ساتھی بھی اس موقع پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ جو کام سلاطین کی خون آشام تلواریں ایک مدت تک نہ کر سکیں وہ مردِ مومن کی ایک نظرِ اعجاز اثر سے چند لمحوں میں ہو گیا۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!

اس موقع پر تقریباً پانچ ہزار اشخاص مشرف باسلام ہوئے۔ اتنی بڑی تعداد کے مسلمان ہونے کی خوشی میں اُن کے زُنار (جنیو) دریا برد کرنے سے پہلے وزن کئے گئے جن کی مقدار سوا من ہوئی۔ راجہ میلو کا ایک بیٹا رائے لکھو ملتان شریف سے پاک پتن شریف نہ آیا اور مالوہ میں اپنے نانا کے پاس چلا گیا۔ اس لئے قبولیتِ اسلام کی سعادت سے محروم رہا۔ پاکستان میں ٹوانے راجپوت، راجہ میلو کے دو مسلمان بیٹوں کی اولاد ہیں اور ہندوستان میں غیر مسلم ٹوانے راجہ میلو کے تیسرے بیٹے رائے لکھو کی نسل سے ہیں۔

سیال[1]

بعض روایتوں میں ٹوانے اور سیال یکجدی ہیں۔ اُن کا مورثِ اعلیٰ رائے شنکر ایک پنوار راجپوت تھا۔ سیالوں کا وطن مالوف دھانگری یا دھارانگر نام کی ریاست تھی جہاں سے رائے میلو آیا تھا۔ اُس سے کچھ عرصہ پہلے یا بعد ڈراسیال بھی اپنے افرادِ قبیلہ کے ساتھ (اجودھن) پاک پتن شریف چلا آیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راجپوتانہ کے بہت سے قبائل تبدیلئ مذہب سے پہلے شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے اُن کی سیاحت کے دوران متعارف ہو چکے تھے۔ حضرتِ موصوف نے جب پاک پتن شریف میں مستقل سکونت

---

[1] جنرل سر عمر حیات خاں ٹوانہ مرتبہ غلام رسول مہر صفحہ ۲۳

[2] "دی لائف اینڈ ٹائمز آف شیخ فرید الدین گنج شکرؒ" میں فاضل گرامی خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں کہ دھارانگر الہ آباد اور فتح پور کے درمیان ہے۔ وہاں سے پنواروں کی ایک شاخ جون پور گئی جہاں رائے شنکر پیدا ہوا۔

Marfat.com

اختیار فرمالی اور سیاحت موقوف کر دی، تو حادثاتِ زمانہ یا عقیدتِ والہانہ کے سبب تمام قبائل نے دارالامن پاک پتن شریف کی جانب رجوع کیا اور راجپوتانہ سے ترکِ سکونت کر کے حضرت بابا صاحبؒ کے قرب وجوار سرزمینِ پنجاب میں آباد ہو گئے۔

مورخین اِس بات پر متفق الرائے ہیں کہ راسیال پاک پتن شریف میں شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ کی بارگاہ میں دولتِ اسلام سے بہرہ یاب ہُوا اور حضرت موصوفؒ نے اپنی نیک تمناؤں اور دِلی دعاؤں کے ساتھ رخصت فرماتے ہوئے اُسے دریائے چناب[1] پر آباد ہونے کا حکم دیا۔ صاحبِ جواہر فریدی لکھتے ہیں کہ

"از دُعائے حضرت بابا فرید الدین اولادِ سیال چنداں شد کہ در شمار نیاید و صاحبِ جاہ و جلال اند[2]"

ترجمہ: حضرت بابا فرید الدینؒ کی دعا سے سیال کی اولاد اس قدر زیادہ ہو گئی کہ وہ شمار میں نہیں آسکتی تھی اور وہ سب کے سب جاہ و جلال والے تھے۔

راسیال کی اولاد کو سیال کہا جاتا ہے اور اُس کی ایک سو سے زائد ذیلی گوتیں پاکستان میں شاد و آباد ہیں ؎

یہ مھروں کی، بانکے سیالوں کی دُنیا[3]
چنہاں دیس کے لاج پالوں کی دُنیا!

اولیائے جھنگ کے فاضل مصنف کی رائے میں

"اِن کا جدِ اعلیٰ[4] راسیال علاقہ جون پور (یوپی) سے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہُوا اور بابا صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق اُس نے علاقہ کھچی[5] میں سکونت اختیار کی۔ کچھی اِس علاقہ کو

---

1. "بزرگان سیال را اجازت بدریا چناب فرمودند" - جواہر فریدی مطبوعہ ۱۳۱۱ھ ص ۳۲۳ 2. جواہر فریدی ص ۳۲۲
3. شیر افضل جعفری 4. اولیائے جھنگ ص ۶۸، ۶۹ مرتبہ بلال زبیری 5. دراصل کچھی ہے کھچی سہو کتابت ہے۔

Marfat.com

کہتے ہیں جہاں دریا کے ساحل کے ساتھ ساتھ ریگ زار ہو۔ یہ دریائے جہلم کے کناروں کے ساتھ ساتھ خوشاب تک پھیلا ہوا ہے۔ پھر اس وقت میکن قوم حکمران تھی اور اُن کی حُدود ریاست منکیرہ اور قصبہ اموانی (موجودہ نام حیدر آباد) تک وسیع تھیں راسیال نے جہاں قیام کیا وُہ جگہ اَب تک سیالکوٹ کے نام سے مشہور ہے۔ حاکمِ وقت بہاوٴ خاں راسیال کی شرافت، عزتِ نفس اور حُسنِ اخلاق سے بے حد متاثر ہُوا اور اپنی سہاگ نامی لڑکی اس کے حبالۂ عقد میں دیدی جس کے بطن نے تین لڑکے بھرمی، کوہلی اور ماہنی پیدا ہوئے۔ سیالوں کی نسل انہی سے چلی، موجودہ قصبہ کوٹلی باقر کا رئیس چوچک ولد جوٹ تھا جس کی ریاست جبوآنہ سے ماچھیوال تک پھیلی ہُوئی تھی۔ سیالوں میں یہ پہلی جاگیر تھی جو نواب بہلول لودھی حاکمِ لاہور نے بخشی تھی ورنہ قبل ازیں سیالوں میں کوئی رئیس یا حکمران نہ تھا البتہ لوگ بابا فریدؒ کی نسبت سے اُن کا احترام کرتے تھے اور حکمران بھی اُن کی بزرگی ملحوظِ خاطر رکھتے تھے۔"

پیر محمد حسین چشتی صاحب لکھتے ہیں[1] کہ شیخ الشیوخ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ نے راسیال کو دریائے چناب کے شاداب کناروں پر آباد ہونے کا حکم سُنانے سے پہلے خرقہ[2] و دستارِ مُبارک کے تحائف مرحمت فرمائے۔ اِسی دوران جھتہ نام کا ایک مرید حاضرِ خدمت ہُوا اور اپنی مفلسی و ناداری کی روئیداد عرض کرنے لگا۔ حضرت بابا صاحبؒ نے جھتہ فقیر کو راسیال کے ہمراہ سفر کرنے اور سکونت پذیر ہونے کا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

"ہروائے[3] جھتہ قوم سیال رامنگ کھا"

راسیال اور اُس کے افراد قبیلہ کے مسلمان ہونے سے پہلے جھتہ فقیر کا نام کچھ اور تھا

---

[1] جواہر فریدی مطبوعہ ۱۳۰۱ھ

[2] " " " ص ۳۲۲

[3] " " " "

Marfat.com

مگر حضرت بابا صاحبؒ کے حکم پر جب اُس نے راسیال اور اُس کے متعلقین کے سروں سے بالوں کی ہندوانہ چوٹیاں کاٹیں تو اُس کا نام جھتہ مشہور ہوگیا اُس وقت مقامی زبان میں بالوں کے گچھا کو جھت کہتے تھے۔ فقیر نے ایک ہی دن میں سینکڑوں غیر مسلموں کی جھتیں کاٹ دی تھیں۔ اس لئے جھتہ یعنی جھت اتارنے والا مشہور ہوگیا۔ پیر محمد حسین چشتی صاحب نے جھتہ فقیر کو حضرت بابا صاحبؒ کا نہ صرف مرید بلکہ خلیفہ[لے] تحریر کیا ہے۔

وٹو:۔ جوئیوں کی قدیم شمالی سرحد کے ساتھ دریائے ستلج کے دونوں کناروں پر وٹو قوم صدیوں سے آباد ہے۔ راوی اور ستلج کی درمیانی پٹی میں دریائے بیاس کی مزروعات کا وسیع علاقہ بھی ان کے قبضہ میں تھا۔ (اجودھن) پاک پتن شریف میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی آمد سے پہلے گرد و نواح میں ان کی بے شمار بستیاں موجود تھیں۔ خانیوال اور ساہیوال کا علاقہ زنبیر[لے] اور نوبیر نام کے دو بھائیوں کے زیر اقتدار تھا۔ سرسہ اور حویلی لکھا ان کے قدیم مراکز ہیں۔ وٹو قوم کا مشہور سردار کھیوا جو ایک طاقتور حکمران تھا اپنی قوم کی بھاری اکثریت کے ساتھ حضرت بابا صاحبؒ کے دستِ مبارک پر مسلمان ہوا۔ راجہ کھیوا کا جانشین لکھے خاں جس کے نام سے حویلی لکھا کا شہر منسوب ہے، حضرت بابا صاحبؒ کا عقیدت مند تھا اور اس کی آئندہ نسلوں میں بھی آستانہ عالیہ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ اور ان کے سجادہ نشینانِ کرام کا ادب و احترام پایا جاتا ہے۔ وٹو اس علاقہ میں آج تک ذی حیثیت اور متمول زمیندار ہیں۔ ملکی سیاست میں بڑا عمل دخل رکھتے ہیں اور ہر دورِ حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے رہتے ہیں۔

گوندل

گوندل قبیلہ اپنی افرادی قوت و تعداد میں دیگر کسی قبیلہ سے کم نہیں اور اُس کی

لے جواہر فریدی مطبوعہ ۱۳۰۱ھ ص ۳۲۲ — لے مرقع ملتان

لے تاریخ قوم راجپوت مرتبہ شہادت علی خاں

Marfat.com

ذیلی شاخیں بھی بہت ہیں۔ گوندل کا مورثِ اعلیٰ گھنوں بعض دوسرے راجپوت سواروں کی طرح پاک پتن شریف کے جنوب[1] سے آیا تھا۔ اُس کا آبائی وطن نوشہرہ بیان کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے اس شہر کو جہانیاں[2] بھی کہتے ہیں۔ زبانی روایات میں ہے کہ گھنوں نے افواجِ شاہی کا مقابلہ کیا اور جنگ ہارنے کے بعد سرزمین پاک پتن شریف پر سایہ فگن سحاب کرم شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی بارگاہِ عالم پناہ میں آگیا اور اپنے چار بیٹوں دھیر، بادھر، بڈھا و راجہ سمیت مسلمان ہوگیا۔ اُس کے آنے سے پہلے حضرت بابا صاحبؒ دریائے ستلج، بیاس، راوی اور چناب کی وادیاں اپنے ارادت مندوں میں تقسیم فرما چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے گھنوں کو دریائے جہلم کے جنگل بیلے تفویض فرمائے۔

صاحبِ گلزار فریدی کا بیان اس سے قدرے مختلف ہے۔ انہوں نے لکھا ہے[3] کہ گھنوں ایک ہندو پروہت تھا جو دریائے جہلم کے کنارے ایک تالاب پر بیٹھ کر پوجا پاٹ کیا کرتا تھا۔ شیخ شیوخ العالم حضرت بابا صاحبؒ اس علاقہ سے سیر کرتے ہوئے گزرے (شائد یہ وہی دورِ سیاحت ہے جب آپ نے کلرکہار و جوتانہ سے آتے ہوئے دریائے جہلم عبور کیا۔) اس موقعہ پر گھنوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس علاقہ کے گوجر مجھے تکلیف پہنچاتے ہیں حضرت بابا صاحبؒ نے گوجروں کو فرمایا کہ اس بے ضرر انسان کو تنگ نہ کیا کرو۔

گھنوں گوشۂ تنہائی میں حقیقت کا متلاشی تھا آپ کی چند روزہ صحبت میں اسے نشانِ منزل ملا اور وہ مسلمان ہوگیا۔ گھنوں کی اولاد کو حضرت بابا صاحبؒ نے گوندل[4] کا لقب دیا اور انہوں نے گوجر و گوندل کے مابین علاقہ تقسیم فرماتے ہوئے "چیلیاں[5] موجیاں" کے مقام پر اپنا عصا مبارک زمین میں گاڑھ کر حد لبست قائم فرمادی۔ اسی سفر میں تخت ہزارہ کا راجہ منگل سین آپ سے دریائے جہلم کی گزرگاہ تبدیل ہونے کی کرامت دیکھ کر مسلمان ہوگیا اور رانجھا کے خطاب سے سرفراز ہوا۔

۱؎ ٹرائبز اینڈ کاسٹس پنجاب ۲؎ منتخب التواریخ ۳؎ گلزارِ فریدی

۴؎ گلزارِ فریدی ص ۳۷

۵؎ " " " ۳۶

Marfat.com

بعض راسخ العقیدہ افرادِ قومِ گوندل یقین و اعتماد رکھتے ہیں کہ مصیبت اور پریشانی کے وقت اگر وہ پاک پتن شریف کی جانب سات قدم چل کر حضرت بابا صاحبؒ سے دعا کی استدعا کریں تو بفضلِ حق تعالیٰ اُن کے مصائب و مشکلات دُور ہو جاتے ہیں۔

ہر مشکل[1] دی کُنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی!
مرد نظر کرے جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

---

[1] کلام حضرت میاں محمد صاحبؒ

Marfat.com

مؤرخین کی آراء

مولانا محمد حفیظ الرحمٰن حفیظ مصنف تاریخ بہاولپور و ذکرِ کرام رقمطراز ہیں کہ آپ (یعنی حضرت بابا تاج الدین سرور چشتیؒ) کی خانقاہ چشتیاں شریف میں واقع ہے۔ آپ حضرت بیر فریدالدین شکر گنج علیہ الرحمۃ پاک پتنی کے پوتے تھے۔ آپ کے دستِ مبارک پر ریگستان بیکانیر و جیلسمیر کے بہت لوگوں نے مذہبِ اسلام میں داخل ہوکر شرفِ بیعت حاصل کیا، یہ امر راجپوتوں کو نہایت ناگوار گزرا۔ انہوں نے جنگ کی اور آپ شہید ہوئے"۔ ؎۱

جناب پروفیسر افتخار احمد چشتی سُلیمانی دامت برکاتہم دیباچہ "مخزن چشت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کے بانی خواجۂ بزرگ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اجمیر شریف کو مرکز بناکر تبلیغِ دین اور توسیعِ سلسلہ کا ایسا گرانقدر کارنامہ انجام دیا جو تاریخ اسلام کا ایک سنہری باب ہے۔ پاکستان میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کی کوششوں سے اس سلسلۂ عالیہ کو فروغ حاصل ہوا۔ آپ کے ایک پوتے حضرت بابا تاج الدین سرور شہیدؒ نے پاک پتن شریف سے تیس کوس جنوب بستی تاج سرور یا بستی چشتیاں آباد کی، جن کی ساری زندگی تبلیغ اسلام کے لئے وقف تھی۔ اسی مقصد کے حصول میں کفار و مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ وہیں مزارِ مبارک بنا، جو آجتک مرجعِ خواص و عوام ہے"۔ ؎۲

جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب پنجاب یونیورسٹی لاہور "نظریہ پاکستان کے تاریخی پس منظر" میں لکھتے ہیں کہ "بابا فریدالدین گنج شکرؒ بھی بڑے کامیاب مبلغ ثابت ہوئے اور اُن کی کوششوں سے پنجاب کے بہت سے غیر مسلم قبائل نے اسلام قبول کیا۔ وٹو، سیال اور ٹوانے آپ ہی کی تبلیغ سے متاثر ہوکر مسلمان ہوئے تھے۔ بعض حضرات کے خیال میں جنوبی پنجاب کے غیر مسلموں کو مسلمان کرنے

؎۱ ذکرِ کرام ۱۳۵۷ھ (ص ۲۰)   ؎۲ دیباچہ مخزنِ چشت ص ۱۳

Marfat.com

میں آپ کی کوششوں کو بڑا دخل ہے۔ باباصاحبؒ کے ایک پوتے شیخ تاج الدینؒ نے بیکانیر کے علاقے میں متعدد راجپوت قبائل کو مسلمان کیا، جس کی وجہ سے غیر مسلم راجپوت اُن کے درپے آزار ہو گئے۔[1]

انگریز مورخ سر ڈینزل ابٹسن اور سر ایڈورڈ میکیگن "ٹرائبز اینڈ کاسٹس آف پنجاب" میں لکھتے ہیں کہ "بہاولپور میں چشتی خاندان نے موجودہ زمانے میں بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ شیخ تاج الدین چشتیؒ (بابا فریدالدینؒ کے پوتے) اور اُن کی اولاد نے ریاست بہاولپور میں قصبہ چشتیاں کی بنیاد رکھی۔ اُن کی خانقاہ کو روضہ تاج سرور بھی کہتے ہیں۔ بہت سے قبیلوں نے اُن کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ خاص طور سوڈھے اور رتھ۔ اسی بات پر اُن کی جنگ بیکانیر کے راجپوتوں سے چھڑ گئی۔"[2]

حرفِ آخر

موضع موسیٰ بار ضلع گجرات کے ایک تعلیم یافتہ نوجوان چوہدری سیف اللہ کے پُرخلوص الفاظ مجھے آج تک نہیں بھولے جو صاحبِ سیر و سیاحت، کانِ ظرافت معدنِ لطافت بزرگ حضرت حاجی ریاض حسین خاں رحمانی لشاری ملقب بہ "رحمانی بابا" سکنہ کوٹ ممتاز لشاری ضلع اوکاڑہ کے ذریعے مؤلف ناچیز تک پہنچے کہ

"پیر صاحب حضرت بابا صاحبؒ کا ذکرِ خیر لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اقوام نو مسلم کی فہرست میں ہمیں نہ بھول جانا، ہمارے مورثِ اعلیٰ گھنوں کو حضرت بابا صاحبؒ نے مسلمان کیا تھا"

اس موقعہ پر جناب قاضی محمد حفیظ اللہ صاحب کا بیان کسقدر حقیقت ترجمان ہے کہ "بابا صاحب رحمہ اللہ نسباً فاروقی تھے جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اشاعتِ اسلام کے لئے کام کیا اسی طرح بابا فرید صاحب رحمہ اللہ نے سلسلہ چشتیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے برِ صغیر پاک و ہند میں کام کیا بے جا نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ بابا صاحبؒ سلسلہ چشتیہ کے عمر فاروقؓ تھے[1] اگر تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس میں یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ پاک و ہند میں مسلمانوں کا موجودہ تناسبِ آبادی بزرگانِ دین[2] کی مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے جن میں مشائخِ چشت اہل بہشت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تبلیغی خدمات نہایت اعلیٰ وارفع اور ہمہ گیر و عدیم النظیر ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ

"لاشک بزرگانِ چشت عنبر سرشت را
حقے است قدیم بر ولایتِ ہند"؟

ترجمہ: بے شک بزرگانِ چشت عنبر سرشت کو ولایت ہند پر قدیم زمانے سے حق حاصل ہے؟

---

[1] احوال و آثار شیخ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

[2] تاریخ دعوت و عزیمت ص ۲۹ مرتبہ حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی بحوالہ مولانا غلام علی آزاد

Marfat.com

مقامِ چشتیاں

لا مکاں باشد مقامِ چشتیاں
کس نہ داند سرِ جانِ چشتیاں

چشتیاں اندر رضا گم گشتہ اند
جز خدا نبود نشانِ چشتیاں

آستیں بر مے فشانند از دو کون
بے نیازی ہست شانِ چشتیاں

کے رسی آندر مقامِ شاں کہ ہست
از جہاں بیروں جہانِ چشتیاں

ہر کہ پائش بر فلک باشد عزیز
سر نہد بر آستانِ چشتیاں!

بحرِ زبیر صفی پوری

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاجُ العارفین

یہ کتاب شمعِ خانوادۂ فریدیہ و سراجِ دودۂ بدریہ حضرت شیخ بابا تاج الدّین سرور شہید چشتی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے پہلا مطبوعہ تذکرہ ہے۔ اس میں صاحبِ تذکرہ کے اخلاق و اطوار، فضائل و شمائل، مناقب و محاسن، فیوض و برکات، ریاضات و مجاہدات، مقامات و کمالات، خدمات و تبلیغات اور مجاہدانہ اوصاف و سپاہیانہ خصائص کا ذکرِ جمیل ہے۔

مُصنّفِ کتاب حضرت پیر محمد اجمل صاحب چشتی فاروقی نے حضرت بابا تاج سرورؒ کے حالات کہاں کہاں سے اور کس کس طرح جمع کئے اور ترتیب دیئے یہ ایک دلنشیں داستانِ عشق ہے۔ یہ تالیف بلاشبہ حضرت پیر صاحب کا نہایت عظیم اور ناقابلِ فراموش علمی و ادبی کارنامہ ہے۔

اُمید ہے کہ اربابِ سلوک و معرفت اور اہلِ علم و ادب اس بابرکت کتاب کو پسندیدگی اور قدر کی نظر سے دیکھیں گے۔ یہ کتاب صُوفیانہ ادب اور چشتیہ لٹریچر میں یقیناً ایک حسین ترین و گراں قدر اضافہ ہے۔

ناظم

مرکزِ تعلیماتِ فریدیہ
فرید منزل، چشتیاں شریف
ضلع بہاولنگر، پاکستان

76

Marfat.com